سیرتِ ابنِ خلدون

رئیس المورخین علامہ ابن خلدون کی معروف و مستند تالیف

کتاب العبر و دیوان المبتداء والخبر من احوال العرب والعجم

یعنی کتاب التواریخ کے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مشتمل ابتدائی دس ابواب

ترجمہ

علامہ حکیم احمد حسین الہ آبادی

Marfat.com

سیرت ابنِ خلدون

(سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

رئیس المورخین علامہ ابن خلدون کی معروف و مستند تالیف

کتاب العبر و دیوان المبتداء والخبر من احوال العرب والعجم

یعنی کتاب التواریخ کے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مشتمل ابتدائی دس ابواب

ترجمہ

علامہ حکیم احمد حسین الہ آبادی

طفیل پبلی کیشنز، لاہور

Marfat.com

اہتمامِ اشاعت

محمد شکور طفیل

۱۴۲۲۵۸

جملہ حقوق محفوظ ہیں

اشاعتِ جدید	:	مارچ ۲۰۱۵ء
تعداد	:	۱۱۰۰
نام کتاب	:	سیرت ابنِ خلدون (سیرتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
تالیف	:	علامہ عبدالرحمن بن خلدون (۷۳۲ء۔۸۰۸ء)
ترجمہ	:	علامہ حکیم احمد حسین الہ آبادی
سرورق	:	حمدان گرافکس، لاہور
کمپوزنگ	:	عدنان خالد
مطبع	:	نوید پرنٹرز، لاہور
قیمت	:	350 روپے

طفیل پبلی کیشنز

۱۱۔ دوسری منزل، امتیاز چیمبرز، ٹیمپل روڈ، لاہور

فون: 0423-6370962

Marfat.com

مندرجات

باب اول حضرت محمد ﷺ	۱۳
زمانہ قبل از اسلام	۱۳
حلفِ فضول	۱۵
بت پرستی سے نفرت	۱۵
نبی ﷺ کے ظہور کی پیشین گوئی	۱۵
دورِ جہالت میں عرب میں مذاہب (مترجم)	۱۷
دینِ حنیف	۱۸
لامذہب	۱۸
صابی مذہب	۱۹
یہودی مذہب	۱۹
عیسوی مذہب	۱۹
ولادتِ نبوی ﷺ	۲۰
رسولِ اکرم ﷺ کی ابتدائی زندگی	۲۰
شام کا سفر	۲۱
حضرت خدیجہؓ سے عقد	۲۱
تعمیر کعبہ	۲۲
حجرِ اسود کا واقعہ	۲۳
امین کا لقب	۲۳
بعثت	۲۳
معراج	۲۴
معراج کے متعلق مختلف آرا (مترجم)	۲۵
معراجِ جسمانی	۲۷
اسلام کی خفیہ تبلیغ	۲۹
سابقین اولین	۲۹
درپردہ تبلیغ کے زمانہ کے مسلمان	۳۰
معجزۂ رسول ﷺ	۳۱
علانیہ تبلیغ	۳۱
بنی ہاشم کو دعوتِ اسلام	۳۲
ابوطالب اور وفدِ قریش	۳۲
مسلمانوں پر مظالم	۳۳
ہجرتِ حبشہ	۳۳

Marfat.com

مسلمانوں کے خلاف سرگرمیاں ۳۴
حضرت حمزہؓ کا قبولِ اسلام ۳۵
حضرت عمرؓ کا قبولِ اسلام ۳۶
بنی ہاشم کا معاشرتی مقاطعہ ۳۷
عہدنامہ کا اتلاف ۳۸
ہجرتِ حبشہ ثانی ۳۸
حضرت خدیجہؓ اور ابوطالب کی وفات ۳۹
اہلِ طائف کی ایذا رسانی ۴۰
ایامِ حج میں دعوتِ اسلام ۴۱
قبائل کی مخالفت ۴۲
بیعتِ عقبہ ۴۲
یثرب میں اسلام ۴۳
بیعت النسا ۴۴
مدینہ میں اشاعتِ اسلام ۴۵
بیعتِ عقبہ ثانی ۴۵
انصار کا عہدوپیمان ۴۶
بارہ نقیب ۴۶
عقبہ ثانی کا قریش میں ردِعمل ۴۷

باب دوم ہجرت ۴۸
ہجرت کا حکم ۴۸
مسلمانوں کی ہجرت ۴۸
حضرت محمد ﷺ کے خلاف قریش کا منصوبہ ۴۹
کاشانۂ نبوی ﷺ کا محاصرہ ۵۰
غارِ ثور ۵۱
اسماء بنتِ ابی بکر (ذات النطاقین) ۵۱
مدینہ کا سفر ۵۱
اہلِ مدینہ کا استقبال ۵۲
حضرت علیؓ کی ہجرت ۵۳
مسجدِ قبا کی تاسیس ۵۳
ناقۂ رسول ﷺ ۵۳
مسجدِ نبوی ﷺ کی تعمیر ۵۴
میثاقِ مدینہ ۵۴
حضرت اسعدؓ کی وفات ۵۸
حضرت عائشہؓ کی مدینہ میں آمد ۵۸
مواخات (بھائی بندی) ۵۹
حذیفہ بن الیمان عنسی حلیف ۵۹
زکوٰۃ و اذان ۵۹
عبداللہ بن سلام کا قبولِ اسلام ۶۰
غزوۂ ابوا ۲ ہجری ۶۰
غزوۂ بواط ۶۱
غزوۂ عشیرہ ۶۱
مدینہ پر شب خون ۶۱

Marfat.com

دفاعی تدابیر	۶۲
۱) حضرت حمزہؓ کی سیف البحر	
کو روانگی	۶۲
۲) معرکہ ثنیۃ المرار	۶۲
قرز بن جابر کا تعاقب	۶۳
حضرت عبداللہ بن جحش اور	
فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم	۶۳
حضرت عبداللہ بن جحش کا نخلہ	
میں قیام	۶۴
سرایا عبداللہ بن جحش	۶۴
مالِ غنیمت کی تقسیم	۶۵
قبلہ کی تبدیلی	۶۵
صوم رمضان (مترجم)	۶۶
باب سوم غزوۂ بدر ۲ ہجری	۶۷
جنگِ بدر کی وجوہات	۶۷
مجاہدین کی روانگی	۶۷
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم انصار و	
مہاجرین سے مشورہ	۶۸
اسلم وعریض کی گرفتاری	۶۸
حضرت بسیس اور حضرت علیؓ	
کی مخبری	۶۹
مشرکین مکہ کی آمد	۷۰
ابوجہل کا جنگ پر اصرار	۷۰
فتح کی بشارت	۷۱
مقتولین واسیرانِ جنگ	۷۲
شہدائے جنگِ بدر	۷۳
مجاہدین کی واپسی	۷۳
(مترجم) مالِ غنیمت کی تقسیم	
میں اختلاف رائے	۷۴
حضرت عبادہؓ بن الصامت	۷۴
مرتدین کا انجام	۷۵
اہلِ مدینہ کی نویدِ فتح	۷۵
اسیرانِ جنگ سے حُسنِ سلوک	۷۶
اسیرانِ جنگ کی رہائی	۷۶
حضرت عباسؓ کا قبولِ اسلام	۷۷
حضرت خدیجہؓ کا ہار بطور فدیہ	۷۷
حضرت زینب کی مدینہ میں آمد	۷۸
مشرکین ومجاہدین کا موازنہ	۷۸
غزوۂ کدر	۷۹
غزوۂ سویق	۷۹
غزوۂ بحران	۸۰
کعب بن اشرف کی فتنہ	
انگیزیاں	۸۰
کعب بن اشرف کا قتل	۸۱
یہود کا مدینہ میں خوف وہراس	۸۲
یہودیوں کی عہد شکنی	۸۲

Marfat.com

غزوۂ بنو قینقاع ۸۳
بنو قینقاع کی جلاوطنی ۸۴
سرایا زیدؓ بن حارث ۸۴
ابن ابی حقیق کی ریشہ دوانیاں ۸۵
ابن ابی حقیق کا خاتمہ ۸۵
باب چہارم غزوۂ احد ۳ ہجری ۸۷
قریشِ مکہ کی جنگی تیاریاں ۸۷
طریقۂ جنگ کے بارے میں
صحابہؓ میں اختلاف رائے ۸۷
مجاہدین کی روانگی ۸۸
کمسن مجاہدین کی واپسی ۸۸
جنگِ احد ۸۹
آغازِ جنگ ۸۹
حضرت مصعب بن عمیرؓ کی
شہادت ۹۰
حضرت حنظلہ کی شہادت ۹۰
رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کفار کی
یورش ۹۰
شہادتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی افواہ ۹۱
مجاہدین کا پہاڑی پر اجتماع ۹۲
وحی کا نزول ۹۲
شہدائے جنگِ احد ۹۲
ابوسفیان کی دعوتِ جنگ ۹۳
حضرت حمزہ کی لاش کا مثلہ ۹۳
(مترجم) جنگِ احد کے
اسباب ۹۴
جبلِ احد کے تیراندازوں کو
ہدایت ۹۴
رسولِ اکرمؐ جنگی لباس میں ۹۵
مشرکین کی پسپائی ۹۵
مجاہد تیراندازوں کی حکم عدولی ۹۶
خالدؓ بن ولید کا حملہ ۹۶
رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کفار کی
یلغار ۹۷
حضرت اُمِ عمارہؓ بن کعب ۹۷
مجاہدین کا پہاڑ کے ٹیلے پر
اجتماع ۹۸
ابوسفیان کی لاف زنی ۹۸
حضرت عمرؓ اور ابوسفیان ۹۸
مشرکینِ مکہ کی مراجعت ۱۰۰
حضرت سعدؓ بن ربیع کی
شہادت ۱۰۰
بہ حکمِ الٰہی مثلہ کی ممانعت ۱۰۱
شہدا کی تدفین ۱۰۱
قزمان کی خودکشی ۱۰۱
مخریق کو بہترین یہود کا خطاب ۱۰۲

Marfat.com

حرث بن سوید منافق کا انجام	۱۰۲
سورہ آلِ عمران	۱۰۳
غزوۂ حمراء الاسد	۱۰۳
رجیع کا واقعہ	۱۰۴
شہادتِ صحابہؓ	۱۰۴
بیر معونہ کا واقعہ	۱۰۵
صحابہؓ کی شہادت	۱۰۵
حلیف مقتولین کا خوں بہا	۱۰۶
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی سازش	۱۰۶
غزوۂ بنو نضیر	۱۰۷
بنو نضیر کی جلاوطنی	۱۰۷
غزوۂ ذات الرقاع	۱۰۸
غزوۂ بدر موعد	۱۰۸
غزوۂ دومۃ الجندل	۱۰۹
باب پنجم غزوۂ احزاب ۴ ہجری	۱۱۰
غزوۂ خندق	۱۱۰
جنگ کی وجوہات	۱۱۰
خندق کی کھدائی	۱۱۱
بنو قریظہ کی بدعہدی	۱۱۱
مدینہ کا محاصرہ	۱۱۱
فریقین میں جھڑپیں	۱۱۲
حضرت نعیم بن مسعود کی حکمتِ عملی	۱۱۳
بنو قریظہ اور قریش میں نفاق	۱۱۴
کفارِ مکہ کی واپسی	۱۱۴
بنو قریظہ کا محاصرہ	۱۱۵
سردار بنو قریظہ کعب بن اسد	۱۱۵
حضرت ابو لبابہؓ بن عبد المنذر کی لغزش	۱۱۶
حضرت ابو لبابہ کی معافی	۱۱۶
سعد بن معاذ کا فیصلہ	۱۱۷
بنو قریظہ کا انجام	۱۱۷
حضرت سعدؓ بن معاذ کی شہادت	۱۱۸
ہل رجیع خون کا قصاص	۱۱۸
غزوۂ الغابہ	۱۱۹
غزوۂ بنی مصطلق	۱۱۹
حضرت جویریہؓ بن الحرث	۱۲۰
منافق عبداللہ بن ابی	۱۲۰
واقعہ افک	۱۲۱
غلط فہمی	۱۲۱
بنو مصطلق کا وفد	۱۲۲
باب ششم صلح حدیبیہ	۱۲۳
مکہ کی روانگی	۱۲۳

Marfat.com

بیعتِ رضوان ۱۲۴
مصالحت کی گفت و شنید ۱۲۴
صلح نامہ حدیبیہ ۱۲۵
ابو جندل بن سہیل کی آمد ۱۲۵
صلح حدیبیہ کے اثرات ۱۲۶
ذوالحلیفہ کا واقعہ ۱۲۶
مترجم ۱۲۷
بدیل بن ورقہ ۱۲۷
حلیس بن علقمہ کی واپسی ۱۲۸
حضرت خراش بن امیہ سے
بدسلوکی ۱۲۸
حضرت عثمانؓ بن عفان کی
سفارت ۱۲۹
شہادتِ عثمانؓ کی افواہ ۱۲۹
صلح کی پیشکش ۱۳۰
صلح نامہ حدیبیہ ۱۳۰
صلح نامہ پر فریقین کے دستخط ۱۳۱
سلاطین کو دعوتِ اسلام کے
خطوط ۱۳۲
مقوقس شاہِ مصر ۱۳۲
ہرقل کے نام خط ۱۳۲
شجاع بن وہب والیٔ دمشق ۱۳۳
شاہِ حبش نجاشی کی دعوتِ اسلام ۱۳۴
نجاشی کا قبولِ اسلام ۱۳۵
حضرت اُمِ حبیبہؓ ۱۳۶
شاہِ فارس کسریٰ کے نام فرمانِ
نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱۳۷
کسریٰ کا گستاخانہ رویہ ۱۳۷
رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گرفتاری
کا حکم ۱۳۸
رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا باذان کو
پیغام ۱۳۸
باذان کا قبولِ اسلام ۱۳۹
باب ہفتم غزوۂ خیبر ۷ ہجری ۱۴۰
یہودِ خیبر ۱۴۰
یہودِ خیبر سے معاہدہ ۱۴۱
زینب بنت الحرث یہودیہ کا
قتل ۱۴۱
مہاجرینِ حبشہ ۱۴۲
فدک اور وادی القریٰ کی فتح ۱۴۳
ادائے عمرہ ۱۴۳
حضرت میمونہؓ بنت الحرث
سے عقد ۱۴۳
جنگ موتہ ۸ ہجری ۱۴۴
حضرت عمرو بن العاص اور حضرت
خالد بن ولید کا قبولِ اسلام ۱۴۴

Marfat.com

صحابہ کرامؓ کی بغرض جہاد
روانگی ۱۴۵
حضرت عبداللہؓ بن رواحہ کا
خطبۂ جہاد ۱۴۵
حضرت زیدؓ بن حارثہ کی
شہادت ۱۴۶
حضرت جعفر کی شہادت ۱۴۶
حضرت خالدؓ بن ولید بہ حیثیت
سپہ سالارِ لشکر ۱۴۶
مجاہدین کی مراجعت ۱۴۷
باب ہشتم فتح مکہ ۸ ہجری ۱۴۹
بنوخزاعہ اور بنوبکر کی عداوت ۱۴۹
صلح حدیبیہ کی تنسیخ ۱۴۹
ابوسفیان کی صلح حدیبیہ کی تجدید
کی کوشش ۱۵۰
ابوسفیان کی بے نیلِ مرام
واپسی ۱۵۱
حضرت حاطبؓ کا خفیہ خط ۱۵۲
مزینہ کنود کی گرفتاری ۱۵۲
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مکہ کو
روانگی ۱۵۲
حضرت عباسؓ اور ابوسفیان ۱۵۳
ابوسفیان کو امان ۱۵۴
ابوسفیانؓ کا قبولِ اسلام ۱۵۵
ابوسفیانؓ کی عزت افزائی ۱۵۵
اہلِ مکہ کو امان ۱۵۶
عبدالعزیٰ بن خطل کا قتل ۱۵۷
عبداللہ بن سعد ۱۵۷
حویرث بن نفیل اور مقیس بن
صبابہ کا قتل ۱۵۸
زیاتِ کعبہ ۱۵۸
اہلِ مکہ سے خطاب ۱۵۹
بیعت ۱۶۰
صفون بن امیہ اور ابنِ زبیر کو
امان ۱۶۰
بت خانہ عزیٰ کا انہدام ۱۶۱
انصار کی تالیفِ قلوب ۱۶۱
(مترجم) تطہیر کعبہ ۱۶۲
عزیٰ کا انہدام ۱۶۲
بنوہوازن اور بنوثقیف ۱۶۳
غریب بن الصمۃ کی مالک کو
پند و نصائح ۱۶۳
ذات انواط کا واقعہ ۱۶۴
جنگِ حنین ۱۶۵
بنوہوازن کی پسپائی ۱۶۵
بنوہوازن کا تعاقب ۱۶۶

Marfat.com

طائف کا محاصرہ ۱۶۶
مجاہدین کی مزاحمت ۱۶۷
طائف کے نواحی قبائل کی اطاعت ۱۶۷
ہوازن کا وفد ۱۶۸
بنو ہوازن کو امان ۱۶۸
رسولِ اکرم ﷺ کی رضاعی ہمشیرہ ۱۶۸
مالِ غنیمت کی تقسیم ۱۶۹
مالِ غنیمت کی تقسیم پر انصار میں کشیدگی ۱۷۰
عتاب بن اسید ۱۷۰
غیر مسلموں سے حُسنِ سلوک کا حکم ۱۷۱
حضرت ابراہیم کی پیدائش ۱۷۱
کعب ابنِ زہیر کو امان و انعام ۱۷۱
بنو اسد کا قبولِ اسلام ۱۷۲
غزوۂ تبوک ۹ ہجری۔ ہرقل کی جنگی تیاریاں ۱۷۲
منافقین کی ریشہ دوانیاں ۱۷۳
مسلمانوں کا ایثار اور جذبۂ جہاد ۱۷۳
مجاہدین کی روانگی ۱۷۴
منافقین کے اعتراضات ۱۷۴
اکیدر والی دومۃ الجندل کی اطاعت ۱۷۵
مجاہدین کی مراجعت ۱۷۵
منافقین کی مسجد کا انہدام ۱۷۶
منافقین اور سورۂ براءت ۱۷۶
عروہؓ بن مسعود کی شہادت ۱۷۶
بنو ثقیف کی اطاعت ۱۷۷
عبد یالیل کی مشروط اطاعت ۱۷۷
بت خانہ لات کا انہدام ۱۷۸
باب نہم سنۃ الوفود ۱۷۹
فتح مکہ کا قبائلِ عرب کا اثر ۱۷۹
بنو تمیم کا وفد ۱۸۰
بنو تمیم کا قبولِ اسلام ۱۸۰
ملوکِ حمیر کی اطاعت ۱۸۱
بہرا کا بنو البکاء اور بنو فرارہ کے وفود ۱۸۱
بنتِ حاتم کی اسیری ۱۸۲
بنتِ حاتم کی رہائی ۱۸۲
عدی بن حاتم کا قبولِ اسلام ۱۸۳
حج اور اعلان براءت ۱۸۴
سورہ براءت اور حضرت علیؓ ۱۸۴
ضمام بن ثعلبہ کا قبولِ اسلام ۱۸۵
اہلِ نجران کا قبولِ اسلام ۱۸۵

Marfat.com

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم	۱۸۶
عمرو بن حزم کو ارشاداتِ نبویؐ	۱۸۷
غسان کا وفد	۱۸۸
سلامانِ اور ازد کے وفود	۱۸۸
جرش کا محاصرہ	۱۸۹
ہمدان کا وفد	۱۸۹
وفد ملوکِ کندہ	۱۹۰
عبد قیس کا وفد	۱۹۰
علاء بن الحضرمی کی امارتِ	
بحرین پر تقرری	۱۹۱
بنو حنیفہ کا وفد	۱۹۱
کندہ کا وفد	۱۹۱
وائل بن حجر کا وفد	۱۹۲
وائل بن حجر اور حضرت معاویہ	۱۹۲
مذحج و محارب کے وفود	۱۹۳
نجران کا وفد	۱۹۳
وفد حضر الموت	۱۹۳
عبس کا وفد	۱۹۴
خولان کا وفد	۱۹۴
بنو ضلیع کا شب خون	۱۹۴
بنو ضلیع کی سرکوبی	۱۹۴
عامر بن صعصعہ کی گستاخی	۱۹۵
عامر کا انجام	۱۹۶
طے کا وفد	۱۹۶
مدعیٔ نبوت مسیلمہ کذاب	۱۹۶
باب دہم حجۃ الوداع اور وفات	۱۹۸
حجۃ الوداع	۱۹۸
تاسیسِ حکومت	۲۰۲
اسود عنسی کا خروج	۲۰۲
اہلِ یمن کا ارتداد	۲۰۳
اسود عنسی اور فیروز	۲۰۴
اسود عنسی کا خاتمہ	۲۰۴
جیش اسامہؓ	۲۰۵
مسیلمہ کذاب و طلیحہ (مدعیانِ نبوت)	۲۰۶
علالت	۲۰۶
خطبۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم	۲۰۷
واقعہ قرطاس	۲۰۸
حضرت ابوبکرؓ کا مرتبہ	۲۰۸
حضرت ابوبکرؓ کو امامت کا حکم	۲۰۸
رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری خطبہ	۲۰۹
وفات ۱۱ ہجری	۲۱۰
حضرت عمرؓ کی وارفتگی	۲۱۰
حضرت ابوبکرؓ کا استقلال	۲۱۱
حضرت ابوبکرؓ کا خطبہ	۲۱۱

Marfat.com

خطبۂ ابوبکرؓ کا اثر ۲۱۲
سقیفہ بنی ساعدہ ۲۱۲
تجہیز و تکفین ۲۱۳
اختلافی مسائل (مترجم) ۲۱۴
وفاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صحابہؓ
کی وارفتگی ۲۱۵
حضرت ابوبکرؓ کا غیر معمولی
تدبر و فراست ۲۱۶
تجہیز و تکفین کے متعلق غلط فہمی ۲۱۷
قائم مقام کی ضرورت ۲۱۸
حضرت ابوبکرؓ کے راست
اقدام ۲۱۸
حلیۂ مبارک ۲۱۹
حضرت خدیجہؓ ۲۲۰
حضرت عائشہؓ بنتِ حضرت
ابوبکرؓ ۲۲۰
حضرت سودہؓ بن زمعہ ۲۲۱
حضرت حفصؓ بنتِ حضرت
عمرؓ، حضرت ام سلمہؓ بنتِ ابی امیہ ۲۲۱
حضرت زینب بن خزیمہ ۲۲۲
حضرت جویریہؓ بنت الحرث ۲۲۲
حضرت ام حبیبہؓ بنتِ ابی
سفیان ۲۲۲
حضرت زینبؓ بنتِ جحش ۲۲۳
حضرت صفیہؓ بنت حیّ ابن
اخطب ۲۲۳
حضرت میمونہؓ بنت الحرث ۲۲۳
حضرت اسماؓ بنتِ نعمان اور
حضرت عمرۃؓ بنتِ یزید کلابیہ ۲۲۳
موالی ۲۲۴
کاتبین ۲۲۵
ثقیفہ بنی ساعدہ کا واقعہ ۲۲۶
مسئلۂ خلافت پر بحث و تمحیص ۲۲۶
(مترجم) حضرت علیؓ اور
حضرت ابوسفیانؓ ۲۲۹
حضرت علیؓ کی بیعت ۲۳۰
خطبہ خلافت ۲۳۱
من گھڑت اور غلط روایتیں ۲۳۲
حواشی ۲۳۳

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب اول

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

زمانہ قبل از اسلام

اگرچہ قریش کو مکہ میں ایک گونہ حکومت حاصل ہو گئی اور قبائل مضر اطراف و جوانب ممالک کو شام و عراق میں اور کچھ حجاز میں بھی منتشر و متفرق ہو گئے اور بعض ان میں سے بادیہ نشین و خانہ بدوش ہو گئے اور بعض اسباب عشرت اور سامان تمدن کے فراہمی میں مصروف ہوئے کبھی یہ فارس و روم سے عراق و شام کے میدانوں میں لڑتے نظر آتے تھے اور گاہے اپنے حدود کی حفاظت کی غرض سے اپنی قوم کو جمع کر کے اہل عراق و شام سے برسر مقابلہ دکھائی دیتے تھے۔ ان لڑائیوں اور خوں ریزی میں کبھی یہ مغلوب ہو کر خراج گذاری پر مجبور ہو جاتے تھے لیکن جب کبھی پھر کوئی موقع ہاتھ آ جاتا تھا تو خراج گزاری اور اطاعت شاہی سے مخرف ہو کر مخالفت کر بیٹھتے تھے الغرض ٹھنڈے کلیجے نہ یہ خود پانی پیتے تھے اور نہ پینے دیتے تھے، ہمیشہ شاہان عراق و شام کو استیصال فساد و اطفاء نایرہ فتنہ میں رہنا پڑتا تھا۔ ان کل امور میں قبائل مضر، ملوک کندہ، بنو حجر آکل المرار کی طرف سے رجوع کرتے تھے اس زمانہ سے کہ تبع حسان نے ان کو اپنا گورنر مقرر کیا تھا۔

درحقیقت عرب میں کوئی خاص حکومت نہ تھی ہاں آل منذر شاہانِ فارس کی طرف سے حیرہ میں اور روم کی جانب سے شام میں آلِ جہینہ اور مقر و حجاز پر بنو حجر آکل المرار حکمرانی کر

Marfat.com

رہے تھے۔ قبائل مضر بلکہ کل عرب (بلا استثناء کسی قوم کے) بت پرست، ملحد، قاطع الرحم، اللہ کے ذکر سے روگردانی کرنے والے ٹوٹکے، شگون کے لینے والے ستاروں اور پتھروں کے پوجنے والے تھے۔ گوہ، بچھو، سانپ اور مردہ جانوروں کو کھاتے تھے۔ قحط اور خشک سالی میں اونٹوں کو زخمی کر کے ان کا خون پیا کرتے تھے۔ اونٹ کا گوشت عمدہ غذاؤں میں سے تھا اور بڑی عزت ان کی اس میں تھی کہ وہ ملوک آل منذر، آل جہینہ، بنو جعفر کے پاس وفود ہو کر جاتے تھے تھوڑی باتوں پر لڑ جانا اور ایک مدت تک اس لڑائی کا جاری رکھنا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا قتل و غارت، رہزنی و غارتگری روزمرہ کی باتیں تھیں، قمار بازی ان کا ہر دل عزیز کھیل تھا۔

بدکاری سے نفرت نہ تھی۔ شراب نوشی و عرقیات منشی پینے کا از حد شوق تھا پس جب اللہ جل شانہ نے اس جاہل ان پڑھ قوم کے ظہور و غلبہ کا حکم صادر فرمایا ان کے ایام نحس کو اچھے دنوں سے بدلنا چاہا اور ان میں بجائے بت پرستی و الحاد کے توحید و اسلام پھیلانے کا قصد کیا تو اس مقلب القلوب فعال لما یرید نے ان کو خیر و اصلاح کی طرف مائل کر دیا ان کے برے اعمال کو عمدہ عادات سے' ذلت کو عزت سے' شر کو خیر سے' گمراہی کو ہدایت سے' نافرمانی کو اطاعت سے' تنگی کو خوش حالی سے، مفلسی و گدائی کو حکومت و سرداری سے، قطع رحم و عداوت کو صلہ رحم و محبت سے بدل دیا۔ سچ ہے جب اللہ تعالیٰ کسی کام کے کرنے کا قصد کرتا ہے تو پہلے اس کے اسباب مہیا کر دیتا ہے چناں چہ کسی قدر ان میں تمدنی حالت، قبل از اسلام پیدا ہو چلی تھی۔ ان میں خودداری کا مادہ پیدا ہو گیا تھا حق شناسی کی طرف مائل ہو چلے تھے۔ عرب کو فارس کے مقابلہ میں واقعہ مشہورہ ذیقار میں کامیابی حاصل ہو گئی تھی۔ جس کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب کو دی تھی اور یہ ارشاد فرمایا تھا۔ **الیوم انتصفت العرب من العجم و لی تصروا** حاجب بن زرارہ (قبیلہ بنو تمیم سے) کسریٰ فارس کے پاس وفد کی شکل میں گیا اور اس سے امداد کا خواستگار ہوا جب اس نے عادت قدیمہ استرہان سے کہا تو حاجب بن زرارہ نے از راہ نخوت و تکبر اپنے لڑکے کے استرہان سے رو

گردانی اور اپنی قوس (کمان) اس کو دے دی۔

حلفِ فضول:

انھیں واقعات کے دوران عرب اپنی عزت وعظمت کے لیے لڑتے بھی جاتے تھے۔ قریش کو ان سب باتوں میں اور اقوامِ عرب سے ایک مسلم فضیلت حاصل ہو گئی تھی۔ صلاحیت اور خلق اللہ کی آسائش کا زیادہ خیال پیدا ہو گیا تھا۔ بنو ہاشم، بنو مطلب، بنو اسد بن عبدالعزیٰ، بنو زہرہ، بنو تمیم، نے جمع ہو کر باہم یہ عہد واقرار کیا کہ مکہ میں جو مظلوم آئے خواہ اس کے خاندان والوں نے یا کسی غیر نے ظلم کیا ہو اس کی مدد کی جائے اور ظالم کے مخالف ہو کر مظلوم کا اچھا بدلہ دلائیں، قریش نے اس حلف کو حلفِ فضول کے نام سے موسوم کیا۔

بت پرستی سے نفرت:

اقوامِ عرب کے دلوں میں دین کی تلاش کا شوق جاگزیں ہوا اور بت پرستی والحاد سے ایک گونہ نفرت ہو چکی تا آنکہ ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ اور عثمان بن الحویرث بن اسد اور زید بن عمر بن نفیل عم عمر بن الخطابؓ (بنو عدی بن کعب سے) اور عبیداللہ بن جحش (بنو اسد بن خزیمہ سے) ایک جلسہ میں جمع ہوئے اور پتھروں اور بتوں کی پرستش سے بیزاری ظاہر کر کے اقوامِ عرب کے سمجھانے اور ان کو دینِ ابراہیمیؑ سکھانے پر آمادہ ہوئے۔ اس جستجو وفکر میں ورقہ بن نوفل نہایت استقلال سے نصرانی ہو گیا اور اہل کتاب سے ان کی کتابیں پڑھیں اور عبداللہ بن جحش اپنے خیال پر قائم رہا تا آنکہ اسلام کا دور آیا اور یہ بھی مسلمان ہوا حبشہ کی طرف ہجرت کی لیکن وہاں جا کر نصرانی ہو گیا اور اسی حالت میں مر گیا۔ عثمان بن الحویرث اتفاق وقت سے قیصرِ روم کے پاس گیا، نصرانی ہوا اس کی عزت وقدر کی گئی، زید بن عمرو کا یہ حال ہوا کہ اس نے نہ تو کسی دین کو قبول کیا اور نہ یہود ونصاریٰ کی کسی کتاب کا اتباع کیا، بت پرستی چھوڑ دی مردہ جانوروں اور خون کو اپنے پر حرام کر لیا۔ قطع رحم

Marfat.com

اور خون ریزی سے کنارہ کش ہو گیا جب کوئی اس سے کچھ پوچھتا تو یہ کہتا تھا اعبد رب ابراھیم (یعنی میں ابراہیمؑ کے خدا کی پرستش کرتا ہوں) بتوں کی برائیاں بیان کرتا اور اپنی قوم کو نصیحت و ملامت کرتا جوش میں آ کر کہہ اُٹھتا تھا: ''اللھم لو انی اعلم ای الوجوہ احب الیک العبدتک ولکم لا ولکن علم'' (یعنی اے خدا اگر میں اس طریقہ کو جانتا جو تیرے نزدیک محبوب تر ہے تو میں اسی طریقہ سے پرستش کرتا لیکن میں اس سے بے خبر ہوں)۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کی پیشین گوئی:

اس کے بعد کاہنوں اور منجموں نے قبل از نبوت یہ کہنا شروع کر دیا کہ عنقریب عرب میں ایک نبی ہونے والا ہے اور اس کی حکومت بہت جلد ظاہر ہوا چاہتی ہے اس طرح اہلِ کتاب یہود نصاریٰ توریت و انجیل کی بشارتیں دیکھ دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی خبر دینے لگے اور اللہ تعالیٰ بھی اپنی نشانیاں ظاہر کرنے لگا اصحابِ فیل کا شکست کھانا اور ان کا ہلاک ہونا منجملہ ارہاصاتِ نبوت تھا بعد ازاں حبشہ کی حکومت یمن سے سیف بن ذی یزن کے ہاتھوں ختم ہو گئی اور سیف بن ذی یزن (یادگار ملوک تبابعہ) تخت حکومت یمن پر جانشین ہوا۔

عبد المطلب اور اکثر رؤسا مکہ وفد ہو کر سیف بن ذی یزن کو مبارکباد دینے آئے سیف بن ذی یزن نے عرب میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہر ہونے کی خبر دی اور عبد المطلب کو بالخصوص یہ خوش خبری سنائی کہ وہ جلیل القدر نبی تمھاری اولاد میں ہوگا یہ واقعہ سن کر اکثر رؤسا عرب کو یہ شبہ پیدا ہوا کہ وہ عظیم الشان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان میں سے ہوگا چنانچہ بعض بعض شرفاء عرب اہل کتاب کے مشائخ اور علماء کے پاس گئے اور دریافت کیا مثلاً امیہ بن ابی الصلت ابوسفیان بن حرب کے ساتھ شام کی طرف گئے تھے انھوں نے (یہ خیال کر کے وہ نبی شاید میں ہی ہوں) کسی رہبان سے دریافت کیا تھا یا ان کو یہ خیال گذرا کہ عجب نہیں نبوت بنو

Marfat.com

عبدالمناف میں ہو لیکن ان کے خلاف امید جواب دیا گیا۔ انھیں ایام میں رجم شیاطین بھی ہوا اور وہ زمانہ آ گیا کہ اظہار نبوت سے کفر کی ظلمت دور کی جائے۔

مترجم

دورِ جہالت میں عرب میں مذاہب:

اسلام سے پہلے عرب جاہلیت کے حالات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مختلف مذاہب اور اعتقاد کے حامل تھے۔ بعض ان میں سے بت پرست، بعض خدا پرست، بعض لامذہب اور بعض صابی، بعض یہودی، بعض عیسائی تھے۔ بت پرستی عرب کے قدیم باشندوں میں پائی جاتی تھی۔ عاد، ثمود، جدیس، جرہم اولیٰ، عملیق اوّل وغیرہ بتوں کی پرستش کرتے تھے لیکن ان کے تفصیلی حالات بعد زمانہ کی وجہ سے ہم کو نہیں مل سکتے باقی رہے عرب عاربہ اور عربہ مستعربہ ان کے بت دو قسم کے تھے ایک ملائک اور ارواح اور غیر محسوس طاقتوں سے نسبت رکھتے تھے اور یہ ان کو مؤنث خیال کرتے تھے اور دوسری قسم کے وہ تھے جو نامی اشخاص نے اپنے عمدہ کاموں سے شہرت حاصل کر لی تھی یہ گروہ باوجود بت پرستی کے ان کو معبود مطلق نہ جانتا تھا بلکہ ان کا یہ اعتقاد تھا کہ دنیاوی اختیارات ان کو کل حاصل ہیں اور عقبیٰ کی نسبت ان کا یہ خیال تھا کہ وہ اصنام جن کی وہ پرستش کرتے تھے خدائے تعالیٰ سے ان کے گناہوں کو معاف کرا دیں گے وہ صنام جن کی تمام عرب جاہلیت پرستش کر رہا تھا ان کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) ہبل یہ بہت بڑا بت تھا اور خانہ کعبہ میں رکھا ہوا تھا (۲) دو یہہ بت بنو کلب کا معبود تھا (۳) سواغ قبیلہ بنو مذحج کا یہ بت تھا (۴) یغوث یہ بت قبیلہ بنو مراد کا تھا (۵) یعوق کی پرستش بنو ہمدان کرتے تھے (۶) نسر یمن کے قبیلہ بنو حمیر کا

Marfat.com

معبود تھا (۷) عزلی قبیلہ بنو غطفان کا بت تھا (۸) لات (۹) منات ان دونوں بتوں کی پرستش تمام عرب کرتے تھے (۱۰) دوار یہ نوجوان عورتوں کا معبود تھا (۱۱) اساف یہ کوہ صفا پر تھا (۱۲) نائلہ کوہِ مروہ پر تھا ان دونوں بتوں پر قربانیاں کی جاتی تھیں (۱۳) صبعب اس پر اونٹوں کی قربانی کی جاتی تھی (۱۴) کعبہ کے اندر حضرت ابراہیم کی تصویر تھی اور ان کے ہاتھ میں استخارے کے تیر تھے جو ازلام کہلاتے تھے اور ایک بھیڑ کا بچہ ان کے قریب کھڑا تھا اور حضرت اسماعیل کی مورت خانہ کعبہ میں رکھی ہوئی تھی (۱۵) حضرت مریمؑ اور حضرت عیسیٰؑ کی بھی تصویریں اور مورتیں خانہ کعبہ میں موجود تھیں ود اور یعقوق اور یغوث اور نسر ایام جاہلیت کے مشہور لوگوں میں سے تھے جن کی تصویریں پتھروں پر منقش کر کے بطور یادگار کعبہ کے اندر رکھ دیا تھا پھر ایک مدت کے بعد ان کو رتبہ معبودیت دے کر ان کی پرستش کرنے لگے۔

دینِ حنیف:

خدا پرستی بھی کسی قدر عرب جاہلیت میں تھی اور یہ دو قسم پر تھی ایک تو ایک غیر معلوم اور پوشیدہ قدرت کو جس کو وہ اپنے وجود کا خالق قرار دیتے اور مانتے تھے لیکن اور باقی خیالات ان کے لا مذہبی کی طرف زیادہ مائل تھے اور دوسرا گروہ خدا کو برحق جانتا تھا، قیامت، نجات، حشر بقائے روح اور اس کے جزاء و سزا کا قائل تھا۔

لا مذہب:

عرب جاہلیت میں لا مذہبی کا بھی زور شور پایا جاتا تھا جو نہ تو بت پرست تھے اور نہ کسی کتاب اور الہامی مذہب کے پابند تھے وہ خدا اور حشر کے منکر تھے اسی وجہ سے جزا اور سزا کے بھی قائل نہ تھے وہ دنیا کو ازلی و ابدی قرار دیتے تھے۔

Marfat.com

صابئی مذہب:

صابئی مذہب والے یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ ہمارا الہامی مذہب ہے اور ہم حضرت شیثؑ اور حضرت اخنوح یعنی ادریس کے پیرو ہیں۔ان کے یہاں سات وقتوں کی نمازیں اور ایک قمری مہینہ کا روزتھا یہ جنازہ کی نماز پڑھتے تھے ان حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید ان کا دعویٰ صحیح ہو لیکن یہ عیب ان میں آ گیا تھا کہ سبع سیارہ (ساتوں ستاروں) کی پرستش کرتے تھے بایں ہمہ خانہ کعبہ کی بڑی عظمت کرتے تھے۔

یہودی مذہب:

یہودی مذہب عرب میں پینتیسویں صدی دنیوی (پانچ صدی قبل مسیح) ہنگامہ بخت نصر میں آباد چند دنوں کے بعد یہودیوں کو ایک گونہ اطمینان حاصل ہو گیا تو انھوں نے اپنے مذہب کو پھیلانا شروع کر دیا یہاں تک کہ رفتہ رفتہ ۳۶۵۰ دنیوی بمطابق ۳۵۴ء قبل مسیح میں دونواس حمیری بادشاہ یمن یہودی ہو گیا اس عرب میں یہودیت کو ترقی ہوئی۔

عیسوی مذہب:

تیسری صدی عیسوی میں عیسوی مذہب نے عرب میں دخل پایا جبکہ مشرقی کلیسا میں خرابیاں اور بدعتیں رفتہ رفتہ رواج پذیر ہو گئی تھیں عام مورخین کہتے ہیں کہ یہ زمانہ ذونواس کا تھا لیکن میں اس سے اتفاق نہیں کرتا کیوں کہ وہ تقریباً چھ سو برس بیشتر گزر چکا تھا اس مذہب کا شیوع زیادہ نجران میں ہوا اور عرب میں اس نے کچھ زیادہ رواج پایا البتہ بنو ربیعہ وغسان اور بعض قضاعہ میں عیسائیت پھیلی ہوئی تھی علاوہ ان کے بنو تمیم مجوسی اور اکثر قریش زندقہ تھے۔واللہ عالم۔

(انتھی کلام المترجم)

Marfat.com

ولادتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

جمہور مؤرخین کا اس امر پر اتفاق ہے کہ عبداللہ ابن عبدالمطلب کے انتقال کے چند مہینے ۱۲ ربیع الاول کو عام الفیل -[1] کے پہلے برس (یعنی ابرہہ کی چڑھائی کے پچپن روز بعد) ۴۰ جلوس کسریٰ نوشیرواں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے۔ عبدالمطلب بن ہاشم نے من جانب اللہ تعالیٰ آپ کی کفالت و پرورش کی قبیلہ بنوسعد بنو ہوازن اور بنونضر بن سعد میں آپ کا زمانہ رضاعت[2] تمام ہوا۔ حلیمہ بنت ابی ذویب عبداللہ بن الحرث بن شحنہ بن زراح بن ناضرہ بن حصفہ بن قیس نے دودھ پلایا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سنِ مبارک چار سال کا ہوا۔ اس وقت آپ اپنے رضاعی بھائیوں کے ہمراہ بکریوں کے چرانے کے لیے جانے لگے۔ دو فرشتوں نے آکر آپ کا شکم مبارک چاک[3] کر کے قلب مبارک کو نکالا اور اس سے ایک سیاہ نقطہ صاف کر کے قلب کو اور آنتوں کو برف سے دھویا۔ جس وقت اس واقعہ کی اطلاع حلیمہ بنت ابی ذویب کو ہوئی تو وہ اس خوف سے کہ مبادا اور کوئی صدمہ یا واقعہ پیش نہ آئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بی بی آمنہ کے پاس لائیں اور واقعہ شقِ صدر سے مطلع کیا۔ بی بی آمنہ نے کہا کہ تم ان کو واپس لے جاؤ یہاں کی آب و ہوا ان کے مزاج کے موافق نہ ہوگی۔ میں اس واقعہ سے مطلق ہراساں نہیں ہوئی۔ اللہ جل شانہ نے ان کو بہت سے کرامتیں مرحمت فرمائی ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ابتدائی زندگی:

بعد ازاں جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر چھ برس کی ہوئی تو بی بی آمنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدینہ منورہ اپنے اعزا اور اقارب سے ملانے کے لیے لے گئیں۔ واپسی میں مقام اہواز میں بی بی آمنہ کا انتقال ہو گیا اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آٹھ برس کے ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا عبد المطلب بن ہاشم فوت ہو گئے۔ بوقت وفات عبدالمطلب نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پرورش و تربیت

Marfat.com

کی غرض سے اپنے لڑکے ابو طالب کے سپرد کیا۔ ابو طالب نے نہایت شفقت ومحبت پدری کے ساتھ آپ ﷺ کی پرورش کی اور مثل مہربان پدر کے آپ ﷺ کی خبر گیری کرتے رہے۔ زمانہ رضاعت وطفولیت سے ہی آپ ﷺ کی حالت عجیب تھی۔ عربوں کی جاہلیت سے آپ ﷺ بالکل بیزار تھے لڑکوں کے ساتھ نہیں کھیلتے تھے خلوت کو زیادہ پسند کرتے تھے۔ اللہ جل شانہ نہ آپ کو ہر فضائل رذیلہ وعادات خسیسہ سے اپنے حفظ وامان میں رکھا۔

شام کا سفر:

جب آپ ﷺ نے بارہ برس کے ہو کر تیرہویں سال میں قدم رکھا تو ابو طالبؑ کے ہمراہ شام کی طرف سفر کیا۔ بصرے کے قریب بحیرہ راہب کے صومعہ کے پاس سے ہو کر گذرے۔ بحیرہ راہب نے آپ ﷺ میں آثارِ نبوت دیکھ کر اپنی قوم کو طلب کیا اور آپ ﷺ کی نبوت سے ان کو مطلع کیا جس کا قصہ کتب سیر میں موجود ومشہور ہے۔ پھر دوبارہ آپ ﷺ حضرت ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰؓ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ کا تجارتی سامان لے کر ان کے غلام میسرہ کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ نسطورا راہب کی طرف جس وقت آپ ﷺ کا گزر ہوا اس نے آپ ﷺ میں شان نبوت دیکھ کر میسرہ کو آپ ﷺ کے حالات سے آگاہ کیا اس نے واپسی پر حضرت خدیجہؓ کو کل واقعات سے آگاہ کیا۔ حضرت خدیجہؓ نے یہ سن کر خود کو آپ کی زوجیت میں دینے کا ارادہ ظاہر کیا۔

حضرت خدیجہؓ سے عقد:

ابو طالب بن عبدالمطلب، حضرت خدیجہؓ کے باپ کے پاس آئے اور آپ کی منگنی بی بی خدیجہ سے کر کے رؤسا قریش کی موجودگی میں عقد کی رسم ادا کر دی اور محفلِ عقد کی رسومات سے فارغ ہو کر حضرت ابو طالب نے ذیل کا خطبہ[۱] پڑھا۔

Marfat.com

(الحمد اللہ الذی جلعنا من ذریۃ ابراھیم و زرع اسمعیل و ضعنے معدو عنصر مضر و جعل لنا بیتا محجو جاو حرمنا امنار جعلنا امناء بینہ و سواس حرمہ و جلعنا الحکام علی الناس ان ابن اخی محمد بن عبداللہ من قال علمتم قرابۃ و ھو لا یو ذن باحد الارجح یہ فان کان فی الدال قل فان المال ظل زائل و قد خطب خدیجۃ بنت خویلد و بدل لھا من الصداق ما عاجلہ و اجلہ من مالی کذا کذاو ھو اللہ بعد ھدا الہ بنا عظیم و خطر جلیل)

"یعنی تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔ جس نے ہمارے لیے ایک گھر بنایا جس کا حج کیا جاتا ہے اور امن و احترام والا بنایا اور ہم کو اپنے گھر کا محافظ اور اپنے حرم کی خیر خبر لینے والا مقرر کیا اور ہمیں لوگوں پر حاکم بنایا۔ بلاشبہ تمھیں میرے بھتیجے محمد بن عبداللہ کی رشتے داری معلوم ہے ان کا جس کے ساتھ مقابلہ کیا جائے گا اسی سے بازی لے جائیں گے اگر ان کے پاس مال کم ہے تو کیا ہے۔ مال تو چلتی پھرتی چھاؤں ہے۔ محمد ﷺ نے خدیجہ بنت خویلد کو پیام دیا اور میرے مال سے اتنا مہر معجل اور مؤجل منظور کیا ہے یقین ہے کہ چند دنوں کے بعد ان کی حالت اچھی ہو جائیگی اور ان کا نام چمک اُٹھے گا۔ آنحضرت ﷺ کا سن مبارک اس وقت پچیس برس کا تھا اور عقد آپ ﷺ کا فجار کے پندرہ برس بعد ہوا۔

تعمیر کعبہ:

جب آپ پینتیس برس کے ہوئے تو قریش نے جمع ہو کر کعبہ کو منہدم کر کے از سر نو بنانا شروع کیا۔ جس وقت حجر اسود کے رکھنے کی نوبت آئی تو آپس میں سب لڑنے لگے۔ ہر شخص یہ چاہتا تھا کہ حجر اسود کو میں اپنے ہاتھوں سے رکھوں رفتہ رفتہ یہ جھگڑا اس قدر طول پکڑ گیا کہ بنو عبدالدار مرنے اور مارنے پر قسم کھا بیٹھے۔ پھر کچھ سوچ سمجھ کر قریش یک جا ہو کر مشورہ کرنے لگے۔ ابو امیہ نے کہا کہ "بہتر ہو گا کہ پہلے جو شخص مسجد میں داخل ہو اس کو تم لوگ اپنا حاکم بنا

۱۴۲۲۴۵۸

Marfat.com

لو۔'' قریش اس امر پر راضی ہو گئے۔

حجر اسود کا واقعہ:

اس اثناء میں آنحضرت ﷺ تشریف لائے لوگوں نے کہا کہ یہ امین ہیں یہ فیصلہ امانت داری سے کریں گے انھیں کو حکم بناؤ پس جس وقت آپ کے روبرو یہ قضیہ پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے ایک کپڑے میں حجر اسود کو رکھ کر قریش سے فرمایا کہ اس کپڑے کے کنارے پکڑ لو کسی پر کچھ فضیلت نہ ہوگی اور نہ کوئی جھگڑا باقی رہ جائے گا چناں چہ قریش نے آپ کے کہنے سے کپڑے کے کنارے پکڑ لیے جس وقت حجر اسود اپنے مقام کے قریب پہنچا تو آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے لے کر اس کو اس کی جگہ پر رکھ دیا اس واقعہ میں یہ چار آدمی عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس، اسود بن مطلب بن اسد بن عبد العزیٰ ابو حذیفہ بن مغیرہ بن عمر بن مخزوم، قیس بن عدی السہمی سردار پیش پیش تھے۔

امین کا لقب:

اس کے بعد آنحضرت ﷺ طہارت و عبادت میں نہایت استقلال سے کوشش فرمانے لگے۔ آپ ﷺ کی ذات بابرکات میں ایک اعلیٰ درجہ کا اخلاق اور صبر فصاحت و بلاغت وخوش بیانی اس طرح جمع ہو گئی تھی کہ عالم شباب ہی میں آپ ﷺ نے امین کا لقب پالیا تھا۔

بعثت:

وحی کے نازل ہونے سے پہلے آنحضرت ﷺ نے رویاء صالحہ دیکھنا شروع کیا کاہن اور آسمانی کتابوں کے عالم آپس میں ظہور شان نبوت کے چرچے و تذکرے کرنے لگے آنحضرت ﷺ عبادت کے خیال سے تنہائی وخلوت کو زیادہ پسند فرمانے لگے۔ اکثر غارِ

Marfat.com

حرا میں تشریف لے جاتے اور وہیں دو دو چار چار راتیں متواتر عبادتِ الٰہی میں مصروف رہتے۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے چالیسویں سال اور بعض کہتے ہیں تینتالیسویں سال آپ پر وحی[5] نازل ہوئی۔ کبھی کبھی فرشتہ کسی آدمی کی شکل میں آتا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی ہم کلام ہوتا تھا اور کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر القا ہوا کرتا تھا اور کسی وقت چادر یا اور کوئی چیز لپیٹ کر لیٹ جاتے تھے۔ اور وحی سلسلہ جرس کی آواز کی طرح نازل ہوتی تھی۔ اس آخر صورت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سخت تکلیف ہوتی تھی جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ (وھو اشد علی) ''یعنی اور وہ مجھ پر زیادہ سخت ہے'' الغرض جو وحی ابتداً آپ پر غار حرا میں نازل ہوئی وہ (اقراء باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق اقراء و ربک الاکرم الذی بالقلم و علم الانسان مالم یعلم) ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے پروردگار کے نام سے پڑھئے جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے بنایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پروردگار بڑی عزت والا ہے جس نے قلم کے ذریعہ علم سکھایا اور انسان کو وہ علم سکھائے جس سے وہ نا آشنا تھا''۔

معراج:

بی بی خدیجہؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتوں کی تصدیق کی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائیں اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نماز[6] فرض کی گئی۔ حضرت جبرائیلؑ آئے اور وضو کر کے بجمیع ارکان وافعال تمام نماز پڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دکھائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی پیروی کی۔ اس کے بعد شب معراج میں آپ مکہ سے بیت المقدس اور پھر وہاں سے ساتواں آسمان اور سدرۃ المنتہیٰ پر تشریف لے گئے۔ (فاوحی الیہ ما اوحی) ''پس اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی بھیجی''۔

Marfat.com

معراج کے متعلق مختلف آرا (مترجم)

علماء تاریخ وسیر نے جس طرح واقعہ معراج جسمانی میں اختلاف کیا ہے۔ ویسا ہی اوقاتِ معراج اور مکان اسراء (یعنی جس مکان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج ہوئی ہے) میں مختلف الروایات ہوتی ہیں شفاء میں قاضی فیاض لکھتا ہے۔ (فذهب طائفة الی انه اسری بالروح وانه رویا منام مع اتفاقهم ان رویا الانبیاء حق و وحی والی هذا ذهب معاویه وحکی عن الحسن والمشهور عنه خلافه والیه اشار محمد بن اسحاق) "یعنی" علماء کی ایک جماعت کے نزدیک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روحانی معراج ہوئی جو خواب کا واقعہ تھا بالاتفاق انبیاء کے خواب سچے اور وحی سے ہوتے ہیں معاویہ کا یہی قول ہے اور حسن کا بھی لیکن حسن کا مشہور قول اس کے خلاف ہے جیسا کہ محمد بن اسحاق نے بتایا ہے" اور تفسیر کبیر میں لکھا ہے ((وحکی عن محمد بن جریر الطبری فی تفسیر عن حذیفة انه قال ذلک رویا وانه ما فقد جسد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وانما اسری بروحه وحکی هذا القول ایضا عن عائشه وعن معاویه) یعنی "علماء کی ایک جماعت کے نزدیک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روحانی معراج ہوئی جو خواب کا واقعہ تھا بالاتفاق انبیاء کے خواب سچے اور وحی سے ہوتے ہیں معاویہ کا یہی قول ہے احسن کا مشہور قول اس کے خلاف ہے جیسا کہ محمد بن اسحاق نے بتایا ہے" اور تفسیر کبیر میں لکھا ہے ((وحکی عن محمد بن جریر الطبری فی تفسیر عن حزیفة انه قال ذلک رویا وانه ما فقد جسد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وانه اسری بروحه وحکی هذا القول ایضا عن عائشه وعن معاویه) یعنی "ابن جریر میں حذیفہ کا بیان ہے کہ معراج کا واقعہ خواب کا واقعہ جسمانی معراج نہیں ہوئی۔ بلکہ روحانی ہوئی (آگے ابن جریر فرماتے ہیں) یہی قول حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت معاویہؓ سے منقول ہے جو علماء جسمانی معراج کے قائل ہیں ان کے پاس بھی حدیثوں سے دلائل ہیں جو قتادہ اور

Marfat.com

انس سے منقول ہیں علاوہ ازیں قرآن سے بھی جسمانی معراج معلوم ہوتی ہے پندرہویں پارے میں حق تعالیٰ کا فرمان ہے۔

(سبحان الذی اسری بعدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ لنریہ من اٰیتنا انہ ھو السمیع البصیر)

''یعنی وہ پاک ہے جو اپنے بندے کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ لے گیا جس کے چاروں طرف ہم نے برکت رکھی ہے تا کہ ہم اسے اپنی نشانیاں دکھائیں بے شک اللہ خوب سننے والا اور خوب دیکھنے والا ہے۔''

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ معراج جسمانی ہوئی کیوں کہ اسریٰ کے معنی رات کے سفر کرنے کے ہیں نہ کہ حالت بردیا میں ایک جگہ سے دوسری جگہ کے جانے کو کہتے ہیں ہم کو اس کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ ہم اسریٰ کے معنی اس مقام پر رویا میں ایک جگہ سے دوسری جگہ کا جانا مراد لیں پس اگرچہ اس کے معنی اصلی (یعنی سفر شب) ہم مراد لے سکتے ہیں اس کے علاوہ لفظ ''بعبدہ'' صاف طور سے کہہ رہا ہے کہ معراج جسمانی ہوئی کیوں کہ اس کے معنی ہیں ''اپنے بندہ'' کے اور اس کا اطلاق روح اور جسم دونوں پر ہوتا ہے پس جب تک روح اور جسم دونوں کا جانا نہ ثابت ہو اس وقت تک 'اسریٰ بعبدہ'' کے معنی درست نہیں ہو سکتے'' روحانی معراج کے قائل اس آیت کے مقابلہ میں سورہ اسریٰ کی دوسری روایت (وجعلنا الرویا اللتی ارینٰک الافتہ اللناس) یعنی ''ہم نے جو خواب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دکھایا اسے لوگوں کی آزمائش ہی کے لیے دکھایا، معراج کو ماننے والے جسمانی کہتے ہیں کہ اگرچہ بالعموم رویا کے معنی خواب میں دیکھنے کے ہیں لیکن اس کا اطلاق آنکھ کے دیکھنے پر بھی ہو سکتا ہے۔ لہٰذا ''رویا'' کا لفظ جو قرآن مجید میں آیا ہے اس کے معنی آنکھ سے دیکھنے کے ہیں اس دلیل سے کہ بخاری میں لکھا ہے (عن ابن عباس فی قولہ تعالیف وما جعلنا الرویا اللتی

Marfat.com

اریناک الافتنة قال هی رو یا و عن ار ها رو سو الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم لیلة اسری یه الی بیت المقدس) یعنی ''وما جعلنا الرویا کی تفسیر میں ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ یہ آنکھوں کی روایت ہے (خواب نہیں) جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس وقت ہوئی جب راتوں رات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیت المقدس لے جایا گیا۔

قتادہؓ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شب معراج میں چت لیٹے ہوئے تھے۔ حسنؓ کی روایت شہادت دیتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج کی رات، مقام حجر میں سوئے ہوئے تھے۔ حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد حرام میں آرام فرما رہے تھے، ام ہانیؓ کی روایت میں ہے کہ معراج کی رات رسول اللہ نمازِ عشاء پڑھ کر ہم میں سو رہے تھے اور فجر سے پہلے ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جگایا بعض علماء کہتے ہیں کہ ہجرت سے تین برس پہلے معراج ہوئی اور بعض ایک برس پہلے بتلاتے ہیں۔ بہرکیف یہ ایک اختلافی واقعہ ہے روایات سے کوئی تسکین وہ فیصلہ نہیں ہو سکتا البتہ اگر اللہ جل شانہ کی قدرت کاملہ پر نظر کی جائے تو کچھ بعید نہیں معلوم ہوتا۔

معراجِ جسمانی:

معراج جسمانی یا علم رویا کہ واقعات کو ہم اس مقام پر بوجہ شہرت ذکر کرنا نہیں چاہتے باقی رہے وہ احکام جو سورہ اسریٰ کو بغیر دیکھنے سے معلوم ہوتے ہیں اور یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ شاید یہی احکام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شبِ معراج میں مرحمت ہوئے تھے وہ حسب ذیل ہیں۔

ولا تجعل مع الله الها آخر فتقعد مذموما مخذولا وقضی ربک التعبدو الا یاہ وبالوالدین احسانا امایبلغن عندک الکبر احمد اھما ار کلاھما فلا تقل لھما اف ولا تنھرھما و قل لھما قولا کریما.. واخفض الھما جناح الذل من الرحمة و قل رب ارحھما

Marfat.com

کمار بیانی صغیرا۔

و ات ذالقری حقه و المسکین۔ و ابن السبیل و لا تبذر بتذیرا و لا۔ تجعل یدک مغلولة الی عنقک و لا تبسطها کل البسط فتقعد ملوما محسورا۔ و لا تقتلوا اولادکم خشیة املاق نحن نرزقهم و ایاکم ان قتلهم کان خطائً کبیرا۔

و لا تقربوا الزنا انه کان فاحشة و ساء بیلا و لا تقتلوا النفس اللتی حرم اللہ الا بالحق و لا تقربوا مال لیتیم الا باللتی هی احسن حتی یبلغ اشده و ارفوا بالعهد ان العهد کان مسئولا۔

و اوفوا الکیل اذا کلتم وزنوا بالقسطاس المستقیم

و لا تقف مالیس لک به علم ان السمع و البصر و الفؤاد کل اولئک کان عنه مسئولا۔

و لا تمش فی الارض مرحا انک لن تسخرق الارض و لن تبلغ الجبال طولاً۔ کل ذلک کان سئیه عند ربک مکروها۔

ترجمہ:

(اللہ کے ساتھ دوسرا معبود مقرر نہ کرو ورنہ قابلِ ملامت و ذلت بن جاؤ گے آپ کے رب نے حکم فرمایا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو اگر تمھاری زندگی میں ان میں سے کوئی یا دونوں بوڑھے ہو جائیں تو خبردار انھیں ہوں بھی نہ کرنا اور نہ انھیں ڈانٹنا بلکہ ان سے عزت والی بات کرنا اور ان کے آگے سر جھکا دینا۔ اور ان کے لیے یہ دعا مانگتے رہنا کہ اے پروردگار جیسے مجھے انھوں نے کم سنی میں سے پالا ہے اسی طرح تو بھی ان پر رحم فرما۔ عزیزوں کو ان کا حق ادا کرو اور محتاجوں کو بھی اور مسافروں کو بھی

Marfat.com

اور فضول خرچی نہ کرو۔ نہ تو اپنا ہاتھ گردن میں باندھ کر رکھو اور نہ اسے بالکل ہی کھول دے کہ قابلِ ملامت بن کر اور تھک کر بیٹھ جاؤ۔ غربت کے ڈر سے اپنی اولاد قتل نہ کر ان کا اور تمھارا رزق ہمارے ذمہ ہے یاد رکھو اولاد کا قتل کرنا۔)

ان آیات کے دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہ نے ضروریات دین کے اعتقادی اور عملی احکام دونوں معراج میں مرحمت فرمائے اس دعوے کی تائید گزشتہ آیت بخوبی کرتی ہے علاوہ ان اعتقادی اور عملی احکام کے اللہ جل شانہ نے پانچ وقت کی نمازیں اور ماہ رمضان کے روزے فرض کیے ہم کو یقین کامل ہے کہ جو شخص اس سورۃ مبارکہ کو بغور پڑھے گا وہ ضرور ہماری اس رائے سے اتفاق کرے گا۔ واللہ عالم بالصواب (انتہی کلام المترجم۔)

اسلام کی خفیہ تبلیغ:

ایک مدت سے حضرت علیؓ ابن ابی طالب کی کفالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت جعفرؓ کی کفالت حضرت عباسؓ ابن عبدالمطلب کر رہے تھے یہ دونوں بزرگ مسلمان ہو گئے تھے اور حضرت ابو طالب سے چھپ کر پہاڑ کے دروں میں جا کر نماز پڑھتے تھے۔ اتفاق سے ایک روز ابو طالب اس طرف آ نکلے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو ایمان واسلام کی دعوت دی۔ حضرت ابو طالب نے فرمایا میں اپنا اور اپنے آباء اجداد کا دین نہیں چھوڑ سکتا البتہ تمھاری وجہ سے تمھاری مخالفت نہیں کروں گا۔ اس کے بعد علی ابن ابو طالب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا ''دیکھو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ نہ چھوڑنا، یہ تم کو بھلائی کے سوا کچھ نہ سکھائیں گے''۔

سابقین اولین:

علماء سیر لکھتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ

Marfat.com

ایمان لائیں بعدازاں حضرت ابوبکرؓ وحضرت علیؓ بن ابو طالب اور حضرت زیدؓ بن حارثہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادم) وحضرت بلالؓ و بن حمامہ (حضرت ابوبکرؓ کے غلام) نے اسلام قبول کیا، پھر حضرت عمر بن عبسہ سلمی وحضرت خالد بن سعید بن العاصی بن امیہؓ مسلمان ہوئے۔ ان بزرگوں کے بعد قریش کے ایک گروہ نے دین اسلام قبول کیا۔ جن کو اللہ جل شانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مصاحبت کے لیے کل قوم سے برگزیدہ کیا اور ان میں سے اکثر مشہور بابختہ ہوئے۔

در پردہ تبلیغ کے زمانہ کے مسلمان:

حضرت ابوبکر صدیقؓ چوں کہ رقیق القلب محبوب خلائق نرم مزاج تاجر پیشہ تھے۔ تالیف قلوب کا مادہ ان میں زیادہ تھا۔ قریش آپ سے زیادہ مانوس تھے اس وجہ سے ان کے ذریعہ بنو امیہ میں حضرت عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ اور خاندان بنو عمرو بن کعب بن اسد بن تیم سے طلحہؓ بن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو اور بنو زہرہ بن قصی سے سعد بن ابی وقاص (ان کا نام مالک بن وہیب بن عبد مناف بن زہرہ ہے) اور عبدالرحمن بن عوف بن عبدعوف بن الحرث بن زہرہ اور بنو اسد بن عبدالعزیٰ سے زبیر بن العوام بن خویلد بن اسد (یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی صفیہ کے لڑکے ہیں) رضی اللہ عنہم ایمان لائے بعد ازاں بنو حرث بن مہر سے ابوعبیدہ عامر بن عبداللہ بن جراح بن ہلال بن اہیب بن ضبہ بن حرث اور بنو مخزوم بن یقظہ بن مرہ بن کعب سے ابوسلمہ عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم اور بنو جمح بن عمرو ابن ہصیص بن کعب سے عثمان ابن مظعون بن حبیب بن وہب بن حزافہ بن جمح اور ان کے بھائی قدامہ بن مظعون اور بنو عدی سے سعید بن زید بن عمرو بن نفیل بن عبداللہ بن قرط بن ریاح بن عدیؓ اور سعید کی بیوی فاطمہ ہمشیرہ عمر ابن الخطاب بن نفیل اور سعید کے باپ زید بن عمرو رضوان اللہ علیہم اجمعین السلام میں بطیب خاطر داخل ہوئے یہ زید بن عمرو وہی ہیں جنھوں نے جاہلیت میں بت پرستی چھوڑ دی تھی۔ توحید کی طرف مائل ہو گئے تھے۔ پھر عمیرؓ سعد بن ابی وقاص کے بھائی اور عبداللہ بن مسعود ابن غافل بن

Marfat.com

حبیب بن شمخ ابن قار بن مخزوم بن صاہلہ بن کاہل بن حرث بن تمیم بن سعد بن ہذیل بن مدرکہ حلیف بنوزہرہ مسلمان ہوئے۔

معجزۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

عبداللہ بن مسعود عقبہ بن مغیط کی بکریاں چراتے تھے ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے بکریوں کے گلہ کی طرف سے ہوکر گزرے اوران کی اجازت سے اس بکری کا دودھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوہا جس کا دودھ بند ہوگیا تھا۔عبداللہ بن مسعود یہ معجزہ دیکھ کر حیران ہوگئے اوراسی وقت ایمان لے آئے ان کے بعد جعفر بن ابوطالب بن عبدالمطلب اوران کی بیوی اسماء بنت عمیس بن نعمان ابن کعب بن قحافہ خشعی ،سائب بن عثمان بن مظعون ،ابو حذیفہ بن عتبہ ابن ربیعہ بن عبدشمس (ان کا اصلی نام مہشم تھا) اور عامر بن فہیرہ ازوی ٗعمار بن یاسر عنسی بن مذحج ابومخزوم کے آزادہ کردہ غلام اور صہیب بن سنان (بنونمر بن قاسط حلیف بنوجلفان سے) سلام اللہ علیہم اجمعین اسلام لائے۔

علانیہ تبلیغ:

ان بزرگوں کے اسلام لانے کے بعد مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی جماعت بن گئی جس میں جوان لڑکے ٗبوڑھے ٗعورتیں سب شامل تھے لیکن مشرکین کے خوف سے جنگل اور پہاڑوں کی طرف چلے جاتے تھے۔وہیں نمازیں پڑھتے تھے لیکن قریش کا کوئی جلسہ ایسا نہ ہوتا تھا جس میں تبلیغ اسلام نہ ہوتی وحی کے نازل ہونے کے تیسرے سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دعوت عامہ دینے اوراسلام کی طرف بلانے کا حکم صادر ہوا۔ چناں چہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوہِ صفا پر چڑھ کر اہل قریش کو بلا کر ان سے مخاطب ہوکر فرمایا (لو اخبرتکم ان العدوم مضجکم او ممسیکم اما کنتم تصدقو فی قالو بلنی قال فانی نذیر لکم بین یدی عذاب شدید)

یعنی ''اگر میں خبردوں کہ تم پر دشمن صبح وشام میں حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم مجھے سچا مان لو

Marfat.com

گے لوگ بولے ہاں ہم آپ کو سچا مانیں گے فرمایا اچھا تو میں تمہیں سامنے والے (آنے والے) سخت عذاب سے ڈراتا ہوں۔ قریش اس اعلان کو سنتے ہی منتشر ہو گئے ہیئت اجتماعی خالی رہی۔

بنی ہاشم کو دعوتِ اسلام:

اس کے بعد آیۃ (وانذر عشیرتک الاقربین) نازل ہوئی اس کے بعد متواتر الہامات اور وحی نازل ہونے لگے اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے حضرت علی ابن ابی طالب نے تھوڑا سا کھانا تیار کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اولاد عبدالمطلب کو جمع کر کے کھانا کھلایا، اسلام کی دعوت دی، بت پرستی سے منع فرمایا اور عذابِ الٰہی سے ڈرایا لیکن اولاد عبدالمطلب نے ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال دیا۔ پھر جب قریش نے دیکھا کہ ان کے بتوں کی برائیاں علی الاعلان کی جاتی ہیں اور ان کی پرستش سے روک ٹوک کی جاتی ہے تو ان کو یہ عمل ناگوار گزرا۔ وہ سب کے سب ایک مقام پر جمع ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عداوت پر کمربستہ ہو گئے حضرت ابوطالب نے ان کی اس رائے کی مخالفت کی اور ان کو اس فعل سے روکنے لگے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمایت پر آمادہ ہو گئے۔ اہلِ قریش ابوطالب کی مخالفت سے مجبور ہو کر عتبہ وشیبہ پسران ربیعہ بن عبد شمس، ابوالبختری بن ہشام بن حرث بن اسد بن عبدالعزیٰ اسود بن مطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ ولید بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم، ابوجہل عمر بن ہشام بن مغیرہ برادرزادہ ولید عاصی بن دائل بن ہشام بن سعد بن سہم، بنیہ ومنبہ پسران حجاج بن علی بن حذیفہ بن سہم، اسود بن عبدِ یغوث بن وہب بن عبد مناف بن زہرہ کو انصاف کرنے کے لیے حضرت ابوطالب کے پاس بلا لائے۔ ان اصحاب نے حضرت ابوطالب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکلیف دہی کے بارے میں بحث ومباحثہ کیا حضرت ابوطالب نے ان کو نہایت معقول جواب دے کر خاموش کر دیا۔

ابوطالب اور وفد قریش:

دوسرے دن پھر قریش مع ان اصحاب کے (جن کے اوپر ذکر ہو چکا ہے) حضرت

Marfat.com

ابو طالب کے پاس آئے اور اس امر کی خواہش کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے مواجہہ میں بلا کر اس جدید فعل سے روکیں اور ان سے بحث کریں۔ چناں چہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسب طلب ابو طالب اس مجمع میں تشریف لائے قریش نے اپنے دلائل پیش کیے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن مجید کی چند آیات پڑھ کر ارشاد فرمایا: (یا عماہ لا اترک هذا الامر حتی یظهر اللہ او اهلک فیہ) یعنی ''چچا جان میں یہ کام نہیں چھوڑوں گا۔'' حضرت ابو طالب یہ سن کر خاموش ہو رہے قریش کا مجمع منتشر ہو گیا۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر حضرت ابو طالب سے مخاطب ہو کر دعوتِ اسلام دی۔ لیکن حضرت ابو طالب نے کہا ''اے برادرزادے جو تمھارے وحی میں آئے کہو لیکن میں بخدا کبھی ایمان نہ لاؤں گا اور نہ اپنے آبائی دین کو ترک کروں گا۔''

مسلمانوں پر مظالم:

ان واقعات کے بعد جب اہل قریش نے یہ دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعوتِ اسلام سے باز نہیں آتے اور مسلمانوں کی جماعت روز بروز بڑھتی جا رہی ہے تو بنو ہاشم اور بنو مطلب نے جمع ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کل مسلمانوں کو اذیتیں پہنچانے کا عہد و پیمان کیا۔ بظاہر انھیں عہد و پیمان میں بنو ہاشم اور بنو مطلب پیش پیش تھے لیکن در حقیقت ہر قبیلہ عرب جو اس وقت مکہ اور اس کے قریب و جوار میں تھا اس عہد و اقرار میں شامل تھا۔ یہاں تک کہ جہاں کہیں یہ لوگ غریب مسلمانوں کو پاتے پتھروں سے مارتے، طرح طرح کی تکلیفیں دیتے تھے نماز نہ پڑھنے دیتے تھے۔ نماز کی حالت میں اونٹوں بکریوں کی آنتیں مزبلہ کی غلاظت لا لا کر نمازیوں پر ڈالتے تھے۔ جب ان کی یہ تکلیف دہی حد سے بڑھ گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غریب مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کا حکم صادر فرمایا۔

ہجرت حبشہ:

والیِ حبشہ اور اہلِ قریش سے تجارت کا عہد نامہ تھا وہ اکثر والی حبشہ کی تعریف کیا کرتے تھے الغرض سب سے پہلے عثمان ابن عفان اور ان کی بیوی رقیہ بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابو

Marfat.com

حذیفہ بن تعبہ بن ربیعہ اور ان کی بیوی سہلہ بنت سہیل بن عمرو بن عامر بن لوی اور زبیر بن العوام ومصعب بن عمرے بن عبد شمس وابومنیرہ بن ابی رہم بن عبد العزیٰ عامری وسہیل ابن بیضا (بنو حرث بن فہر سے) عبداللہ بن مسعود، عامر بن ربیعہ غزی حلیف بنو عدی (یہ غز بن وایل کی اولاد سے تھے نہ کہ غرہ سے) اور ان کی بیوی لیلیٰ بنت ابی خیثمہ رضی اللہ عنہم اجمعین، یہ گیارہ بزرگ حبشہ ہجرت فرما گئے ان کے بعد پھر یکے بعد دیگرے مسلمانوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کرنا شروع کر دی۔ انھیں اصحاب کے ساتھ حضرت جعفرؓ بن ابی طالب بھی حبشہ ہجرت کر گئے یہاں تک کہ حبشہ میں مہاجرین کی تعداد تین سو تک پہنچ گئی۔ مہاجرین اولین کا مشرقین مکہ نے دریا تک تعاقب کیا لیکن خائب وخاسر اپنا سامنہ لے کر چلے آئے۔

مسلمانوں کے خلاف سرگرمیاں:

جب اہلِ قریش نے یہ دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکلیف دہی وایذا رسانی سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض اعزہ مانع ہوتے ہیں اور مخالفت کرتے ہیں تو انھوں نے یہ شیوہ اختیار کر لیا کہ جو مکہ میں آتا تھا اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ساحری مجنونیت اور کہانت کا ذکر کرتے، نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اس کو آنے جانے سے روکتے تھے اس کے بعد یک گروہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عداوت تکلیف رسانی اور استہزا پر عہد و پیمان کرنے والے کے منجملہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا ابو طالب اور عبدالغریٰ بن عبدالمطلب اور ان کا چچازاد بھائی ابوسفیان بن الحرث بن عبدالمطلب اور تعبہ وشیبہ پسران ربیعہ وعتبہ بن ابی معیط عبدالغرائی اور اس کا لڑکا زمعہ اور ابوالبختری العاصی بن ہشام اور اسود بن عبدیغوث بن وہب بن عبدمناف بن زہرہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماموں کا لڑکا) اور ابو جہل بن ہشام اور اس کا بھائی عاصی اور ولید بن المغیرہ اور قیس بن الفاکہ بن المغیرہ اور زہیر بن امیہ بن المغیرہ اور عاصی بن وائل سہمی اور اس کے دونوں عم زاد نبیہہ ونبہ وامیہ وابی پسران خلف ابن جمح وغیرہ تھے ان لوگوں کا کام یہ تھا کہ یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان اصحاب سے جو ایمان لا چکے تھے۔ مسخرہ پن کرتے تھے اور تکلیف دیتے تھے۔

Marfat.com

حضرت حمزہؓ کا قبول اسلام:

ایک روزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوہِ صفا کی طرف تشریف لے گئے تھے اس روز اتفاق سے ابوجہل بھی اس طرف سے گزرا اور حسبِ عادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت وست کہنے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دینِ اسلام کی توہین اور برائیاں بیان کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک پہنچ گیا۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت صبر واستقلال سے ابوجہل کے کلمات ناملائم سنتے رہے، یہاں تک کہ ابوجہل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صبر وتحمل سے تنگ آ کر کعبہ کی جانب چلا آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مسجد حرام میں تشریف لے آئے۔ یہ واقعہ عبداللہ بن جدعان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ کی ایک لونڈی دیکھ رہی تھی۔ اس واقعہ کے بعد ہی حضرت حمزہؓ ابن عبدالمطلب (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کے چچا تیر وکمان لیے ہوئے اس طرف سے گزرے عبداللہ بن جدعان کی لونڈی نے یہ واقعہ حضرت حمزہؓ کو سنایا۔ حمزہؓ بن عبدالمطلب یہ سنتے ہی آگ بگولا ہو گئے، چناں چہ اس طیش کی حالت میں لوٹ کر ابوجہل کو ڈھونڈتے مسجد میں پہنچے۔ ابوجہل اس وقت قریش کی ایک جماعت میں بیٹھا ہوا تھا۔

حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب نے ابوجہل کے بال پکڑ کر گھسیٹا اور نہایت سختی سے پیش آئے سخت وست و ناملائم کلمات کہنے لگے اور یہ فرمایا کہ ''کمبخت تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت وست کلمات سنایا کرتا ہے حالانکہ میں ان کا چچا ہوں اور ان کے مذہب پر ہوں، بعض حاضرین جلسہ نے چاہا کہ اُٹھ کر ابوجہل کی مدد کریں۔ لیکن ابوجہل نے ان سے منع کیا اور یہ کہا کہ تم لوگ اس پر پریشان خاطر نہ ہو۔ میں نے ان کے بھتیجے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آج ہی سخت وست کلمات سنائے ہیں۔ حمزہؓ کو اپنی حالت پر چھوڑ دو وہ اپنے دل کو ٹھنڈا کر لیں۔ اس کے بعد حضرت حمزہؓ ابن اعبدالمطلب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا اے میرے برادرزادے کیا تم اس سے خوش نہیں ہوئے کہ میں نے تمھارے دشمن ابوجہل کو ابھی نہایت ذلیل کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''اے چچا میں تو اس وقت خوش ہوں گا جب آپ دین اسلام میں آجائیں گے۔'' حضرت حمزہؓ ابن عبدالمطلب نے عرض کیا کہ ''میں

Marfat.com

نے دین اسلام کو قبول کرلیا اور اس مذہب پر تاحیات قائم رہوں گا ان شاء اللہ تعالیٰ" اہل قریش کو حمزہؓ ابن عبدالمطلب کے ایمان لانے سے بڑی تشویش پیدا ہوگئی اور انھوں نے سمجھ لیا کہ اب مسلمانوں کو تکلیف دینا آسان نہیں ہے۔ اس کے بعد ان لوگوں نے عمرو بن العاص اور عبداللہ بن ابی ربیعہ کو نجاشی والیِ حبشہ کے پاس اس غرض سے روانہ کیا کہ نجاشی سے وہ ان مسلمانوں کو واپس مانگ لائیں جو مکہ سے ہجرت کر کے چلے گئے ہیں لیکن نجاشی نے ان دونوں کو بے نیل و مرام نہایت ذلت سے واپس کر دیا۔

حضرت عمر کا قبول اسلام:

حضرت حمزہؓ ابن عبدالمطلب کے بعد حضرت عمرؓ بن الخطاب[9] ایمان لائے ان کے ایمان لانے کا یہ سبب ہوا کہ ان کے کانوں تک یہ خبر پہنچی کہ ان کی بہن فاطمہ بنت الخطاب مع اپنے شوہر سعید ابن زید کے مسلمان ہوگئی ہیں۔ اور خباب بن الارت ان دونوں کو قرآن کی تعلیم دیتے ہیں حضرت عمر ابن الخطاب یہ سنتے ہی اپنی بہن کے پاس آئے اور ان کو اس قدر مارا کہ خون بہنے لگا اس وقت فاطمہ بنت الخطاب نے کہا: (قد اسلمنا و کاننا محمدا نا فعل منها بدالک) یعنی "ہم مسلمان ہوگئے ہیں اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی پیروی کرتے ہیں اب جو کچھ تیرے دل میں آئے کر گزر۔" اس کلام کے سنتے ہی خباب بن الارت بھی گوشہ مکان سے نکل آئے اور نصیحتاً باتیں کرنے لگے۔ حضرت عمر بن الخطاب نے کہا کہ "کچھ قرآن پڑھو" خبات بن الارت نے سورہ طٰہٰ پڑھ کر سنائی جس سے حضرت عمر ابن الخطاب بخوفِ خدا کانپ اُٹھے اور بے تابانہ کہہ اُٹھے (کیف تصنعون اذا ارتم الاسلام) یعنی "اگر تم مسلمان ہونا چاہتے ہو تو پہلے کیا کرتے ہو؟" خباب بن الارت نے طہارت ظاہری کا طریقہ دکھلایا اور بتلایا۔ اس کے بعد عمرؓ بن الخطاب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مکان دریافت فرمایا تو خباب بن الارت ان کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے درِ دولت پر حاضر ہوئے دوسری طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالہامِ وحی الٰہی مکان سے باہر تشریف لائے اور حضرت عمرؓ بن الخطاب سے مخاطب ہو کر فرمایا "اے ابن خطاب تجھ کو یہ کیا ہوا ہے یعنی کیسے

Marfat.com

آیا ہے؟'' حضرت عمرؓ بن الخطاب نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مسلمان ہونے آیا ہوں، اس کے بعد حضرت عمرؓ بن الخطاب علانیہ کلمات شہادت پڑھ کر سچے مسلمانوں میں داخل ہو گئے۔ حضرت عمرؓ بن الخطاب کے کہنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں نماز پڑھنے کو تشریف لائے مسلمانوں کو ان کے اسلام لانے سے بڑی تقویت پہنچی۔ یہ وہی بزرگ ہیں جن کے اسلام لانے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر ان کلمات سے دعا فرماتے تھے (اللھم اعز الاسلام باعھد العمرین) یعنی اے اللہ عمر سے یا عمر بن ہشام یعنی ابوجہل سے اسلام کو عزت فرما۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا میں حضرت عمرؓ بن الخطاب اور عمر بن ہشام ابوجہل دونوں عمر مراد تھے۔

بنی ہاشم کا معاشرتی مقاطعہ:

پھر جب قریش نے دیکھا کہ اکثر مسلمان نجاشی کے ملک میں چلے گئے ہیں جن پر ہمارا کچھ زور نہیں چل سکتا اور جو معدودے چند باقی ہیں آپ ان کو بھی حضرت حمزہؓ ابن عبدالمطلب و حضرت عمرؓ بن الخطاب (رضی اللہ عنہا) کے اسلام لانے سے ذرہ برابر بھی ایذا نہیں پہنچا سکے اور یوماً فیوماً مسلمانوں کی تعداد بڑھتی جاتی ہے تب انھوں نے جمع ہو کر یہ عہد و پیمان کیا کہ ''کوئی شخص ہم میں سے بنو ہاشم و بنو عبدالمطلب سے خواہ مسلمان ہوں یا کافر ہوں نہ نکاح کرے اور نہ ان کے ساتھ بیٹھے اُٹھے اور نہ ان کے ساتھ مجالست کرے اور نہ کوئی دنیاوی معاملہ کرے'' اس پر سب لوگوں نے قسمیں کھائیں اور ایک محضر لکھ کر دستخط کر کے کعبہ میں رکھ دیا اس جماعت میں بنو ہاشم میں صرف ابولہب عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب شریک تھا باقی سب ابوطالب کے ہمراہ تھے تین برس تک یہی عہد و پیمان باقی رہا۔ بھائی سے بھائی چھوٹ گیا باپ بیٹے کے دیکھنے کا روادار نہ ہوتا۔ بیع و شرا کا معاملہ بند ہو گیا مسلمانوں کو سخت تکلیف ہونے لگی۔

Marfat.com

عہد نامہ کا اتلاف:

آخر اہل قریش میں سے چند آدمی اس عہد کے توڑنے پر آمادہ ہو گئے منجملہ ان میں سے ایک (بنو حسل بن عامر بن لوئی) سے ہشام بن عمرو بن الحرث تھے جنھوں نے نقض عہد میں بہت بڑی کوشش کی ایک روز ان سے اور زہیر بن ابی امیہ سے راستے میں ملاقات ہوئی (اس کی ماں عاتکہ بنت عبدالمطلب اپنے بھائیوں کے کہنے سے مسلمان ہو گئی تھیں) ہشام نے زہیر سے نقض صحیفہ (عہد نامہ) کے بارے میں گفتگو کی۔ زہیر نے ہشام کی رائے سے اتفاق کیا اس کے بعد ہشام مطعم بن عدی بن نوفل بن عبدمناف کے پاس گیا اور بنو ہاشم و بنو مطلب کی مجبوری کا حال کہہ کر اس کو بھی نقض عہد پر آمادہ کر لیا اس کے بعد ابوالبختری بن ہشام اور زمعہ بن الاسود کے یہاں گیا ان لوگوں نے بھی ہشام کی رائے سے اتفاق کیا اور نقض عہد پر تل گئے انھیں معاملات کے دوران آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کو یہ خبر دی کہ اس عہد نامہ کو باستثناء الٰہی کیڑوں نے کھا لیا ہے۔ قریش کو یہ سن کر تعجب ہوا لیکن جب انھوں نے کعبہ کو کھول کر دیکھا تو عہد نامہ کو کیڑوں نے باستثناء اسماءِ الٰہی سے کھا لیا تھا۔ ان چار آدمیوں نے تو پہلے ہی عہد شکنی پر قسم کھالی تھی عہد نامہ کے ضائع ہو جانے سے اور لوگوں نے بھی عہد نامہ کی پابندی چھوڑ دی۔

ہجرت حبشہ ثانی:

اس واقعہ کے بعد حضرت ابوبکرؓ ہجرت کے قصد سے گھر سے نکلے لیکن ابن الدغنہ ان کو واپس لے آئے اس واقعہ کے بعد مہاجرین حبشہ کو یہ غلط خبر ملی کہ اہل قریش مسلمان ہو گئے ہیں اس اطلاع پر عثمان بن عفان اور ان کی بیوی ابوحذیفہ اور ان کی بیوی، عبداللہ بن عتبہ بن غزوان، زبیر بن العوام، عبدالرحمن بن عوف، مصعب بن عمیر اور ان کے بھائی، مقداد بن عمر، عبداللہ بن مسعود، ابوسلمہ بن عبدالاسد اور ان کی بیوی، سلمہ بن ہشام بن المغیر، عمار بن یاسر، عبداللہ و قدامہ و عثمان پسران مظعون اور ان کے لڑکے سائب، قیس بن حذافہ ہشام بن العاصی، عامر بن ربیعہ اور ان کی بیوی، عبداللہ بن مخرمہ (بنو عامر بن لوئی سے) عبداللہ

Marfat.com

بن سہل بن السکران بن عمرو، سعد بن خولہ، ابوعبیدہ بن الجراح، سہیل بن بیضاء عمرو بن ابی سرح رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین مکہ واپس آ گئے بعض مکہ میں چھپ کر داخل ہوئے اور بعض کسی کے جوار میں جا کر مقیم ہو گئے یہاں تک کہ ہجرت ثانیہ کا وقت آیا اس کے بعد بعض بزرگ ان میں سے مکہ ہی میں جان بحق ہو چکے تھے لیکن جب مکہ میں آئے تو انھوں نے مسلمانوں کو اسی حالت میں پایا جس صورت پر ان کو چھوڑ کر گئے تھے یعنی اہل قریش ان کو ایذاء و تکلیف دیتے تھے اور غریب مسلمان صبر و تحمل سے کام لیتے تھے۔

حضرت خدیجہؓ اور ابو طالب کی وفات:

ہجرت کے تین سال پہلے امّ المومنین خدیجہؓ بنت خویلد کا وصال ہو گیا ان سے پینتیس یا پچپن روز کے بعد حضرت ابو طالب نے وفات پائی ان دونوں کے انتقال کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سخت صدمہ ہوا۔ درحقیقت حضرت ابو طالب[۱۰] کی وجہ سے آپ کو کوئی ایذا نہ پہنچا سکتا تھا، ہر کام میں وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اعانت کرتے اور مخالفین کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت سے روکتے تھے۔ اسی طرح ام المومنین حضرت خدیجہ سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بے حد انس تھا انھوں نے سب سے پہلے آپ کی نبوت کی تصدیق کی تھی جب مشرکین مکہ آپ کو ایذائیں دیتے اور آپ مغموم و ملول ہوتے تھے تو حضرت خدیجہؓ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی و تشفی دیتی تھیں۔

طائف میں تبلیغ اسلام:

الغرض ام المومنین حضرت خدیجہؓ اور حضرت ابو طالب کے انتقال کے بعد اسفہاء مشرکین مکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زیادہ ایذا دینے اور تکلیف دہی پر آمادہ رہنے لگے۔ ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بغرض دعوتِ اسلام طائف کی طرف تشریف لے گئے وہاں کے سردار عبد یا لیل بن عمر بن عمیر اور اس کے دونوں بھائیوں مسعود و حبیب کے پاس بیٹھ کر ان کو اسلام لانے کی دعوت دی اور اسلام و مسلمانوں کی مدد کرنے اور اس پر قائم رہنے کی استدعا فرمائی، لیکن ان تینوں آدمیوں نے نہایت سختی اور درشتی سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جواب[۱۱] دیا۔

Marfat.com

اہلِ طائف کی ایذارسانی:

جب آنحضرت ﷺ ان کے ایمان لانے سے نا اُمید ہو گئے تو ان سے اس حال کے چھپانے کے لیے ارشاد فرمایا لیکن ان لوگوں نے آپ ﷺ کا یہ کہنا بھی نہ مانا بلکہ کمینے اور چھوٹے چھوٹے لڑکوں کو آپ کے پیچھے لگا دیا۔ ان لوگوں نے ان کے پیچھے تالیاں بجائیں اور ڈھیلے مارنے شروع کیے یہاں تک کہ آپ عتبہ وشیبہ ربیعہ کے لڑکوں کے باغ کی دیوار کے اوٹ میں بیٹھ گئے۔ اس طرح جب پیچھا کرنے والے لڑکے وعوام الناس لوٹ گئے اور آپ ﷺ کو ان کے شور وغل سے ایک گونہ اطمینان حاصل ہو گیا تو آپ ﷺ نے سرِ مبارک آسمان کی جانب اُٹھا کر یہ دعا فرمائی:

(اللھم الیک اشکو ضعف قوتی و قلة حیلتی و ھوانی علی الناس انت ارحم الراحمین انت رب المتضعفین انت ربی الی من تکلنبی الی بغیض یتجھمنی او الی عدو ملکتہ امری ان لم یکن بک علی غضب فلا ابالی و لکن عافیتک اوسع لی اعوذ بنور وجھک الذی اشرقت لہ الظلمات و صلح علیہ امر الدنیا والاخرة من ان ینزل بی غضبک او یحل علی سخطک لک العتبی حتی ترضی و لا حول و لا قوة الا لک)

(یعنی اے اللہ میں تجھ سے اپنی کمزوری کا، قلت تدبیر کا اور ذلت کا شکوہ کرتا ہوں تو سب سے زیادہ مہربان اور کمزوروں کا پروردگار ہے اور میرا بھی تو ہی رب ہے، اے اللہ مجھے کس کے حوالہ کر رہا ہے کیا ایسے حاسد کے جو مجھ سے ترش روئی سے پیش آئے یا ایسے دشمنوں کے جسے تو نے مجھ پر حاوی بنا دیا اگر تو مجھ سے ناراض نہیں تو پھر مجھے کسی بات کی پرواہ نہیں لیکن تیری عافیت میرے لیے زیادہ گنجائش والی ہے میں تیرے رخِ اقدس کے نور سے جس کی تاریکیاں بھی کافور

Marfat.com

ہو جاتی ہیں اور جس پر دنیا اور آخرت کی اصلاح موقوف ہے تیری ناراضگی اور غصہ سے پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ مجھ سے راضی ہو جا اور مجھے طاقت وقوت عطا فرما۔)

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طائف سے نا اُمید ہو کر واپس ہوئے تو شب کو ایک کھجور کے باغ میں ٹھہر گئے۔ نصف شب جس وقت آپ نماز پڑھنے کو کھڑے ہوئے تو چند جن اس طرف سے گزرے انھوں نے اس مقام پر توقف کر کے قرآن شریف سنا اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے اہل مکہ بدستور آپ کی عداوت اور مذہب اسلام کی بیخ کنی پر تلے ہوئے تھے۔ رؤسا قریش میں سے کسی نے آپ کو اپنی ہمسائیگی میں نہ لیا آخر کار مطعم ابن عدی کے پڑوس میں آپ ٹھہرے طفیل بن عمرو الدوسیؓ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نہ صرف خود ایمان لائے بلکہ اپنی قوم کو اس کی طرف بلایا ان میں سے بعض ایمان لائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے حق میں دعا فرمائی۔

ابن حزم کا یہ بیان ہے کہ اس کے بعد واقعہ معراج ہوا پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے بیت المقدس تشریف لے گئے۔ پھر وہاں سے آسمانوں پر گئے اور انبیاء کرام سے ملاقات کی جنت اور سدرۃ المنتہیٰ کو چھٹے آسمان پر دیکھا اسی شب میں نماز فرض کی گئی۔ طبری کے نزدیک سراء (واقعہ معراج) اور نماز کی فرضیت ابتدائی وحی تھی۔ واللہ اعلم!

ایام حج میں دعوتِ اسلام:

ان واقعات کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشرکین مکہ کے ایمان لانے سے کسی قدر نا اُمید ہو گئے تو حج کے موقع پر جو لوگ اطراف و جوانب سے آتے تھے ان کے قیام کی جگہ پر تشریف لے جاتے ان کو اسلام کی دعوت دیتے قرآن پڑھ کر سناتے نیز اسلام اور مسلمانوں کی امداد کے لیے ان سے فرماتے تھے لیکن اہلِ قریش اس کام میں بھی مزاحمت کرتے اور آپ کی مذمت کرتے تھے ابولہب کو اس کام میں بطور خاص دلچسپی تھی۔ وہ اپنے

Marfat.com

کل کاموں کو چھوڑ کر آپ کے پیچھے پڑ گیا تھا جن لوگوں کو آپ نے حج کے ایام میں دعوتِ اسلام دی ان میں بنو عامر بن صعصعہ (مضر سے) اور بنو شیبان و بنو حنیفہ (ربعیہ سے) اور کندہ (قحطان سے) اور کلب (قضاعہ) وغیرہ قبائل عرب شامل تھے۔ ان سے بعض بات سن کر سہولت سے جواب دیتے تھے اور بعض بچتے اور بعض ایذاء تکلیف پر آمادہ ہو جاتے تھے اور بعض [۱۲] کہتے تھے کہ ''ہم اس شرط پر ایمان لائیں گے کہ تم ہم کو ملک و حکومت دلاؤ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جواب میں ارشاد فرماتے تھے کہ ''بھائی یہ کام اللہ جل شانہ کا ہے میں اس کا وعدہ نہیں کر سکتا''۔

قبائل کی مخالفت:

ان سب میں سے بنو حنیفہ نے نہایت درشتگی سے جواب دیا اور بے حد سختی سے پیش آئے اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سوید بن الصامت برادر بنو عمرو بن عوف بن اوس کے پاس تشریف لے گئے ان کو دعوتِ اسلام دی۔ سوید الصامت نے اگرچہ اسلام قبول نہیں کیا لیکن سختی و درشتگی سے جواب بھی نہیں دیا اور جب مدینہ واپس آیا تو کسی لڑائی میں مارا گیا۔ یہ واقعہ یوم بعاث کے پہلے کا ہے اس کے بعد مکہ میں ابوالحیسر انس بن رافع اپنی قوم بنو عبدالاشہل کے ایک گروہ کے ساتھ خزرج کے مقابلے میں اہل قریش سے حلف لینے آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس گروہ کے پاس بھی دعوتِ اسلام کی غرض سے تشریف لائے اس گروہ میں سے ایک نوجوان ایاس بن معاذ نامی نے اپنی قوم سے مخاطب ہو کر واللہ جس کام کے لیے ہم لوگ آئے ہیں۔ اس سے یہ اچھا ہے۔ ابوالیحسر نے یہ سن کر ایاس بن معاذ کو ایک ڈانٹ پلائی ایاس بن معاذ خاموش ہو گئے یہ سب بے نیل و مرام مدینہ کو واپس آئے تھوڑے دنوں کے بعد ایاس بن معاذ کا انتقال ہو گیا علماء سیر کہتے ہیں کہ ایاس معاذ نے بہ حالت اسلام انتقال کیا۔

بیعتِ عقبہ:

ان واقعات کے بعد جب حج کا زمانہ آیا تو پھر ہر کس و ناکس کے پاس حسب دستور

Marfat.com

تشریف لے جاتے اور دین کی دعوتِ اسلام دیتے تھے ایک روز جب کہ آپ عقبہ کے قریب رونق افروز تھے بنوخزرج کے حسب ذیل چھ آدمیوں سے ملاقات ہوگئی۔

(۱) ابوامامہ اسعد بن زرارہ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بنِ غنم مالک بن النجار (۲) عوف بن الحرث بن رفاعہ بن سواد بن مالک بن غنم (یہی ابن عفراء ہیں) (۳) رافعؓ ابن مالک ابن العجلان بن عمرو بن عامر بن زید بن مالک بن غضبہ بن حشم بن الخزرج (۴) قطبہ بن عامر بن حدیدہ بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ بن علی بن اسدابن مراد بن یزید بن حشم (۵) عقبہ بن عامر بن نابی بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن سلمہ (۶) جابر بن عبداللہ بن نعمان بن سلمہ بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کو دعوتِ اسلام دی، قرآن پڑھ کر سنایا۔ چوں کہ یہ لوگ یہود کے پڑوس میں رہتے تھے اس وجہ سے ان کے کان اس آواز سے آشنا تھے کہ عنقریب عرب میں ایک نبی پیدا ہونے والا ہے جو کفر والحاد کی ظلمت مٹائے گا پس جب ان لوگوں نے قرآن سنا اور توحید کی باتیں ان کے کانوں تک پہنچیں تو آپس میں ایک دوسرے سے مخاطب ہو کر کہنے لگے: "واللہ یہ وہی نبی ہے جس کا یہود تذکرہ کیا کرتے تھے آؤ اس پر ایمان لائیں ایسا نہ ہو کہ یہود ہم سے پہلے مومن ہو جائیں" اسی قدر باتیں آپس میں کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخاطب ہو کر عرض کیا کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کرتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لاتے ہیں۔ یہود میں اور ہم میں اکثر جھگڑا ہوا کرتا ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو ان کو اس کی دعوت دیں جس کی دعوت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو دی ہے۔ شاید اللہ جل شانہ اس کے ذریعہ سے ہم میں اور ان میں اتفاق پیدا کر دے، پس اس وقت ہمیں آپ سے زیادہ کوئی عزیز نہیں ہوگا"۔

یثرب میں اسلام:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو نہایت مہربانی سے جواب دیا وہ لوگ رخصت ہو کر جب

Marfat.com

مدینہ واپس آئے تو جہاں اور جس جلسہ میں بیٹھتے تھے اسلام ہی کا ذکر کرتے تھے رفتہ رفتہ یہ نوبت آ گئی کہ انصار کا کوئی جلسہ اور کوئی مکان آنحضرت ﷺ کے تذکرہ سے خالی نہ رہا۔ یہاں تک کہ آئندہ سال مکہ میں انصارؓ کے بارہ بزرگ تشریف لائے ان میں سے پانچ اشخاص تو انہیں چھ میں سے تھے جو گزشتہ سال ایمان لائے تھے باقی سات نئے آنے والے حسب ذیل تھے۔

(۱) معاذ بن الحرث برادر عوف بن الحرث (جو گزشتہ سال آئے تھے (۲) ذکوان بن عبد قیس بن احرم بن فہد بن ثعلبہ بن صرامہ بن اصرم بن عمرو ابن عبادہ بن عصیہ (بنو حبیب سے) (۵) عباس بن عبادہ بن نصلہ بن مالک بن عجلان زید بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف (یہ دس بزرگ تو قبیلہ خزرج کے تھے) اور قبیلہ اوس سے یہ دو بزرگ تھے (۶) ابوالہیثم مالک بن التیہان (یہ بنو عبد الاشہل بن جشم بن الحرث بن الخزرج عمر ابن مالک ابن اوس میں ہیں) (۷) عویم بن ساعدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین (یہ بنو عمرو بن عوف بن مالک میں ہیں)۔

بیعت النساء:

ان متذکرہ بزرگوں نے قریب عقبہ کے آنحضرت ﷺ کے دست مبارک پر اس امر کی بیعت فرمائی کہ وہ کسی کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک نہ کریں گے چوری اور زنا نہ کریں گے اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گے اور نہ کسی پر تہمت لگائیں گے (اس بیعت کو بیعت النساء کہتے ہیں یہ بیعت جہاد فرض ہونے سے پہلے ہوئی تھے) جب ان لوگوں کی واپسی کا وقت آیا تو آنحضرت ﷺ نے ام کلثومؓ و مصعب بن عمیرؓ کو قرآن پڑھانے اور احکام شریعت سکھانے کے لیے ان کے ہمراہ کر دیا ابن ام کلثوم و مصعب بن عمیرؓ مدینہ پہنچ کر اسعد بن زرارہ کے مکان پر اترے۔ مصعب بن عمیرؓ مسلمانانِ مدینہ کے امام تھے اور ابن ام مکتومؓ کو قرآن پڑھاتے تھے سعد بن معاذ اور اسعد بن زرارہ دونوں خالہ زاد بھائی تھے۔

Marfat.com

مدینہ میں اشاعتِ اسلام:

ایک روز اتفاق سے سعد بن معاذ[۱۴] و اسید ابن الحضیر ، اسعد بن زرارہ کے پاس آئے اور مسلمان ہو جانے سے اسعد بن زرارہؓ کو نصیحت و ملامت کرنے لگے لیکن اللہ جل شانہ نے خود ان دونوں کو راہِ اسلام کی ہدایت اور یہ مسلمان ہو گئے۔ چوں کہ یہ بنوعبد الشہل کے سردار تھے اس لیے ان کے مسلمان ہو جانے سے ایک ہی دن میں کل بنوعبد الشہل چھوٹے، بڑے، عورت و مرد سب کے سب مسلمان ہو گئے تھوڑے ہی دنوں میں مدینہ کا کوئی گھر ایسا نہ تھا جس میں کوئی عورت یا مرد مسلمان نہ ہو گیا ہو۔ الا بنوامیہ بن زید اور حطمہ و روائل اور واقف (بطون اوس) بدستور اپنی قدیم حالت پر قائم رہے۔ یہ لوگ اعلیٰ مدینہ میں رہتے تھے۔ ان کے ایمان نہ لانے کا باعث ابوقیس صیفی بن الاصلت شاعر تھا یہ لوگ سب اس کے مطیع تھے لیکن غزوہ خندق کا وقت آیا کہ یہ سب لوگ بھی مسلمان ہو گئے۔

بیعتِ عقبہ ثانی:

مصعب بن عمیرؓ تقریباً سال بھر مدینہ میں رہے اس اثناء میں انصار کا کثیر گروہ اسلام میں داخل ہو گیا اور جب حج کا زمانہ آیا تو مصعب بن ابن عمرؓ مع ان لوگوں کے جو ایمان لا چکے تھے حج ادا کرنے کی غرض سے مکہ روانہ ہوئے تو اس قافلے میں ان کے ہمراہ وہ لوگ بھی تھے، جو ہنوز اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے۔ مسلمانوں کی تعداد ان لوگوں کی بہ نسبت بہت کم تھی جو اس وقت تک مشرف بہ اسلام نہ ہوئے تھے۔ مسلمانانِ مدینہ نے مکہ مکرمہ پہنچ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اوسط ایام تشریق میں عقبہ کے قریب ملنے کا وعدہ کیا۔ اس وعدہ کے ایفاء کی غرض سے اپنی قوم سے چھپ کر عقبہ کے قریب آئے ان کے ہمراہ عبداللہ بن عمرو بن صرام اور ابوجابرؓ اور چند لوگ بھی چلے آئے تھے۔

Marfat.com

انصار کا عہد و پیمان:

چناں چہ اسی شب میں آنحضرت ﷺ کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔ اور اسلام میں داخل ہوئے اور اس امر کا اقرار کیا کہ ہم ان سب چیزوں سے بچیں گے جن سے ہم اپنی عورتوں، اپنے بچوں اور اپنی عزت کو بچاتے ہیں۔ آپ ضرور اپنے اصحاب کبار کے ساتھ ہمارے شہر میں آیئے ہم آپ کے احباب و اصحاب کے مددگار اور آپ کے مخالفین کے مخالف ہوں گے۔ اس جلسہ میں عباس ابن عبدالمطلبؓ بھی آنحضرت ﷺ کے ہمراہ آئے تھے۔ اگر چہ اس وقت تک وہ اپنی قوم مذہب پر قائم تھے۔ لیکن آنحضرت ﷺ کا ساتھ دینے اور آپ ﷺ کی مدد کرنے کو محبوب و عزیز رکھتے تھے۔ اس بعیت میں سب سے پہلے براء بن معرورؓ نے سبقت کی ان کے بعد اور لوگوں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔

بارہ نقیب:

اس شب اسلام قبول کرنے والے اہل مدینہ میں سے سب تہتر مرد اور دو عورتیں تھی۔ پھر آنحضرت ﷺ نے ان میں سے بارہ نقیب (حکام) منتخب فرمائے۔ جن میں نو آدمی قبیلہ خزرج کے اور تین اوس کے تھے۔ حضور ﷺ نے ان بارہ آدمیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم لوگ اپنی قوم کی تعلیم و تعلم کے ذمہ دار ہو جیسا کہ عیسیٰ بن مریم کے حواری ذمہ دار تھے اور میں تم سب لوگوں کا ذمہ دار ہوں جن کو آنحضرت ﷺ نے نقیب مقرر فرمایا ان کے اسماء گرامی حسبِ ذیل ہیں۔

نو بنو خزرج کے تھے جس میں سے یہ تین بزرگ اسعد بن زرارہؓ و رافع بن مالک و عبادہ ابن الصامت شریک عقبیٰ اولیٰ میں تھے ان کے علاوہ سعد بن الربیع ابی زہیر بن مالک بن امری القیس ابن مالک بن ثعلبہ ابن کعب ابن الخزرج، عبداللہ بن رواحہ ابن مری القیس، براء بن معرور بن صحر بن خنساء بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ۔ ابو جابر ابن عبداللہ ابن عمرو بن حرام۔ سعد بن عبادہ بن ولیم بن حارث۔ منذر ابن عمرو بن خنیس بن

Marfat.com

لوذان بن یزید بن ثعلبہ بن الخزرج بن ساعدہ بن کعب بن الخزرج اور تین قبیلہ اوس کے اسید بن حضیر بن سماک بن عتیک بن رافع بن امری القیس بن زید بن عبدالاشہل، سعد بن خیثمہ بن حارث بن مالک بن اوس، رفاعہ بن المنذر بن زید بن امیہ بن زید بن مالک بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) تھے لیکن اہل علم بجائے رفاعہ بن المنذر کے ابوالہیثم بن التیہان کو شمار کرتے ہیں۔ واللہ اعلم!

عقبہ ثانیہ کا قریش میں ردِ عمل:

جب یہ بیعت تمام ہوگئی اور یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رخصت ہو کر اپنی اپنی قیام گاہوں کو واپس ہوئے اس وقت اہل قریش کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی بعض نے اس واقعہ کی تصدیق کی اور بعض نے اس کو جھٹلایا صبح ہوتے ہی اہل قریش کا ایک گروہ انصارؓ کی قیام گاہوں پر آیا اور ان کو اسلام لانے اور بیعت کرنے پر سخت سست کہنے لگے۔ انصارؓ نے بھی ان کو ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ تب قریش وہاں سے اُٹھ کر آئے اور آپس میں دوبارہ مسلمانوں کی تکلیف دہی پر قسمیں کھائیں۔ عبداللہ بن ابی سلول نے کہا ''افسوس کی بات ہے کہ ہماری قوم ایک طرح اتفاق نہیں کرتی'' مقام منیٰ سے لوگوں کے متفرق ہونے کے بعد اہل قریش کو اس بیعت کی خبر کی تصدیق ہوگئی۔ چناں چہ اہل قریش کے چند لوگ انصارؓ کو گرفتار کرنے کے لیے روانہ ہوئے لیکن انھوں نے کسی کو نہ پایا۔ سعد بن عبادہؓ کو راستے سے گرفتار کر کے لائے اور طرح طرح کی ایذائیں دینے لگے تا آنکہ جبیر ابن مطعم وحرث بن امہ نے سعد بن عبادہ کو ان کے جور وستم کے ہاتھوں سے چھڑایا۔ یہ دونوں مدینہ میں سعد بن عبادہ کے پڑوس میں رہتے تھے۔

Marfat.com

باب دوم

ہجرت

ہجرت کا حکم:

اس بعیت کے بعد مدینہ میں اسلام کا زیادہ زور ہو گیا اور اہلِ مدینہ کے مسلمان ہو جانے سے مسلمانوں کو ایک گونہ قوت حاصل ہو گئی۔ مشرکینِ مکہ اس واقعہ سے بہت برہم ہوئے انھوں نے ایک بار پھر سختی سے مسلمانوں کے ستانے پر عہد و پیمان استوار کیا جس سے مسلمانوں کی تکلیف بڑھ گئی۔ اس وقت جو سب سے پہلے جہاد کی آیت اللہ جل شانہ، نے نازل فرمائی یہ تھی (وقاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ ویکون الدین کلہ للہ......) یعنی ''مسلمانو! مشرکوں سے لڑتے رہو جب تک شرک ختم نہ ہو جائے اور اللہ کی توحید نہ پھیل جائے'' اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بحکم الٰہی اپنے اصحاب (رضی اللہ عنہم) کو مکہ سے مدینہ ہجرت کر جانے کا ارشاد فرمایا۔

مسلمانوں کی ہجرت:

سب سے پہلے ابو سلمہؓ بن عبد الاسد مکہ سے ہجرت کر کے قبا میں جا کر ٹھہرے۔ ان کے بعد عامرؓ بن ربیعہ (حلیف بنو عدی) مع اپنی بی بی لیلیٰ بنت ابی خثیمہ بن غانم کے پھر کل بنو حجش (بنو اسد بن خزیمہ سے) ہجرت کر کے قبا میں جا کر مقیم ہوئے ان کے بعد عکاشہؓ بن محصن اور ایک گروہ بنو اسد (خلفاء و بنو امیہ) جن میں زینب بنت حجش ام المومنین بھی تھیں اور ان کی دونوں بہنیں حمنہ وام حبیبہ نے ہجرت کی۔ بعدہ حضرت عمر ابن الخطابؓ و عیاش بن ابی ربیعہ بیس سواروں کے ساتھ مدینہ ہجرت کر گئے یہ لوگ عوالی مدینہ بنو امیہ زید میں جا کر مقیم ہوئے۔ لیکن ابو جہل ابنِ ہشام عیاش بن ربیعہ کو دھوکا دے کر مکہ کو لوٹا لایا اور ایک

Marfat.com

مدت تک قید کر رکھا۔ پھر زیدؓ سعدؓ خنیس بن حذافہ سہمی اور ایک گروہ خلفاء بنو دی ہجرت کر کے مدینہ چلا آیا۔ یہ سب قبا میں رفاعہ بن عبدل المنذر (بنوعوف بن عمرو) کے مکان پر مقیم ہوئے۔ ان کے بعد طلحہ بن عبید اللہ اور صہیب بن سنان نے ہجرت کی اور بنو حرث بن خزرج بن حبیب بن اساف کے پاس قیام پذیر ہوئے لیکن بعض کہتے ہیں کہ طلحہ اسد بن زرارہ کے مکان پر مقیم ہوئے تھے۔ پھر حمزہؓ بن عبدالمطلب مع زید بن حارثہ (آنحضرتؐ کے آزاد غلام) اور ان کے حلیف ابومرثد کنان بن حصن غنوی نے ہجرت کی اور قبا میں بنو عمرو بن عوف میں کلثوم بن الہدام کے یہاں مقیم ہوئے۔

ان کے بعد مکہ سے بنو مطلب بن عبد مناف کی ایک جماعت میں مسطحؓ بن اثاثہ و خباب بن الارت (مولیٰ عتبہ میں غزوان) تھے قبا میں بنو سحلان کے پاس اور عبدالرحمن بن عوف ایک گروہ مہاجرین کا لیے ہوئے بنو حرث بن الخزرج میں سعد بن الربیع کے مکان پر اور زبیرؓ بن العوام و ابوبسرہ بن ابی رہم بن عبدالعزیٰ، منذر بن محمد بن عتبہ بن احیحہ کے مکان میں اور مصعب ابن عمیر بنو عبدالاشہل میں سعد بن معاذ کے پاس اور ابوحذیفہ بن عتبہ اور ان کے دونوں مولی سالم و عتبہ ابن غزوان مازنی بنو عبدالاشہل میں عباد بن بشیر کے پاس آ کر مقیم ہوئے۔

سالم ابوحذیفہ کے آزاد کیے ہوئے نہ تھے بلکہ ان کو قبیلہ اوس کی ایک عورت نے آزاد کیا تھا جو ابوحذیفہ کے ساتھ بیاہی ہوئی تھی عثمان بن عفان بنو نجار میں اوس اور حسان بن ثابت کے مکان پر مقیم ہوئے تھے الغرض رفتہ رفتہ مکہ سے کل صحابیؓ مدینہ چلے آئے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس مکہ میں سوائے حضرت ابوبکر صدیق حضرت علی ابن ابو طالب (رضی اللہ عنہما) کے اور کوئی باقی نہ رہا تھا یہ دونوں بزرگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حکم سے مکہ میں رہ گئے تھے ورنہ یہ بھی کب کے مدینہ ہجرت کر گئے ہوتے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جناب باری عز اسمہ کے حکم کے منتظر تھے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلاف قریش کا منصوبہ:

جب اہل قریش نے ان بزرگوں کے ہجرت کر جانے اور اہل مدینہ کے اسلام لانے

Marfat.com

سے یہ سمجھ لیا اور دیکھ لیا کہ یہ سب لوگ رفتہ رفتہ مدینہ چلے گئے اور حسبِ خواہش ان کے عنقریب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی چلے جائیں گے تب اہل قریش کے مشائخین جو اس وقت شریک مشورہ تھے وہ حسب ذیل تھے:

بنو امیہ سے عتبہ وشیبہ وابوسفیان اور بنو نوفل سے طعیمہ بن عدی وجبیر بن مطعم وحارث بن عامر اور بنو عبدالدار سے نضر بن الحارث اور بنو مخزوم سے ابوجہل اور بنو سہیم سے نبیہ اور منبہ پسران حجاج اور بنو جمح سے امیہ بن خلف۔

اس جلسہ میں علاوہ قریش کے اور قبائل کے لوگ بھی موجود تھے۔ بعض یہ کہتے تھے کہ آنحضرت کو ایک تنگ وتاریک مکان میں قید کردو اور بعضوں کی یہ رائے ہوئی کہ جلاوطن کردو۔ لیکن ابوجہل کی یہ رائے ہوئی کہ نہ تو ان کو قید کرو اور نہ شہر بدر کرو بلکہ ہر قبیلہ سے ایک ایک جوان منتخب کیا جائے اور وہ مل کر دفعتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مار ڈالیں (عیاذ أباللہ) اس صورت میں کسی فرد واحد پر قتل کا جرم نہ عائد ہوگا اور نہ بنو عبد مناف ان سب سے لڑسکیں گے زیادہ برایں نیست کہ خوں بہادے دیا جائے گا۔

کاشانۂ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا محاصرہ:

حاضرین جلسہ نے اس رائے کو پسند کیا اور رات ہی سے اس امر کی انجام دہی پر مستعد ہو گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دروازہ ومکان گھیر لیا اللہ جلّ وشانہ نے بذریعہ وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مطلع فرما دیا۔ چناں چہ جناب موصوف حسبِ حکم باری حضرت علیؓ بن ابی طالب کو اپنے بستر پر سلا کر خود مکان کے باہر آئے اللہ جل شانہ نے دشمن کی آنکھوں پر اس وقت پردے ڈال دیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مشت خاک پر سورہ یٰسین دم کی۔ اوّل آیات: (فھم لا یبصرون) تک پڑھ کر ان کے سروں پر ڈال دی پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکر صدیقؓ کے مسکونہ مکان سے باہر تشریف لائے بنو بکر بن عبد منات سے عبداللہ بن اریقط الدولی کو راہبری کی غرض سے اجرت پر مقرر کر لیا اور ان سے یہ کہہ دیا کہ معروف راستہ چھوڑ کر غیر معروف راہ سے مدینہ لے چلیں۔ اگر چہ عبداللہ بن اریقط کافر اور عاصی بن

Marfat.com

وائل کے حلیف تھے۔لیکن ان دونوں بزرگوں نے ان پر اعتماد کرلیا تھا۔

غارِ ثور:

الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ مکان سے نکل کر رات ہی کو ایک غار میں چھپ کر بیٹھ رہے جو اسفل مکہ جبل ثور میں تھا عبداللہ بن ابی بکرؓ روزانہ غار پر آتے اور اہل مکہ کے مشوروں اور حالات سے آگاہ کر جاتے تھے۔عامرؓ بن فہیرہ (حضرت بن ابوبکر صدیقؓ کے غلام) ان کی بکریوں کو عبداللہ بن ابی بکرؓ کے پیچھے پیچھے نشان پا مٹانے کو چراتے ہوئے لاتے اور شب کو وہیں رہ جاتے تھے اس غرض سے کہ بقدر حاجت دودھ وغیرہ آپ کو دے دیا جائے۔اسماء بنت ابی بکر روزانہ مکہ سے کھانا لا کر کھلا جاتی تھیں باوجود کمال احتیاط کے قریش بھی ڈھونڈتے ہوئے غار تک پہنچ گئے چوں کہ غار کے منہ پر مکڑیوں نے پہلے ہی سے جالا تن رکھا تھا اس وجہ مطمئن ہو کر واپس آئے اور واپس آ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کو گرفتار کر کے لانے والے کے لیے سو اونٹوں کے انعام کا اعلان کر دیا۔

اسماء بنت ابی بکر ذات النطاقین:

جب غار ثور میں تین روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و ابو بکر صدیقؓ کو گزر گئے اور اہل قریش کا زور شور تجسس کم ہو گیا تب عبداللہ بن اریقط (جن کو اجرت پر رہبری کے لیے مقرر کر لیا تھا) ان دونوں بزرگوں کے لیے سواری لے کر آئے جن میں ایک اونٹنی اپنے لیے بھی لائے اور اسماء بنتِ ابی بکرؓ سفرہ (ناشتہ یا زادِ راہ از قسم طعام پکا کر لائیں لیکن عجلت میں رسی لانا بھول گئیں جس سے ناشتہ لٹکا دیا جاتا اسماء بنت ابی بکرؓ نے اپنا ''نطاق'' [15] (کمر بند) پھاڑ کر ناشتہ کو باندھ کر لٹکا دیا اسی روز سے اسماء بنت ابی بکر [16] ذات النطاقین کے نام سے موسوم ہو گئیں۔

مدینہ کا سفر:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ناقہ پر سوار ہوئے اور دوسرے پر حضرت ابو بکر صدیقؓ اور

Marfat.com

ان کے پیچھے عامرؓ بن فہیرہ سوار ہوئے اور عبداللہ بن اریقط ایک تیسرے اونٹ پر سوار ہوا شاہراہ معروف و متعارف کو چھوڑ کر ایک غیر مشہور راستہ اختیار کر لیا۔ حضرت ابو بکرؓ نے وقت روانگی اپنا کُل مال (جو تخمیناً چھ ہزار درہم کا تھا) اپنے ہمراہ لے لیا۔ اول شب سے دوسرے دن ظہر تک برابر سفر کرتے رہے ظہر کے وقت ایک میدان میں تھوڑی دیر کے لیے قیام کیا۔ اسی اثناء میں سراقہ بن مالک بن جشم (جو اہل قریش سے آپ کے گرفتار کرنے کا وعدہ کر چکا تھا) آ پہنچا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کے حق میں بد دعا کی اسی وقت اس کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے۔ سراقہ مجبور ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے امان کا خواستگار ہوا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کو امان دی اور اس کے کہنے سے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حسبِ اجازت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کو امان نامہ لکھ کر دے دیا۔ سراقہ تو اس مقام سے واپس ہوا پھر جو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تعاقب میں اس کو ملتے جاتے تھے ان کو وہ واپس کرتا جاتا تھا اور عبداللہ بن اریقط آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کو ہمراہ لیے ہوئے اسفل مکہ سے نکل کر ساحل کی طرف بڑھا اسفل عسفان سے ہوتا ہوا امج میں پہنچا۔ پھر وہاں سے اس کے اسفل کو طے کرتا ہوا قدید میں آیا پھر قدید سے نکل کر عرج ہوتے ہوئے عوالی مدینہ سے قبا میں داخل ہوا۔

اہلِ مدینہ کا استقبال:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مورخہ بارہ ربیع الاول بروز پیر[1] غروب آفتاب کے قریب مدینہ میں رونق افروز ہوئے تھے۔ اہل مدینہ تشریف آوری کی خبر سن کر بغرضِ استقبال آئے ہوئے تھے لیکن آفتاب کے غروب ہو جانے کی وجہ سے اپنے اپنے گھروں کو واپس ہو رہے تھے۔ اسی اثناء میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ساتھ ایک کھجور کے باغ کی طرف سے تشریف لاتے ہوئے دیکھ اسی طرف دوڑ پڑے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ پہنچ کر قبا میں سعدؓ بن خثیمہ کے مکان پر یا بروایت بعض کلثومؓ بن الہدم کے یہاں رونق افروز ہوئے اور حضرت ابو بکر صدیقؓ سخ بنو الحرث بن الخزرج میں حبیب بن اسافؓ بعض کے

Marfat.com

خیال میں خارجہ بن زیدؓ کے مکان پر مقیم ہوئے۔

حضرت علیؓ کی ہجرت:

حضرت علی (کرم اللہ وجہ) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روانگی کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حسبِ ہدایت لوگوں کی امانتیں ان اصحاب کو پہنچا کر خود مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔ پوری رات اور آدھا دن قریب دوپہر تک سفر کرتے تھے۔ دوپہر کو کسی محفوظ مقام میں روپوش ہو جاتے تھے۔ رفتہ رفتہ چند دن بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس قبا پہنچ گئے۔

مسجدِ قبا کی تاسیس:

پیر سے جمعرات تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبا میں مقیم رہے اس اثناء میں اہل قبا کی مسجد تیار کرائی لیکن جمعہ کی نماز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنو سالم بن عوف میں ادا فرمائی۔ یہ مدینہ کا پہلا جمعہ تھا جس کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بطن وادی میں ادا فرمایا۔ بنو سالم بن عوف نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ٹھہرانا چاہا لوگوں میں اس بات کی بحث ہونے لگی تب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''میرے ناقہ کو نہ روکو جہاں وہ بیٹھ جائے وہیں پر ٹھہر جاؤں گا کیوں کہ وہ منجانب اللہ مامور ہے''۔

ناقہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

چناں چہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناقہ پر سوار ہو کر چلے اور انصار (رضی اللہ عنہم) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے، پیچھے، دائیں بائیں چلے ہر شخص کے دل میں یہی آ رہا تھا کہ کاش ناقہ ہمارے قبیلہ میں ہمارے ہی مکان پر بیٹھ جائے۔ ہر متنفس اُمید کی آنکھوں سے ناقہ کو دیکھ رہا تھا اور ناقہ آہستہ آہستہ چلا جا رہا تھا تا آنکہ ناقہ بنو بیاضہ کے محلہ میں پہنچا اور ان لوگوں نے ناقہ کی مہار پکڑنا چاہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (دعوھا فانھا مامورۃ) اس کو چھوڑ دو بے شک یہ منجاب اللہ مامور ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بنو ساعدہ کے محلہ میں گزر ہوا ان لوگوں نے بھی ناقہ کی مہار پکڑنے کا قصد کیا اور ان میں سعد بن عبادہؓ منذر بن عمروؓ بھی تھے۔ آپ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان لوگوں سے بھی یہی فرمایا اور یہ لوگ بھی خاموشی اور اُمید کی نظروں سے ناقہ کو دیکھنے لگے۔ اس کے بعد بنو حارثہ الخزرج کی طرف گزر ہوا یہاں سعد بن الربیعؓ وخارجہ بن زیدؓ وعبداللہ بن رواحہ نے نیاز حاصل کیا پھر ناقہ بنو حارثہ بن الخزرج سے نکل کر بنو عدی بن النجار (عبدالمطلب کے ننہیال) میں پہنچا ان لوگوں سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے وہی کلمات ارشاد فرمائے یہ لوگ بھی خاموش ہو رہے یہاں تک کہ ناقہ بنو مالک بن النجار کے محلہ میں بیٹھ گیا جہاں اس وقت مسجد نبوی کا دروازہ ہے اس کے مالک وہ دونوں لڑکے سہل وسہیل تھے۔ جو معاذ بن عضراز کے رشتہ داروں میں سے تھے یہ کوئی آباد مقام نہیں بلکہ کچھ کھنڈر سا تھا البتہ کھجور کے درخت یا مشرکین کی قبریں اور مربد (چار چوپایوں کے قید کرنے کا مکان) تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ناقہ پر سے اُترے تھوڑی دیر کے بعد ناقہ اُٹھا اور تھوڑی دور چل کر لوٹا اور اسی مقام پر آ کر پھر بیٹھ گیا جہاں پہلے بیٹھا تھا۔

مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعمیر:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ناقہ سے اُترے، حضرت ابو ایوبؓ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اسباب اپنے گھر اُٹھا لے گئے۔ چناں چہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی انھیں کے مکان پر مقیم ہوئے اس زمین کو مالکان مربد و زمین نے آپ کو ہبہ کرنا چاہا۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قبول نہ فرمایا اور اس کو بہ قیمت خرید فرمالیا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مشرکوں کو قبریں اور کھجور کے درختوں اور کھنڈروں کے صاف کرنے کا حکم دیا اور بہ نفس نفیس مسجد بنانے میں مصروف ہوئے۔ انصار و مہاجرین (رضی اللہ عنہم) بھی بنانے میں شریک ہو گئے مسجد کی دیواریں پتھروں کے ٹکڑوں اور کھگل سے بنائی گئیں اور چھت کھجور کی لکڑی اور پتوں سے پاٹی گئی۔

میثاق مدینہ:

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہود سے معاہدہ کیا اور ایک عہد نامہ لکھ کر دے دیا جس میں انصار و مہاجرین اور یہود کے حقوق کے شرائط تحریر کیے گئے تھے۔

Marfat.com

(مترجم) اس مقام پر مضامین کی دلچسپی کے پیش نظر ہم اس عہدنامہ کو جس کو آپ ﷺ نے انصار اور مہاجرین نیز یہود کی موجودگی میں مرتب فرمایا تھا۔ سیرۃ ابن ہشام سے نقل کرتے ہیں۔ وھو ھذا

یعنی "بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ محمد رسول اللہ ﷺ کا قریشی و یثربی مسلمانوں کے لیے اور ان کے ماتحتوں کے لیے اور ان کے ساتھ مل کر جہاد کرنے والوں کے لیے ایک فرمان ہے کہ مسلمان دوسرے لوگوں کو چھوڑ کر سب ایک قوم ہیں۔ قرشی مہاجر اپنی خوشحالی پر رہیں گے آپس میں ایک دوسرے کی دیت دیں گے اور دستور کے مطابق اپنے قیدیوں کا فدیہ دیں گے اور مسلمانوں میں عدل سے کام لیا جائے گا۔ اسی طرح بنوعوف اپنی خوشحالی پر رہیں گے آپس میں ایک دوسرے کی دیت دیں گے ان میں عہد جاہلیت والی دیتیں قائم رہیں گی اور ہر جماعت دستور کے مطابق اپنے اپنے قیدیوں کا فدیہ دے گی اور مسلمانوں میں انصاف ہوگا۔ بنوساعدہ بھی اپنی خوشحالی پر رہیں گے اور ان میں عہد جاہلیت کی دیتیں برقرار رہیں گی اور ان کی ہر جماعت دستور کے مطابق اپنے قیدیوں کا فدیہ دے گی اور مسلمانوں میں انصاف ہوگا بنوحشم بھی اپنی خوش حالی پر رہیں گے اور ان میں عہد جاہلیت کی دیتیں برقرار رہیں گی اور ان کی ہر جماعت دستور کے مطابق اپنے قیدیوں کا فدیہ دے گی اور مسلمانوں میں انصاف ہوگا۔ بنوالنجار بھی اپنی خوشحالی پر رہیں گے اور ان میں عہد جاہلیت کی دیتیں برقرار رہیں گی اور ان میں ہر جماعت دستور کے مطابق اپنے قیدیوں کا فدیہ دے گی اور مسلمانوں میں انصاف ہوگا۔ بنوعمر بن عوف بھی اپنی خوشحالی پر رہیں گے اور ان میں عہدِ جاہلیت کی دیتیں برقرار رہیں گی اور ان کی ہر جماعت دستور کے مطابق اپنے قیدیوں کا فدیہ دے گی اور مسلمانوں میں انصاف ہوگا۔ بنونبیت بھی اپنی خوشحالی پر رہیں گی اور ان میں عہدِ جاہلیت کی دیتیں برقرار رہیں گی اور ان میں ہر جماعت دستور کے مطابق اپنے قیدیوں کا فدیہ دے گی اور مسلمانوں میں انصاف ہوگا اور بنوالاوس بھی اپنی خوشحالی پر رہیں گے۔ اور ان میں عہد جاہلیت کی دیتیں برقرار رہیں گی اور ان کی ہر جماعت دستور کے مطابق اپنے

Marfat.com

قیدیوں کا فدیہ دے گی اور مسلمانوں میں انصاف ہوگا۔ اور مومن ان میں ایسی کشادگی نہ چھوڑیں گے جسے وہ براہ نیکی دیت میں دیں اور مومن کا آزاد کردہ مومن غلام اپنے آقا کے سوا دوسرے کا حلیف نہ ہوگا اور پرہیزگار مومنوں کو باغیوں پر اور طاقتوروں پر ترجیح دی جائے گی اور ان پر بھی جو ظلم و فساد یا گناہ یا دشمن کی طرف مائل ہوں تو ان میں سے ہر ایک پر ہر طرح سے انھیں قدرت و اختیار حاصل ہوگا۔ اگرچہ وہ ان میں سے کسی کا لڑکا ہی کیوں نہ ہو اور کوئی مسلمان کسی مسلمان کو کافر کے بدلہ میں قتل نہیں کرے گا اور نہ مسلمان کے مقابلہ میں کسی کافر کی مدد کی جائے گی یاد رکھو اللہ کی ذمہ داری ایک ہے۔ ادنیٰ مسلمان کی بھی کافر کے مقابلے میں مدد کی جائے گی مسلمان دوسرے لوگوں کے علاوہ باہم دوست ہیں جو یہود مسلمانوں کے ماتحت ہوں گے ان کی مدد کی جائے گی اور غیر مظلوم ہونے کی حالت میں انھیں تنبیہ کی جائے گی اور ان کے خلاف دوسروں کی مدد نہیں کی جائے گی اگر کسی نے کسی کو پناہ دے دی تو جہاد میں برابری کے ساتھ مسلمان مسلمان ہی کی اطاعت کرے گا اور لڑنے والے مجاہدین ایک دوسرے کے جانشین ہوں گے اور ایک دوسرے کی مدد کریں گے کیوں کہ ان کا خون اللہ کی راہ میں گرا ہے اور متقی مومن بہترین اور انتہائی سیدھی راہ پر ہیں۔ کوئی مشرک قریشی کے مال کو پناہ نہیں دے سکتا۔ اور نہ اس کی جان کو اور نہ کسی مسلمان کے خلاف اس کی مدد کی جائے گی اگر کسی نے کسی مسلمان کو دلیل کی رو سے ناحق قتل کر دیا تو اگر مقتول کے ولی راضی ہو جائیں تو اس سے فدیہ قبول کر لیا جائے گا اور تمام مسلمان اس سے بیزار ہوں گے اور سب کو اس کی مخالفت حلال ہے اور جو مسلمان اللہ پر، قرآن پر اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے اسے کسی بدعتی کی مدد کرنی جائز نہیں اور اگر کسی نے اس کی مدد یا اعانت کی تو اس پر قیامت کے دن اللہ کا غصہ ہوگا اور اس کی توبہ بھی ناقابل قبول ہے اور فدیہ بھی، اختلافات کی صورت میں قرآن و حدیث کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ یہودی مومنوں کے ساتھ خرچ کریں گے جب تک وہ حربی ہیں بنو عوف کے یہودی مسلمانوں کے ساتھ ایک جماعت میں یہودی اپنے دین پر ہیں اور مسلمان اپنے دین پر۔ مسلمان ان کے غلاموں کے

Marfat.com

اور جانوروں کے محافظ ہیں لیکن جو ظلم یا گناہ کرے تو بجز اس کی ذات کے یا خاندان کے کوئی دوسرا نہیں پکڑا جائے گا۔ تجاری یہودیوں کے وہی حقوق ہیں جو بنوعوف کے یہودیوں کے ہیں اسی طرح بنوالحارث کے یہودیوں کے، بنوساعدہ کے یہودیوں کے، بنوجشم کے یہودیوں، بنواوس کے یہودیوں کے اور بنوثعلبہ کے یہودیوں کے وہی حقوق ہیں جو بنوعوف کے یہودیوں کے ہیں مگر ظالم وخطا کار کو بجز اس کے نفس واہلِ بیت کے کسی اور کو ہلاک نہیں کیا جائے گا۔ جفنہ ثعلبہ کا ان کی ذاتوں کی طرح ایک خاندان ہے اور بنوشطنہ کے حقوق بھی بنوعوف کے یہودیوں کے حقوق کی مانند ہیں۔ یادرکھو نیکی گناہ کی ضد ہے اور ثعلبہ کے آزاد کردہ غلام ان کی ذاتوں کی طرح ہیں اور یہودیوں کے احباب انھیں کی طرح ہیں ان میں سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر کوئی نہ نکل سکے گا اور اپنے غالب مخالف سے کوئی شخص نہیں روکا جائے گا اور جس نے کسی کو قتل کیا اس نے اپنے آپ کو اور اپنے خاندان کو قتل کیا ہاں اگر مظلوم ہو تو اور بات ہے اور اللہ کی اس پر حجت ہے یہودیوں پر اپنا خرچہ ہے اور مسلمانوں پر اپنا اور آپس میں اس کے خلاف باہمی مدد کرنے کا عہد ہے جو اس عہد والے سے لڑنا چاہے اور ان میں باہمی خیر خواہی اور پند موعظت ہے اور نیکی گناہ کے خلاف ہے کوئی شخص اپنے حلیف پر زیادتی نہ کرے مظلوم کی مدد کی جائے گی جب تک مسلمان لڑتے رہیں گے ان کا خرچہ یہودیوں کے ذمہ ہوگا، اس عہد والوں کے لیے یثرب کا اندرونی حصہ حرام ہے۔ پڑوسی کو اپنی ذات کی طرح نہ نقصان پہنچایا جائے اور نہ اس کے گھر والوں کی اجازت کے بغیر اس کی حرمت میں خلل ڈالا جائے اگر اس عہد والوں سے کوئی ایسا نیا کام سرزد ہو جس سے فساد کا ڈر ہو تو کتاب وسنت کی طرف رجوع کیا جائے اس عہد نامہ کی تقویٰ اور نیکی والی باتوں پر اللہ گواہ ہے۔ اہل قریش کی اور ان کے مددگاروں کی مدد نہیں کی جائے گی اور ان پر باہمی امداد کا عہد ہے جب کوئی یثرب پر غالب آنا چاہے اور اگر مسلمان کسی مصالحت وفیصلہ کے لیے بلائے جائیں تاکہ لوگوں میں صلح کرادیں اور انھیں ملادیں تو وہ ان میں صلح کرا کر ملاپ کرادیں اور اگر یہودی صلح کرانے کے لیے بلائے جائیں تو ان پر بھی

Marfat.com

وہی ہے جو مسلمانوں پر ہے۔ یعنی ملاپ کرادیں، لیکن جو دین کے بارے میں جنگ کرے (اس میں صلح وملاپ نہیں) ہر شخص کے لیے وہی حصہ ہے جو اس کی طرف سے ہے، اوس، یہودیوں، ان کے غلاموں اور ان کی جانوں کے عدل وانصاف سے وہی حقوق ہیں جو اس عہد نامہ والوں کے لیے ہیں۔ اس عہد نامہ کی سچی اور نیک باتوں پر اللہ گواہ ہے۔ اس عہد نامہ کے حکم میں ظالم وخطا کار داخل نہیں۔ مدینہ سے جو نکل گیا اسے امن ہے اور جو مدینہ میں بیٹھ گیا اسے بھی امن ہے مگر یہ کہ ظالم وخطا کار ہو۔ اللہ نیک اور متقی کا دوست ہے اور محمد اللہ کے رسول ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ کی رحمتیں اور سلامتیاں ہوں۔

حضرت اسعد کی وفات:

اسعدؓ بن زرارہ بنو النجار کے نقیب تھے جب ان معاملات کے دوران ان کا انتقال ہو گیا تو النجار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے اور بجائے اسعد رضی اللہ عنہ کے کسی دوسرے نقیب کے مقرر کیے جانے کی درخواست کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان میں سے کسی کو نقیب بنانے کے لیے منتخب نہ فرمایا اور یہ ارشاد کیا ((انا نقیبکم)) ''میں تمھارا نقیب ہوں'' یہ امر بنو النجار کے مناقب میں ہے اور اکثر یہ لوگ اس پر فخر کیا کرتے تھے۔

حضرت عائشہؓ کی مدینہ میں آمد:

عبداللہ بن اریقط (جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہمراہ بغرض راہبری گئے تھے) مدینہ سے واپس ہو کر مکہ واپس آ کر ان دونوں بزرگوں کے بخیریت مدینہ پہنچ جانے کی عبداللہؓ بن ابی بکر کو اطلاع دی اس خبر کے بعد عبداللہ بن ابی بکر مع اپنی بہن عائشہؓ اور ان کی ماں ام رومانؓ اور طلحہؓ بن عبداللہ کے مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ پہنچے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام المومنین حضرت عائشہ[18] رضی اللہ عنہا کے ساتھ عقد کیا اور جنابہ موصوفہ سے سخ میں ابوبکرؓ کے مکان پر خلوت[19] فرمائی اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے ابو رافعؓ مکہ تشریف لے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بی بی (ام المومنین) سودہ بنت زمعہؓ اور

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لڑکیوں کو مدینہ لے آئے انھیں دنوں روسا اہل قریش ابواحیہ اور ولید بن المغیرہ اور عاصی بن وایل کا انتقال ہو گیا ان کے مرنے کی اطلاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہوئی۔

مواخات (بھائی بندی):

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیہ الہام الٰہی مہاجرین وانصار میں (مواخات) بھائی بندی کرائی اس طرح کہ حضرت جعفر بن ابی طالب (حبشہ میں تھے) وحضرت معاذ بن جبل میں اور حضرت ابوبکر صدیق وخارجہ بن زید میں اور عمر ابن الخطاب وعتبان بن مالک (بنو سالم) میں اور ابوعبیدہ بن الجراح وحضرت سعد بن معاذ میں اور عبدالرحمن بن عوف وسعد بن الربیع میں اور زبیر بن العوام وسلمہ بن سلامہ بن وقش میں اور طلحہ بن عبیداللہ وکعب بن مالک میں عثمان بن عفان واوس بن ثابت (برادر حسان) میں اور سعید بن زید وابی بن کعب میں اور مصعب بن عمیر وابوایوب میں اور ابوحذیفہ بن عتبہ وعباد بن بشیر وقش عبدالشہلی میں اور عمار بن یاسر و حذیفہ بن الیمان عنسی حلیف

عبدالاشہل میں (بعض کہتے ہیں کہ ثابت بن قیس ابن اشماس میں) اور ابوذر غفاری و منذر بن عمرو ساعدی میں اور حاطب بن ابی بلتعہ (حلیف بنو اسد بن عبدالعزیٰ) دعویم بن ساعدہ (بنو عمرو بن عوف) میں اور سلمان فارسی ابوالدرداء عمیر بن بلعتہ (بنو الحرث بن الخزرج) میں اور بلال ابن عمامہ (مؤذن رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) وابورویحہ خثعمی (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) میں رشتہ داریاں قائم کرائیں اور جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ایک دوسرے کے قرابت دار بنائے گئے۔

زکوٰۃ واذان:

جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدینہ میں جمعیت واطمینان حاصل ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مہاجرین وانصار (رضی اللہ عنہم) جمع ہوئے اور اسلام کو ایک گونہ استحکام حاصل ہو گیا، تو اس وقت زکوٰۃ فرض کی گئی اور مقیم کی نماز[2] میں دو رکعتیں بڑھائی گئیں جس

Marfat.com

سے چار رکعتیں پوری ہوئیں اس سے پیشتر دو ہی رکعتیں نماز مسافر و مقیم کے لیے تھیں۔

عبداللہ بن سلام کا قبول اسلام:

عبداللہ [21] بن سلام اسلام لائے تو یہودیوں نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا اور اوس وخزرج کے چند لوگوں کو بہکا کر منافق بنا لیا۔ جن کا یہ کام تھا کہ وہ مسلمانوں سے لڑتے تھے اور کفر و کفریات پر اصرار کیے ہوئے تھے ان منافقین کے سردار ابنو الخزرج سے عبداللہ بن ابی ابن سلول وجد بن قیس اور قبیلہ اوس سے حرث بن سہیل بن الصامت وعباد بن حنیف ومربع ابن قینطی اور اس کے بھائی اوس (از اہل مسجد ضرار) تھے اور یہودیوں میں سے جو بظاہر اسلام لے آئے تھے لیکن خفیہ طور پر کفر و کفریات میں ڈوبے ہوئے تھے۔ سعد بن حنیس وزید بن اللصیت ورافع بن خزیمہ اور رفاعہ بن زید بن التابوت وکنانہ بن خیورا وغیرہ تھے۔

غزوہ ابواء ۲ھ:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ تشریف آوری کے بعد صفر [22] کے مہینہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحکم الٰہی جہاد پر کمربستہ ہو گئے تو دو سو اصحاب کو اپنے ہمراہ لے کر اور قریش وبنوضمرہ پر حملہ کرنے کو نکلے۔ مدینہ میں سعدؓ بن عبادہ کو اپنا نائب مقرر فرما گئے۔ جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ودان وابواء میں پہنچے۔ اہل قریش تو نہ ملے البتہ مخشی بن عمرو سردار بنوضمرہ بن عبد مناف بن کنانہ مڈبھیڑ ہو گئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے اس کی قوم کی طرف سے عہد کرنے کے لیے فرمایا اس نے بموجب ارشاد والا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عہد واقرار کیا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ واپس تشریف لائے۔ لڑائی نہیں ہوئی۔ یہ پہلا غزوہ تھا۔ جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہ نفس نفیس شریک ہوئے تھے۔ یہ لڑائی غزوہ ودان وابواء کے نام سے موسوم ہے ودان وابواء مقام کا نام ہے جہاں تک آپ اس مرتبہ پہنچے تھے۔ یہ دونوں مقامات ایک دوسرے سے ملے ہوئے چھ میل کے فاصلے پر واقع ہیں اس غزوہ میں اسلامی جھنڈا حمزہ ابن عبد المطلبؓ کے ہاتھ میں تھا۔

Marfat.com

غزوۂ بواط:

ایک بار پھر آپ ﷺ کو الہام الٰہی ہوا کہ تقریباً ڈھائی ہزار اہل قریش کا قافلہ جس میں امیہ بن خلف اور سو

آدمی اہل قریش کے ہیں مکہ کی طرف جا رہا ہے۔ لہٰذا آنحضرت ﷺ بحکم باری تعالیٰ اس قافلے کو روکنے اور اس سے مقابلہ کرنے کے لیے ماہ ربیع الثانی میں مدینہ سے نکلے اس مرتبہ مدینہ میں سائب بن عثمانؓ بن مظعون کو قائم مقام حکمران بنایا۔ اگرچہ طبری نے لکھا ہے کہ سعد بن معاذ کو آپ ﷺ نے اس غزوہ میں مدینہ کو قائم مقام حاکم مقرر فرمایا تھا۔ بہرکیف آپ ﷺ مقام بواط تک پہنچ گئے آپ ﷺ کے پہنچنے سے پہلے اہل قریش کا قافلہ نکل گیا تھا اس وجہ سے آپ ﷺ جنگ کے بغیر مدینہ واپس آ گئے۔

غزوہ عشیرہ:

ماہ جمادی الاوّل میں پھر آپ ﷺ اہل قریش سے جہاد کرنے کے لیے روانہ ہوئے۔ مدینہ میں ابوسلمہ بن عبدالاسد کو اپنا قائم مقام مقرر کیا۔ مدینہ سے آپ ﷺ نکل کر عام راستہ کو ایک طرف چھوڑ کر روانہ ہوئے یہاں تک کہ اس راستہ کو بطن ینبع [۲۳] سے گزر کر ضحیرات یمام میں عشیرہ پر پایا اور وہاں پر بقیہ جمادی الاوّل اور چند راتیں جمادی الثانی تک مقیم رہے اس مرتبہ آپ نے بنو مدلج سے عہد و پیمان لیا اور بلا جنگ کیے ہوئے مدینہ کی طرف مراجعت فرمائی۔

مدینہ پر شب خون:

غزوہ عشیرہ کے بعد مدینہ میں آنحضرت ﷺ نے تقریباً دس راتیں قیام فرمایا ہوگا کہ کرز بن جابر فہری نے مضافات مدینہ پر شب خون مارا اس خبر کے سنتے ہی آپ مدینہ سے اس کے تعاقب میں نکلے۔ یہاں تک کہ اطراف بدر (یعنی مقام سفوان) پہنچے چوں کہ اس مقام پر آپ ﷺ کے پہنچنے سے پہلے کرز بن جابر یہاں سے کوچ کر گیا تھا اس وجہ سے

Marfat.com

مدینہ کی طرف مراجعت فرمائی۔

(مترجم) اس مرتبہ بروایت ابن ہشام مدینہ میں زید بن حارثہ کو قائم مقام فرمایا تھا واپسی کے بعد بقیہ ماہ جمادی الآخر و رجب و شعبان تک آپؐ مدینہ ہی میں مقیم رہے۔ (انتہیٰ کلام المترجم)

دفاعی تدابیر:

ان متذکرہ غزوات میں آپ بہ نفس نفیس شریک رہے اس دوران آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جو دفاعی تدابیر اختیار فرمائیں اب ہم ان کو ذکر کرتے ہیں۔

۱) حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی سیف البحر کو روانگی:

غزوہ ابواء کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین (رضی اللہ عنہم) کے تیس سواروں کی جمعیت کے ساتھ حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کو سیف البحر کی طرف روانہ فرمایا۔ تین سو سواران مکہ کے ساتھ ابوجہل عمرا بن ہشام سے سامنا ہوا۔ لڑائی نہیں چھڑنے پائی تھی کہ مجدی بن عمرو الجہنی درمیان میں آ گئے۔[۲۴]

(۲) معرکہ شینۃ المرار:

پھر عبیدہ بن الحرث بن المطلبؓ کو ساٹھ یا اسی سواران مہاجرین رضی اللہ عنہم کے ساتھ روانہ فرمایا یہاں تک کہ مہاجرین مجاہدوں کا یہ گروہ شینۃ المرار میں پہنچا قریش کی ایک بہت بڑی جماعت سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ عکرمہ بن ابی جہل اس کا افسر تھا اور بعض مؤرخ لکھتے ہیں کہ کرز بن حفص ابن الاخیف تھا اس دفعہ بھی کچھ ایسا اتفاق ہوا کہ لڑائی[۲۵] کی نوبت نہ آئی لیکن اتنی بات ضرور ہوئی کہ مقداد[۲۶] بن عمروؓ اور عتبہ بن غزوانؓ کفار کے گروہ سے نکل کر مسلمانوں کی جماعت میں آملے جو کہ اسی غرض کے لیے مکہ سے کفار کے ساتھ چلے تھے۔ چوں کہ حمزہؓ بن ابی عبدالمطلب اور عبیدہ بن الحرث کی روانگی نہایت قریب قریب واقع ہوئی

Marfat.com

تھی اس وجہ سے علماء نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے۔ بعض حمزہ ابن عبد المطلبؓ کی روانگی کو مقدم بتلاتے ہیں اور بعض اس کے برعکس لیکن اصلیت یہ ہے کہ یہ پہلا لشکر تھا جس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلام کے لیے قائم فرمایا تھا۔ طبری میں لکھا ہے کہ حضرت حمزہؓ کی روانگی غزہ وودان سے قبل یعنی ہجرت سے ساتھ مہینے بعد ماہ شوال میں ہوئی تھی۔ واللہ اعلم!

کرز بن جابر کا تعاقب:

حضرت سعد[27] ابن ابی وقاصؓ کو آٹھ مہاجرین کے ہمراہ کرز بن جابر کے تعاقب میں روانہ فرمایا جس وقت اس سے اطراف مدینہ پر شب خون مارا تھا۔ حضرت سعد بن وقاصؓ نے فرار تک اس کا تعاقب فرمایا تھا لیکن اس کے نہ ملنے پر واپس آ گئے۔

حضرت عبد اللہؓ بن جحش اور فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

شب خون مارنے والے گروہ کے تعاقب سے واپسی کے بعد ماہ رجب میں عبد اللہ بن جحشؓ بن ریاب اسدیؓ کی بسر گروہی میں آٹھ مہاجرین ابو حذیفہ بن عتبہ، عکاشہ بن محصن بن اسدی بن خزیمہ، عتبہ بن غزوان بن منصور، سعد بن ابی وقاص، عامر بن ربیعہ عنزی وحلیف بنوعدی واقد بن عبد اللہ بن زید منات بن تمیم، خالد بن البکیر از سعد بن لیث، سہیل بن بیضا فہری (رضی اللہ عنہم اجمعین) کو روانہ فرمایا اور ایک خط لکھ کر عنایت فرمایا اور یہ ہدایت فرمائی کہ جب تک دو دن کا راستہ طے نہ کر لو۔ اس تحریر کو ہرگز نہ دیکھنا، دو دن کے راستہ طے کرنے کے بعد اس تحریر کو دیکھ کر جو کچھ اس میں لکھا ہو اس پر عمل کرنا اور کسی اپنے ہمراہی کو بجبر واکراہ اپنے ہمراہ نہ لے جانا۔ پس جب حضرت عبد اللہ بن جحشؓ دو دن کا راسطہ طے کر چکے۔ حسب ارشاد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس تحریر کو دیکھا تو اس میں حسب ذیل مضمون طے پایا:

"تم کو چاہیے کہ تم برابر چلے جاؤ۔ یہاں تک کہ مکہ طائف کے مابین نخلہ میں پہنچ کر

Marfat.com

مقیم ہو اور قریش کے منتظر رہو اور ہم کو ان کے حالات سے مطلع کرتے رہو"۔

حضرت عبداللہ بن جحش کا نخلہ میں قیام:

عبداللہ بن جحش نے اس مضمون کو غور سے پڑھ کر بسر وچشم قبول کیا اور اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا "اے بھائیو مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ دو روز کا راستہ طے کر کے اس تحریر کو دیکھنا اور کسی اپنے ہمراہی کو بجبر واکراہ اپنے ہمراہ نہ لے جانا۔ چناں چہ اب میں نے دو دن کا راستہ طے کر کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تحریر کو پڑھا۔ اب اس تحریر کے بموجب میں برابر سفر کرتا چلا جاؤں گا یہاں تک کہ مابین مکہ وطائف نخلہ میں پہنچ جاؤں۔ پس جس شخص کو شہادت عزیز ہو وہ میرے ساتھ آئے میں کسی بجبر واکراہ اپنے ہمراہ نہیں لے جانا چاہتا۔ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے ہمراہیوں میں سے کسی نے جانے سے انکار نہیں کیا بلکہ بہ طیب خاطر ان کے ہمراہ چلے جا رہے تھے۔ اتفاق سے اثناءِ راہ میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ وعتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ کا اونٹ راستہ بھول کر کسی اور طرف چلا گیا جس کی تلاش میں یہ دونوں بزرگ اپنے ہمراہیوں سے علیحدہ ہو گئے اور بقیہ اصحاب نخلہ میں جا کر ٹھہر گئے۔

سریۂ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ:

قریش کا ایک چھوٹا سا قافلہ اس طرف سے گزرا جس میں تجارتی سامان تھا اور اس میں عمرو بن الحضرمی وعثمان بن عبداللہ بن المغیرہ اور اس کا بھائی نوفل اور حکم بن کیسان تھا یہ واقعہ رجب کے آخری دن کا ہے۔ مسلمانوں نے آپس میں مشورہ کرنا شروع کیا۔ بعض کہنے لگے کہ شہر الحرام میں جنگ ممنوع ہے بعضوں نے کہا کہ یہ موقع مناسب ہے حملہ کر دو۔ بحث و تکرار کے بعد اسی آخر الذکر رائے پر سب نے اتفاق کیا۔ واقد بن عبداللہ نے عمرو بن الحضرمی کے ایک تیر مارا جس سے وہ مر گیا اس کے مرتے ہی قافلے والے پریشان ومضطرب ہو گئے۔ مسلمانوں نے پہنچ کر عثمان بن عبداللہ وحکم بن کیسان کو گرفتار کر لیا اور اس کے مال و اسباب پر قبضہ کر لیا۔ نوفل اور چند لوگ بھاگ گئے اس کے بعد حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ اور

Marfat.com

ان کے ہمراہیوں نے پانچواں حصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے علیحدہ کر کے بقیہ جو کچھ تھا آپس میں تقسیم کر لیا۔

مالِ غنیمت کی تقسیم:

اس واقعہ سے واپسی کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع ہوئی کہ شہر الحرام میں قتال کیا گیا۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آزردہ خاطر ہوئے قیدیوں اور خمس (پانچواں حصہ) کو وحی آنے تک روک رکھا۔ اس واقعہ سے حضرت عبداللہ بن جحشؓ اور ان کے ہمراہیوں کے ہاتھوں کے طوطے اُڑ گئے اس وقت ان لوگوں کی تسکین خاطر کے اللہ جل شانہ نے یہ آیت نازل فرمائی: (یسئلونک عن الشهر الحرام اقتال فيه حتى يردو كم عن دينكم ان استطاعو) ''یعنی جو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حرمت والے مہینوں میں جنگ کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما دیجیے کہ ان میں لڑنا بڑا گناہ ہے۔''

اللہ کو نہ ماننا اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے اور مسجد حرام سے روکنا اور اس کے باشندوں کو جلاوطن کرنا اور شرک، قتل سے بھی بڑا گناہ ہے مشرک تم سے لڑتے رہیں گے جب تک تمھیں تمھارے دین سے نہ لوٹا دیں بشرطیکہ ان کے بس میں ہو''۔[۲۸]

عبداللہ بن جحشؓ اور ان کے ہمراہی اس آیت کو سن کر خوش ہو گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خمس لے لیا اور باقی مال غنیمت کو تقسیم کر دیا اور دونوں قیدیوں کو زرِ فدیہ لے کر چھوڑ دیا۔ عثمان بن عبداللہ تو رہا ہوتے ہی مکہ چلا گیا اور حکم بن کیسان مسلمان ہو گئے (رضی اللہ عنہ) اور حضرت سعدؓ و عتبہؓ بخیریت مدینہ واپس آ گئے۔ یہ پہلا مال غنیمت تھا جو مسلمانوں کے ہاتھ آیا اور یہ پہلا خمس بھی تھا جو مال غنیمت سے اسلام میں نکالا گیا اور عمر بن حضری پہلا مقتول ہے جو مسلمانوں کے ہاتھ سے مارا گیا اسی سے جنگ بدر کبریٰ کی بنیاد پڑی۔ (واللہ اعلم)

قبلہ کی تبدیلی:

ہجرت مدینہ کے سترہویں مہینہ کے شروع بیت المقدس کے بجائے کعبہ کی طرف قبلہ

Marfat.com

تبدیل ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر پر چڑھ کر اس بارے میں خطبہ پڑھا اور دو رکعت نماز کعبہ کی طرف رخ کر کے ادا فرمائی یہ روایت ابنِ حزم کی ہے لیکن بعض تحویل قبلہ ہجرت سے اٹھارہ مہینہ شروع میں بتلاتے ہیں۔ اس کے سوا اور کسی نے کچھ روایت نہیں کی۔

صوم رمضان: (مترجم)

قبلہ کی تبدیل شعبان کے نصف مہینہ میں ہوئی اس سے پیشتر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تھے۔ بعض کہتے ہیں

ہیں کہ آیہ تحویل قبلہ (یعنی قبلہ کی تبدیلی) نماز کی حالت میں نازل ہوئی تھی جب کہ آپ دو رکعت پڑھ چکے، تیسری رکعت میں یہ آیت نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبہ کی طرف پھر گئے۔ صحابہؓ بھی آپ کے ساتھ پھر گئے۔ واللہ اعلم

وہ آیت جس سے تحویل قبلہ ہوا تھا، یہ ہے:

(قد نری تقلب وجھک فی السماء فلنو لینک قبلۃ ترضھا فول وجھک شطر المسجد الحرام وحیث ما کنتم فولوا وجوھکم شطرہ)

یعنی ''ہم آسمان کی طرف آپ کے چہرے کا بار بار پھرنا دیکھ رہے ہیں اس لیے آپ کو آپ کے پسندیدہ قبلہ کی طرف پھیر دیں گے۔ آپ مسجد حرام کی طرف منہ پھیر لیں مسلمانو! تم جہاں بھی ہو اسی کی طرف اپنے منہ پھیر لو۔''

جب شعبان کا مہینہ گزرنے لگا تو صوم (روزہ) فرض کیا گیا اور آیت نازل ہوئی:

((شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ھدی للناس وبینات من الھدی والفرقان فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ)

''یعنی رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن اُتارا گیا جو لوگوں کے لیے راہنما ہے اور جس میں ہدایت کے مضبوط دلائل ہیں اور صحیح و غلط میں فرق کرنے والا ہے۔ لہٰذا جو یہ مہینہ پائے اسے اس کے روزے رکھنے چاہئیں''۔

Marfat.com

باب سوم

غزوۂ بدر ۲ ہجری

جنگِ بدر کی وجوہات:

ماہ رمضان کے شروع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ اہل قریش کا تجارتی مال و اسباب سے بھرا ہوا قافلہ شام سے مکہ آ رہا ہے اس کے ساتھ تیس یا چالیس آدمی خاص اہل قریش کے ہیں جن کا سردار ابوسفیان ہے اور اس کے ہمراہیوں میں عمرو بن العاصی و مخرمۃ بن نوفل ہیں۔ آپ نے مسلمانانِ مہاجرینؓ و انصارؓ کو جمع کر کے اس قافلے کی طرف پیش قدمی کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ چوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جنگ کا خیال غالب نہ تھا اس وجہ سے روانگی کے وقت کچھ زیادہ اہتمام نہ کیا۔ اتفاق سے یہ خبر رفتہ رفتہ ابوسفیان تک پہنچ گئی اس نے مسلمانوں سے ڈر کر ضمضم بن عمرو غفاری کو اجرت دے کر مکہ کی طرف روانہ کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ تمھارا قافلہ محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور ان کے تابعین کی وجہ سے معرض زوال میں ہے، دوڑو اور اپنے قافلہ کو بچاؤ۔ چناں چہ اہل مکہ یہ سنتے ہی سب کے سب نکل کھڑے ہوئے الاشاذ و نادر کسی وجہ سے نہ گئے۔ منجملہ اوروں کے ابولہب بھی تھا۔ آٹھ رمضان کے بعد جناب رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ سے روانہ ہوئے حضرت عمرو بن ام مکتومؓ کو اپنے بجائے نماز پڑھانے کے لیے چھوڑ گئے پھر مقام روحاء میں پہنچ کر ابولبابہؓ کو مدینہ کا حاکم مقرر کر کے واپس کیا اس لشکر میں تین علم تھے۔[29] ایک حضرت معصب بن عمیرؓ کے دوسرا حضرت علی بن ابی طالبؓ کے تیسرا کسی انصاری کے ہاتھ میں تھا ان آخری دو کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ سیاہ رنگ کے تھے واللہ اعلم!

مجاہدین کی روانگی:

صحابہؓ کے ساتھ اس معرکہ میں صرف ستر اونٹ تھے جس پر باری باری سوار ہوتے

Marfat.com

تھے۔ ساقہ پر قیس بن ابی صعصعہ بخاریؓ کو مقرر فرمایا اور ان کے ساتھ انصارؓ کا نشان تھا جو حضرت سعدؓ بن معاذ لیے ہوئے تھے۔ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مدینہ کی پشت سے نکل کر ذی الحلیفہ کی طرف گئے۔ صیغرات یمام تک پہنچ کر بیئر روحاء کی طرف بڑھے۔ پھر عام ومفہو راستہ کو دائیں ہاتھ چھوڑ کر صفراء پہنچے اس مقام پر پہنچنے سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بسبس بن عمرو الجہنیؓ حلیف بنو ساعدہ اور عدیؓ بن ابی الزعباء الجہنی حلیف بنو نجار کو بدر کی طرف ابوسفیان کے تجسس حال کے لیے روانہ کر دیا اور خود اپنے ہمراہیوں کے ساتھ صفراء کے دائیں جانب سے وادی ذفران پہنچے اس مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکہ سے قریش کے نکلنے کی اطلاع ہوئی۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انصارؓ ومہاجرین سے مشورہ:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مہاجرینؓ وانصارؓ کو جمع کر کے مشورہ کیا پہلے مہاجرینؓ نے نہایت خوبصورتی سے بسر وچشم ہر حکم بجالانے کا اقرار کیا اور اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصارؓ کی طرف رخ کیا ان میں سے حضرت سعد بن معاذ نے نکل کر عرض کیا ''اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی ہے۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دریا میں کودنے کو فرمائیں گے تو ہم اس میں بھی غوطہ لگائیں گے۔ آپ اللہ کے نام پر ہمارے ساتھ چلیے ہم ساتھ چھوڑنے والوں میں نہیں ہیں''۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سن کر خوش ہو گئے اور یہ ارشاد فرمایا ''کہ تم لوگوں کو بشارت ہو، اللہ جل شانہ نے مجھ سے فتح ونصرت کا وعدہ فرمایا ہے''۔

اسلم وعریض کی گرفتاری:

اس کے بعد وادی ذفران سے روانہ ہوئے بدر کے قریب پہنچ کر حضرت علیؓ بن ابی طالب وحضرت زبیرؓ وحضرت سعدؓ کو چند آدمیوں کے ہمراہ تجسس احوال کی غرض سے روانہ کیا اتفاق سے اہل قریش کے دو کم سن لڑکے[۳] ان لوگوں کے ہاتھ آ گئے یہ لوگ ان کو پکڑ لائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت نماز پڑھ رہے تھے۔ استفسار پر ان لڑکوں نے ظاہر کیا کہ

Marfat.com

ہم اہل قریش کے سقے (پانی بھرنے والے ہیں) ان لوگوں نے ان کے کہنے کو سچ نہ جان کر مارنا شروع کیا اس امید سے کہ شاید مار پیٹ کے خوف سے ابوسفیان کے حالات بتلادیں دو چار ہاتھ مار کھانے کے بعد ان دونوں نے کہنا شروع کیا ہم اہل قریش کے قافلہ والوں میں سے ہیں۔ اس اثناء میں آنحضرت ﷺ نے سلام پھیرا اور نماز سے فارغ ہو کر ان لوگوں کو مارنے سے منع فرمایا اور لڑکوں سے ارشاد فرمایا تم مجھے سچ بتلاؤ کہ اہل قریش کہاں ہیں؟ لڑکوں نے جواب دیا کہ اس ٹیلہ کے اس طرف ہیں۔ ایک روز دس اونٹ اور دوسرے روز نو اونٹ ذبح کرتے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ مشرکین کی تعداد ہزار نو سو کے درمیان ہے۔

حضرت بسیس اور حضرت عدیؓ کی مخبری:

بسیس وعدیؓ کا (جو جاسوسی کی غرض سے صفراء میں پہنچنے سے پہلے روانہ کیے گئے تھے) اس وقت تک کچھ پتہ نہ تھا اور نہ یہ معلوم تھا کہ وہ کہاں ہیں اور کس طرح جا رہے ہیں لیکن تھوڑی دیر کے

بعد بدر کے قریب ایک ٹیلہ کے نیچے پانی کے چشمہ کی طرف دو شخص اونٹ پر سوار آتے ہوئے نظر آئے رفتہ رفتہ جب وہ پانی کے قریب آ گئے اور اپنے اونٹوں کو ایک ظرف میں پانی پلانے لگے۔ مجدی بن عمرو (جہینہ سے) ان دونوں کے قریب بیٹھا ہوا تھا اس اثناء میں دو عورتیں آپس میں باتیں کرتی ہوئی دکھائی دیں۔ ان میں سے ایک نے دوسری سے مخاطب ہو کر کہا کہ کل یا پرسوں اہل قریش کا قافلہ شام سے واپس ہوگا ان کے لیے کچھ کھانا وغیرہ تیار کر رکھنا چاہیے دوسری نے جواب دیا ضرور! میں تیرا حق تجھ کو دوں گی۔ اس کے بعد وہ مجدی کے پاس آئیں اور اس سے اس خبر کی تصدیق کی ان دونوں عورتوں کی باتیں وہ دونوں شتر سوار بھی سنتے ہی اپنے اپنے اونٹوں پر سوار ہو کر مسکراتے ہوئے چلے گئے اس قرینہ سے معلوم ہوا کہ یہ دونوں شتر سوار وہی بسیسؓ اور عدیؓ ہیں جو جاسوسی کے لیے روانہ ہوئے تھے۔

Marfat.com

مشرکینِ مکہ کی آمد:

ان لوگوں کے چلے جانے کے بعد ابو سفیان آنحضرت ﷺ کی نقل و حرکت کی جستجو میں آیا اور مجدی سے کہا: (اھل احسست احداً) یعنی ''کیا تو نے کسی کو آتے جاتے دیکھا ہے'' مجدی نے کہا (راکبین انا خا یمیلان لھذا التل فا ستقیا الماء و مھضا) یعنی'' دو سوار اس ٹیلہ کی طرف سے آئے اور اونٹوں کو بٹھا کر پانی پلایا اور چلے گئے'' ابو سفیان یہ سنتے ہی اس مقام پر آیا جہاں پر انھوں نے اونٹوں کو بٹھایا تھا اور ایک مینگنی اُٹھا کر توڑ کر کہنے لگا واللہ یہ یثرب والے تھے اس کے بعد اس نے اونٹوں کے نشان قدم سے ان کے جانے کا سراغ لیا اور نہایت تیزی سے لوٹ کر قافلہ کو براہ ساحل لے چلا، اتنے میں اہل مکہ بھی آ گئے ان سے اس نے خوش ہو کر کہا'' چلو واپس چلو ہمارا قافلہ صحیح وسالم بچ آیا'' ابو جہل نے کہا'' واللہ جب تک ہم اب بدر تک نہ پہنچ جائیں اور تین دن تک وہاں ٹھہر کر کھا پی کر مزے نہ اُڑا لیں گے ہرگز ہرگز واپس نہ ہوں گے''۔ اخنس بن شریق نے کہا کہ تم لوگ اپنے قافلہ کو بچانے کو آئے تھے چناں چہ وہ محفوظ رہا اب واپس چلنا چاہیے میں یہاں اب ایک ساعت نہ ٹھہروں گا۔

ابو جہل کا جنگ پر اصرار:

ابو جہل نے اس کا جواب ترش روئی سے دیا جس سے اخنس مع کل بنو زہرہ اور ان کے حلیف کے لوٹ کھڑا ہوا۔ بنو عدی پہلے ہی سے اہل مکہ کے ساتھ نہیں گئے تھے اس وجہ سے واقعہ بدر میں نہ کوئی زہری قریش تھا اور نہ کوئی عدوی قریش تھا۔ قریش سے پہلے آنحضرت ﷺ نے بدر پہنچ کر ایک چھوٹے سے کنویں پر قیام فرمایا۔ حباب بن المنذر بن عمرو بن الجموع ؓ نے عرض کیا'' کہ اللہ جل شانہ سے ایسی منزل پر پہنچا دیا ہے اگر لڑائی کا قصد ہے تو ہرگز اس مقام کو نہ چھوڑیئے ہم آپ کے لیے کھجور کے پتوں اور لکڑیوں سے ایک مکان بنائے دیتے ہیں اور ایک حوض کھود کر پانی بھرے لیتے ہیں تا کہ دورانِ جنگ پانی کھینچنے اور

Marfat.com

لانے سے بے فکر رہیں''۔ آپ نے یہ تجویز پسند فرمائی اصحاب نے تھوڑی دیر میں میں ایک حوض کھود کر پانی سے گھر لیا اور مشکیزوں کو بھی پُر کر کے پورے کنویں پر قبضہ کر لیا قریش کا گروہ آیا اور بدر کے قریب ٹھہرا تو انھوں نے عمیر بن وہب حجی کو مسلمانوں کو دیکھنے اور ان کو شمار کرنے کے لیے بھیجا عمیر بن وہب لشکر اسلام کے ارد گرد پھر کر واپس گیا اور مشرکین مکہ سے بیان کیا کہ اصحاب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین سو دس یا کچھ کم و بیش ہیں ان کے منجملہ دو شخص زبیرؓ مقدادؓ سواروں میں ہیں۔ حکیم بن حزام و عتبہ بن ربیعہ نے مسلمانوں کو قلیل المقدار اور حقیر سمجھ کر مع قریش کے بلا جنگ لوٹنے کا قصد کیا لیکن ابوجہل نے اس رائے سے اختلاف کیا۔ مشرکین مکہ نے ابوجہل کی موافقت کی دونوں گروہ آمادۂ جنگ ہو گئے۔

فتح کی بشارت:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لشکر اسلام کی صفیں درست و مرتب کر کے اپنی قیام گاہ پر صرف حضرت ابوبکرؓ کو اپنے ہمراہ لے کر واپس ہوئے اور اللہ جل شانہ سے دعا کرنے لگے۔ ((اللھم ان تھلک ھذہ العصابة فی الارض اللھم ابخز لی ما وعدتنی)) یعنی ''اے اللہ اگر تو مسلمانوں کی یہ چھوٹی سی جماعت ختم کر دے گا تو دنیا میں کوئی تیری عبادت کرنے والا نہ رہے گا۔ اے اللہ اپنا وعدہ پورا فرما''۔ حضرت ابوبکرؓ آمین ثم آمین کہتے جاتے اور کسی وقت انھیں کلمات کو دوہرا دیتے تھے اور حضرت سعد بن معاذؓ مکان کے دروازے پر انصار کے دو چار نوجوانوں کو لیے ہوئے حفاظت کر رہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا مانگتے مانگتے تھوڑی دیر کے لیے خاموش سے ہو گئے پھر دفعتہ چونک کر فرمایا (ابشر یا ابابکر فقد اتی نصر اللہ) ''یعنی اے ابوبکرؓ خوش ہو جاؤ اللہ کی مدد آ گئی'' اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے اور لوگوں کو لڑائی کی ترغیب دی اور ایک مٹھی کنکری اٹھا کر شاہت الوجوہ پڑھ کر مشرکین کے منہ پر ماری۔ مشرکین کے گروہ سے عتبہ و شیبہ پسران ربیعہ اور ولید ابن عتبہ نکل کر میدان میں آئے اور للکار کر اپنے مقابل لڑنے

Marfat.com

والے کو طلب کیا۔ اس طرف سے عبیدۃ[۳۱] بن الحرث وحمزہ بن عبدالمطلب وعلی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہم) نکلے حضرت حمزہؓ نے اپنے مقابل شیبہ کو اور حضرت علیؓ نے ولید کو ایک ہی وار سے قتل کر دیا، لیکن عتبہ نے حضرت عبیدہؓ پر وار کیا جس سے ان کا پاؤں کٹ گئے اتنے میں حضرت حمزہؓ وعلیؓ عتبہ پر ٹوٹ پڑے اور اس کو بھی قتل کر ڈالا۔ میدان جنگ میں ان بزرگوں کے نکلنے سے پہلے نوجوانان انصار قریشی عوف ومعوذ پسران عفراء اور عبداللہ بن رواحہ لڑنے کو آئے تھے لیکن غیر قوم ہونے کی وجہ سے عتبہ وشیبہ وولید نے ان لوگوں سے لڑنے سے انکار کیا تب حضرت عبیدہؓ حضرت حمزہؓ حضرت علیؓ آئے تھے اس کے بعد قوم نے مجموعی حالت سے حملہ کیا مشرکین کو شکست ہوئی۔

مقتولین واسیرانِ جنگ:

اس لڑائی میں مشرکین میں سے ستر آدمی مارے گئے ان کے مشاہیر مکہ عتبہ وشیبہ پسران ربیعہ ولید بن عتبہ، حنظلہ بن ابی سفیان بن حرب، عبیدہ وعاصی پسران سعید بن العاصی، حرب بن عامر بن نوفلؓ اور اس کا چچازاد بھائی طعیمہ بن عدی، زمعۃ بن الاسود اور اس کا بیٹا حرث اور اس کا بھائی عقیل بن الاسود اور اس کا چچازاد بھائی ابوالبختری بن ہشام نوفل بن خویلد بن اسد، ابوجہل بن ہشام (اس کو معاذ ومعوذ پسران عفراء نے مل کر قتل کیا تھا لیکن اس میں تھوڑا سا دم باقی تھا تو عبداللہ بن مسعود نے اس کا سر کاٹ لیا اور اس کا بھائی عاصی بن ہشام اور ان دونوں کا ابن العم مسعود بن امیہ، ابوقیس بن الولید بن المغیرہ اور اس کا ابن عم، ابوقیس بن الفاکہ نبیہ ومنبہ پسران حجاج، عاصی بن منبہ، امیہ بن خلف اور اس کا لڑکا علی، عمیر بن عثمان (طلحہؓ کا چچا) وغیرہ اس لڑائی میں کام آئے اور عباس بن عبدالمطلبؓ وعقیل بن ابی طالبؓ ونوفل بن الحرث بن عبدالمطلب وسائب بن عبد یزید (بنو مطلب سے) وعمرو بن ابی سفیان بن حرب وابوالعاصی بن الربیع وخالد بن اسد بن ابی العیص وعدی بن الخیار بنو نوفل سے وعثمان بن عبدشمس (برادر عم زاد عتبہ بن غزوان) وابوعزیز (برادر مصعب بن عمیرؓ) وخالد بن ہشام بن المغیرہ اور اس کا ابن العم رفاعہ بن ابی رفاعہ وامیہ بن ابی حذیفہ بن

Marfat.com

المغیرہ وولید بن ولید (برادر خالدؓ) وعبداللہ وعمر پسران ابی بن حلف وسہیل بن عمرو وغیرہ قید کر لیے گئے۔

شہداءِ جنگِ بدر:

مسلمانوں کی طرف سے اس معرکہ میں مہاجرین میں سے چھ صحابی حضرت عبیدہ بن الحارث بن المطلب حضرت عمیرؓ بن ابی وقاصؓ وذو الشمالین بن عبد عمرو بن تضلہ خزاعی (حلیف بنوزہرہ) وصفوان بن بیضاء (بنوحرث ابن فہر سے) ومجع خادم حضرت عمر بن الخطاب (یہ تیر کے زخم سے شہید ہوئے) وعاقل بن البکیر لیثی (حلیف بن عدی) اور انصار سے آٹھ صحابی قبیلہ اوس کے سعد بن خشیمہ ومبشر بن عبد المنذر اور قبیلہ خزرج کے یزید بن الحارث بن الخزرج[۳۲] وعمیر بن الہام (بنوسلمہ سے) ورافع بن معلیٰ (بنوحبیب بن عبد حارثہ سے) وحارثہ بن سراقہ بخاری وعوف ومعوذ پسران عفراء (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) جملہ چودہ صحابی شہید ہوئے۔

مجاہدین کی واپسی:

لڑائی ختم ہونے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشرکین مکہ کو ایک کنوئیں میں ڈال کر مٹی ڈلوادی اور شہداء صحابہ (رضی اللہ عنہم) کو علیحدہ دفن کرا دیا۔ مال غنیمت کو عبد بن کعب بن مبذول بن عمرو ابن غنم بن مازن بن نجار کے سپرد کر دیا۔ پھر بوقت صفراء میں پہنچے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اسی طرح مال غنیمت کو تقسیم فرمایا اور نضر بن الحارث بن کلدہ (از بنو عبدالدار) کی گردن مارنے کا حکم دیا پھر یہاں سے روانہ ہو کر عراق انطبیہ میں پہنچے اس مقام پر عتبہ بن ابی معیط بن ابی عمر بن امیہ کی گردن ماری گئی۔ یہ دونوں بھی قیدیان بدر کے ساتھ قید ہو کر آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہایت دشمنی رکھتے تھے۔ الغرض آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور صحابیؓ مع قیدیوں و مال غنیمت کے منزل بمنزل سفر کرتے ہوئے مدینہ منورہ پہنچ گئے جب کہ رمضان کے ختم ہونے میں آٹھ دن باقی تھے۔

Marfat.com

(مترجم) مال غنیمت کی تقسیم میں اختلافِ رائے:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت جنگ بدر سے مظفر ومنصور ہوکر مدینہ واپس ہوئے اس وقت تک مال غنیمت تقسیم کرنے کی نوبت نہیں آنے پائی تھی کہ اصحاب بدر مال غنیمت کی تقسیم پر مختلف الرائے ہو گئے جن لوگوں نے مال واسباب جمع کیا تھا وہ یہ کہہ رہے تھے کہ یہ مال و اسباب ان کا ہے جنھوں نے جمع کیا ہے۔ دوسرے وہ اصحابؓ تھے جو دشمنان خدا سے لڑے اوران سے مقابلہ کیا تھا وہ کہتے تھے کہ اگر ہم نہ ہوتے تو تم کو یہ مال واسباب نہ ملتا بے شک ہم نے مشرکین کو تمھاری طرف متوجہ نہیں ہونے دیا۔ یہاں تک کہ تم لوگ پا گئے جو کچھ تم نے پایا (یعنی مال واسباب جمع کرلیا لوٹ لیا) اور جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کر رہے تھے ان کا دعویٰ یہ تھا کہ تم لوگوں سے ہم زیادہ مستحق ہیں ہم بخوبی لڑ بھی سکتے تھے اور مال واسباب بھی جمع کر سکتے تھے کیوں کہ اللہ جل شانہ نے ہماری فتح ونصرت کا وعدہ فرمایا تھا۔ لیکن ہم نے دشمنان دین کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حملے کے خوف سے ان کی حفاظت کی اس لیے تم لوگ ہم سے زیادہ مستحق نہیں ہو۔

حضرت عبادہ بن الصامت:

ابن اسحاق بہ سند سلسلہ عبادۃ بن الصامتؓ سے روایت کرتا ہے کہ عبادۃ بن الصامتؓ کہتے ہیں کہ سورۃ انفال ہم لوگوں کے حق میں نازل ہوئی تھی کہ ہم لوگوں نے انفال (مال غنیمت) کی تقسیم میں اختلاف کیا تھا اور ہمارے اخلاق میں کسی قدر فرق آ چلا تھا پس اللہ جل شانہ نے اس کو ہمارے قبضہ سے لے کر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اختیار میں دے دیا۔ چناں چہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب مسلمانوں میں بحصہ مساوی تقسیم کر دیا۔ ابن اثیر تحریر کرتا ہے کہ مال غنیمت کے تقسیم کرتے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسبِ ذیل ان آٹھ اصحابؓ کو بھی حصہ دیا جو واقعہ بدر میں حاضر نہ تھے۔ (۱) عثمان بن عفان، (ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان کی بی بی رقیہ بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علالت کی وجہ سے مدینہ میں چھوڑ گئے تھے (۲) طلحہ بن عبید

Marfat.com

اللہ (۳) سعید بن زید (ان دونوں صاحبوں کو مدینہ سے قافلہ کی جستجو کے لیے بھیج دیا تھا (۴) ابولبابہ (ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ ہی میں بغرض انتظام چھوڑ گئے تھے) (۵) عاصم بن عدی ان کو عالیہ مدینہ میں چھوڑ گئے تھے (۶) حرث بن حاطب (ان کو بنو عمرو بن عوف کی طرف کسی وجہ سے لوٹا دیا تھا) (۷) حرث بن الصمۃ (۸) خوات ابن جبیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) یہ اصحاب اگرچہ واقعہ بدر میں شریک نہیں ہوئے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو مال غنیمت سے حصہ دے کر بدریوں میں شامل کرلیا۔ واللہ اعلم!

مرتدین کا انجام:

مشرکین مکہ کے ساتھ دین کے پانچ آدمی بھی بدر میں لڑنے آئے تھے جن کو مسلمانوں کی تلواروں نے موت کا مزہ چکھا دیا انھیں مقتولین مشرکین میں شمار کیا۔ بنو اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی سے حرب بن زمعہ، بنو مخزوم سے ابوقیس ابن الفاکہ بن المغیرہ وابوقیس بن الولید بن المغیرہ، بنو جمح سے علی بن امیہ بن حلف، بنو سہم سے عاصی بن منبہ۔ یہ لوگ قبل ہجرت جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تھے ایمان لا چکے تھے لیکن جب حکم ہجرت صادر ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ ہجرت فرما گئے ان لوگوں کو ان کے اعزہ خاص خاص اقارب نے مکہ میں روک لیا آخر ان لوگوں نے ان کے سمجھانے سے اسلام چھوڑ دیا۔ واقعہ بدر میں اپنی قوم کے ساتھ آئے اور انھیں کے ساتھ مارے گئے۔

اہل مدینہ کو نوید فتح:

بدر میں کامیابی کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن رواحہ کو اہل عالیہ مدینہ کو خوشخبری سنانے کے لیے اور اہل قافلہ مدینہ کی بشارت کے لیے زید بن حارثہؓ کو روانہ کیا۔ اسامہؓ بن زیدؓ کہتے ہیں کہ فتح جنگ بدر کی خبر ہمارے کانوں تک اس وقت پہنچی جس وقت رقیہ بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہم لوگ مٹی دے رہے تھے میں زید بن حارثہ کے پاس آیا وہ مصلے پر کھڑے ہوئے کہہ رہے تھے مارا گیا عتبہ بن ربیعہ وشیبہ بن ربیعہ ابوجہل بن ہشام وزمعہ

Marfat.com

بن الاسود وابوالبختری عاص بن ہشام وامیہ خلف، ونبیہ ومنبہ پسران حجاج اثناء کلام میں میں بول اُٹھا اے والد کیا یہ سچ ہے؟ جواب دیا کہ ''ہاں واللہ یہ سب مارے گئے۔''

اسیرانِ جنگ سے حسن سلوک:

اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ بدر کے قیدیوں کا قافلہ تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اپنے اصحابؓ میں تقسیم کردیا اور فرمایا: (ستو صوا بالاساری خیراً) یعنی ''قیدیوں کے ساتھ از راہ خیر نیکی کرو'' عباس بن عبدالمطلب مشکیں باندھ کر دردولت پر رکھے گئے چوں کہ ان کا ہاتھ اس سختی سے باندھا گیا ان کے کراہنے سے تمام شب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نیند نہ آئی۔ صحابہؓ نے نیند نہ آنے کا سبب دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عباسؓ کے کراہنے نے مجھے سونے نہیں دیا یہ سنتے ہی ایک بزرگ نے اُٹھ کر ان کی مشکیں ڈھیلی کردیں الغرض قیدیوں کے ساتھ صحابہ (رضی اللہ عنہم) کا برتاؤ نہایت نرمی کا تھا جو کچھ ان کو میسر ہوتا تھا آپ بھی کھاتے جاتے تھے اور ان کو بھی کھلاتے تھے ابو عزیز بن عمیر بن ہاشم (برادر مصعب بن عمیرؓ) کا یہ بیان ہے کہ جب ہم لوگ قید ہو کر بدر سے آئے تو میں انصارؓ کے ایک گروہ کی حفاظت میں رکھا گیا دونوں وقت مجھے خرما اور روٹیاں کھانے کو ملتی تھیں علاوہ اس کے جو شخص اس طرف سے گزرتا اور اس کے ہاتھ میں کوئی چیز کھانے کی ہوتی تو وہ ضرور اس میں سے کچھ حصہ مجھ کو دے دیتا تھا۔

اسیرانِ جنگ کی رہائی:

چند روز کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب کرامؓ سے قیدیان بدر کی بابت مشورہ طلب فرمایا کسی نے کچھ رائے دی اور کوئی اور ہی کہہ رہا تھا اتنے میں حضرت عمر بن الخطاب بول اُٹھے نہیں! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مصلحت تو یہ ہے ان قیدیوں میں سے جو جس کا عزیز ہو وہی اس کو قتل کرے تا کہ دوسرے مشرکین کو معلوم ہو جائے کہ ہمارے دلوں میں ان کی عزیز داری وقرابت کے لحاظ سے اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت بہت زیادہ ہے۔ آنحضرت

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیقؓ کی طرف توجہ فرمائی انھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سب ہمارے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعزہ ہیں کوئی چچا ہے کوئی چچا کا لڑکا ہے اب چوں کہ اللہ جل شانہ ان پر ہم کو فتح ونصرت دی ہے بہتر ہوگا کہ ان لوگوں سے فدیہ لے کر ان کو آزاد کر دیں عجب نہیں کہ آئندہ ایمان لائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ رائے پسند آئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فدیہ لے کر آزاد کر دیا اور جو ادائے فدیہ پر قادر نہ ہو سکا اس جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ازراہ احسان خود آزاد کر دیا۔

حضرت عباس کا قبول اسلام:

بدر کے مشرکین قریش کا فدیہ چار ہزار درہم سے ہزار درہم فی کس تک مقرر کیا گیا۔ حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ نے کہا کہ ''اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تمھارا چچا ادائے فدیہ کے لیے گدائی کرے'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہ الہام الٰہی فرمایا کہ ان درہموں میں سے دے دیجیے جو آپ بوقت روانگی ام فضل کے پاس رکھ آئے تھے۔ حضرت عباسؓ نے یہ سن کر تعجب سے دریافت کیا تم کو کیسے معلوم ہوا؟ آپ نے فرمایا میرے اللہ نے مجھے بتایا اس پر حضرت عباسؓ کا دل بھر آیا اسی وقت مسلمان ہو گئے اور فدیہ بھی ادا کر دیا۔

حضرت خدیجہؓ کا ہار بطورِ فدیہ:

انھیں قیدیوں میں ابوالعاصؓ بھی تھے جس وقت اہل مکہ اپنے اعزہ کا فدیہ روانہ کر رہے تھے ان کی بی بی زینبؓ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی) نے اپنے گلے کا ہار ابوالعاصؓ کے فدیہ میں روانہ کیا (یہ ہار حضرت خدیجہؓ کا تھا) انھوں نے اپنی لڑکی زینبؓ کو جہیز میں دیا تھا، جب یہ ہار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بے حد رقت ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا اگر تم مناسب سمجھو تو اس قیدی کو چھوڑ دو اور اس کا فدیہ بھی اس کو دے دو صحابہؓ نے بخوشی خاطر اس بات کو منظور کر لیا۔

Marfat.com

حضرت زینب کی مدینہ میں آمد:

علماء سیر لکھتے ہیں کہ حضرت ابوالعاص ؓ سے آنحضرت ﷺ نے اقرار لے لیا تھا یا کہ ابوالعاص ؓ نے خود وعدہ کیا تھا کہ بعد رہائی زینب ؓ بنت رسول اللہ ﷺ کو مدینہ پہنچا دے گا۔ بہرکیف جو واقعہ ہوا ہو کسی کو کچھ معلوم نہیں ہوا۔ جس وقت ابوالعاص ؓ مکہ جانے لگے تو آنحضرت ﷺ نے زید بن حارثہ ﷺ اور ایک انصاری کو ابوالعاص ؓ کے ہمراہ کر دیا اور یہ فرمایا "یا کہ تم لوگ بطن یا جج میں رہنا اور جب زینب ؓ آ جائیں تو ان کے ہمراہ آنا چناں چہ ابوالعاص ؓ نے مکہ پہنچ کر زینب کو اپنے بھائی کنانہ بن الربیع کے اونٹ پر سوار کرا کے روانہ کر دیا بطن یا جج تک زینب ؓ کو ان کا دیور (شوہر کا بھائی) کنانہ پہنچانے آیا اور بطن یا جج سے زید بن حارثہ ؓ کے ہمراہ روانہ ہوئیں۔ ایک مہینہ بعد واقعہ بدر مدینہ پہنچیں۔ یہ تو آنحضرت ﷺ کے پاس رہنے لگیں اور ابوالعاص ؓ میں مکہ میں رہے یہاں تک فتح مکہ سے قبل ابوالعاص ؓ تجارت کی غرض سے شام گئے وہاں سے تجارت کا مال واسباب لیے ہوئے مکہ آ رہے تھے راستے میں آنحضرت ﷺ کا سریہ مل گیا اس نے قافلے والوں کے مال واسباب پر قبضہ کر لیا کچھ لوگ بھاگ گئے کچھ لوگ گرفتار ہو گئے ان کے منجملہ ابو العاص ؓ بھی تھے اس واقعہ کے بعد یہ مسلمان ہو گئے جس کی تفصیل آئندہ مناسب موقع پر بیان کی جائے گی۔

مشرکین ومجاہدین کا موازنہ:

بدر میں مسلمانوں کے لشکر میں ستر اونٹ اور دو گھوڑے تھے ایک مقداد بن عمرو کا غرجہ نامی اور دوسرا مرثد ابن مرسد کا موسوم بہ سیل تھا غازیوں کی تعداد تین سو دس سے کم نہ تھی۔ اور نہ تین سو اٹھارہ سے زیادہ تھی منجملہ ان کے ستتر یا تراسی مہاجر اور باقی سب انصاری (رضی اللہ عنہم) تھے تلواریں معدودے چند تھیں۔ مشرکین کی تعداد نو سو یا ہزار کے مابین تھی سو گھوڑے تھے جن میں سے ستر بچ کر مکہ پہنچے تیس کو مسلمانوں نے غنیمت میں لے

Marfat.com

لیا۔اونٹ سات سو تھے آٹھویں رمضان کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ سے روانہ ہوئے تھے اور سترہویں رمضان یوم جمعہ صبح کے وقت لڑائی چھڑی۔ واللہ اعلم

غزوہ کدر:[۳۳]

واقعہ بدر سے واپسی کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک یہ خبر پہنچی کہ غطفان اسلام کی مخالفت میں کدر پر جمع ہو رہے ہیں اس وجہ سے واپسی کی سات راتوں کے بعد مدینہ سے جنگ کے قصد سے بنو سلیم کی طرف روانہ ہوئے۔ مدینہ میں اپنے بجائے سباغ بن عرفطہؓ غفاری یا ابن مکتومؓ کو مقرر فرما گئے۔اس سے پہلے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کدر تک پہنچیں دشمنان اسلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کی خبر سن کر منتشر ہو گئے تھے۔ تین روز تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہیں مقیم رہ کر بلا جنگ واپس آ گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ نے یہاں سے ایک سریہ[۳۴] روانہ کیا تھا جس میں غالب بن عبداللہ لیثی کو سردار بنایا تھا۔ چناں چہ بنو یہ غطفان و سلیم سے مقابل ہوئے اور مال غنیمت لے کر واپس ہوئے ماہ ذی الحجہ تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں مقیم رہے اس دوران بدر کے قیدیوں سے فدیہ لے کر ان کو چھوڑ دیا۔

غزوہ سویق:

جس وقت بدنصیب اور نقصان اُٹھانے والے مشرکین مکہ کچھ لوگوں کو بدر میں پیوند زمین کر کے اور کچھ کو مسلمانوں کی قید میں چھوڑ کر واپس ہو رہے تھے اس وقت ابوسفیان نے یہ نذر کی تھی یا قسم کھائی تھی کہ میں مدینہ پر حملہ ضرور کروں گا۔اس وجہ سے ماہ ذی الحجہ میں دو سو سواروں کی جمعیت سے مدینہ کی طرف روانہ ہوا۔ رفتہ رفتہ شب کے وقت بنو نضیر میں پہنچا اور چھپ کر حیی ابن اخطب کے پاس گیا۔ سلام بن مشکم سے ملا اور اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں کا حال دریافت کر کے واپس ہوا۔ اتفاق سے اطراف مدینہ میں ایک کھجور کے باغ میں دو شخصوں کو جو اپنی کاشت کاری کے کاموں میں مصروف تھے قتل[۳۵] کر کے واپس

Marfat.com

ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیز مسلمانانِ مدینہ کو ابوسفیان کا یہ فعل شاق گزرا آپ نے مدینہ میں ابولبابہ بن عبدالمنذر کو اپنا خلیفہ مقرر کر کے کدر تک ابوسفیان کا تعاقب کیا۔ چوں کہ ابوسفیان اور مشرکین مکہ لشکر اسلام کے پہنچنے سے پہلے ہی اس مقام سے روانہ ہو گئے تھے اور روانگی کے وقت اپنے زادراہ سے سویق (ستو) کو چھوڑ گئے۔ مسلمانوں نے اس کو غنیمت جان کر لے لیا اسی اعتبار سے اس غزوہ کا نام غزوہ[۳۶] سویق رکھا گیا۔

غزوہ بحران:

غزوہ سویق سے واپس آ کر ذی الحجہ کے باقی ایام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ میں بسر کیے۔ ماہ محرم ۳ھ[۳۷] میں پھر غطفان پر چڑھائی کی۔ اس مرتبہ مدینہ میں عثمان بن عفان کو اپنا نائب مقرر فرما گئے تھے۔ ماہ صفر تک نجد میں ٹھہرے رہے۔ جب مشرکین میں سے کوئی متنفس بر سر مقابلہ نہ آیا تب آپ بلا جنگ مدینہ واپس آ گئے پھر اواخر ماہ ربیع الاول میں بخیال قریش مدینہ سے روانہ ہوئے ابن مکتومؓ کو اپنا قائم مقام بنایا۔ بحران معدان (حجاز) تک بڑھ گئے تھے۔ جمادی الثانی تک وہیں مقیم رہے، لیکن کفار قریش میں سے کوئی شخص مقابلہ پر نہ آیا۔ اس وجہ سے اس مرتبہ بھی بلا جنگ وجدال واپس تشریف لائے۔

کعب بن اشرف کی فتنہ انگیزیاں:

کعب بن اشرف طے کا ایک یہودی تھا اس کی ماں یہود بن نضیر سے تھی۔ جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تھے۔ اسی وقت سے اس کو ایک ذاتی خصوصیت تھی۔ لیکن واقعہ بدر کے بعد یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تصور ذکر سے اور زیادہ جلنے لگا۔ چناں چہ زید بن حارثہؓ عبداللہ بن رواحہ (رضی اللہ عنہما) جب مدینہ میں فتح بدر کی خوشخبری لے کر آئے اور اس نے بھی سنا تو بے ساختہ یہ کہہ اُٹھا (ویلکم احق ھذا و ھولا اشرف العرب و ملوک الناس و ان کان محمد اصاب ھنو لاء فبطن الارض خیر من ظھرھا) یعنی تُف ہو تم پر کیا یہ سچی بات ہے قریشی تو عرب کے شرفا اور عوام کے بادشاہ تھے اگر انھیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ختم

Marfat.com

کردیا ہے تو پھر زندگی سے موت بہتر ہے" جب اس کو اس واقعہ کا یقین ہو گیا تو مکہ چلا آیا اور مطلب بن ابی وداعہ سہمی کے پاس جا کر اترا (اس کی زوجیت میں عاتکہ بنت اسید بن ابی العیص بن امیہ تھی) اور لوگوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت پر ابھارنے لگا اشعار پڑھتا اور مقتولین مشرکین بدر پر روتا تھا۔ کچھ دنوں بعد مدینہ لوٹ آیا۔ پہلے عاتکہ بنت اسید کی نسبت عشقیہ مضامین لکھے۔ بعد ازاں مسلمانوں کی عورتوں کا اپنی غزلیات وقصائد میں ذکر کرتا اور ان کے ساتھ تشبیب کرنے لگا۔

کعب بن اشرف کا قتل:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کا یہ فعل ناگوار گزرا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (من یقتل کعب ابن اشرف) "کون شخص ہے جو کعب ابن اشرف کو مارے گا؟" محمد بن مسلمہ بن سلامہ بن وقش یعنی ابونائلہ (کعب کے رضائی بھائی عبدالاشہل سے) وعباد بن بشر وقش و حرث بن بشر بن معاذ وابوعبس بن حبر (حارثی) نے عرض کیا ہم لوگ اس کو ماریں گے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کو اجازت دی۔ اور ان کے حق میں دعائے خیر کی ان میں سے ملکان بن سلامہ پہلے اس کے پاس گئے اور بہ اجازت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انحراف وبیزاری ظاہر کر کے اپنی تنگی معیشت کی شکایت کی اور یہ کہا کہ "تم ہم کو اور ہمارے ساتھیوں کو کھلاؤ اور ان کے ہاتھ غلہ کھانا فروخت کرو۔ تمھارے اطمینان کے لیے بعوض اس کے تا ادائے قیمت ہم اپنے ہتھیار تمھارے پاس رہن کیے دیتے ہیں" کعب بن اشرف اس امر پر راضی ہو گیا۔ ملکان بن سلامہ نے کہا "کیا اچھا ہوتا کہ چاندنی رات ہے تم ہمارے ساتھ باتیں کرتے ہوئے چلتے اور تمھارے مکان سے باہر اس ٹیلہ پر ہمارے اور بھی احباب ہیں ان سے بھی باتیں کر لیتے" کعب بن اشرف یہ سنتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا اور ان کے ساتھ چلنے لگا۔ اپنے مکان سے کچھ زیادہ دور نہ گیا ہو گا کہ محمد بن مسلمہ وغیرہ بھی آملے۔ آپس میں اِدھر اُدھر کی باتیں کرتے جا رہے تھے اور کعب بن اشرف مسلمانوں کی ہجو اور ان کے تذکرے عشق و

Marfat.com

حسن کے کرتا جارہا تھا۔اس اثناء میں محمد بن مسلمہ نے موقع دیکھ کر ایک وار کر دیا ان کے ہاتھ کے چھوٹتے ہی اور لوگوں نے بھی تلواریں چلائیں۔کعب بن اشرف ایک چیخ مار کر مر گیا اور اس کے اردگرد کے اہل حصون نے سنتے ہی آگ روشن کر دی لیکن یہ لوگ دوسرے راستہ سے بچ کر نکل آئے۔

یہود کا مدینہ میں خوف وہراس:

تھوڑی دور چل کر حرث عریض کے انتظار میں ٹھہرے جب یہ آ گئے تو پچھلی شب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت آپ نماز پڑھ رہے تھے جب نماز سے فارغ ہوئے ان لوگوں نے کعب بن اشرف کے مارے جانے کی اطلاع دی۔کعب کو مارتے وقت حرث آپس ہی کی تلوار سے زخمی ہو گئے تھے۔اسی وجہ سے وہ تیزی سے چل نہ سکتے تھے اور ان کے ساتھی ان کا انتظار کرتے ہوئے چل رہے تھے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے زخم پر اپنا لب لگا دیا جس سے بحکم الٰہی وہ اچھا ہو گیا۔یہودیوں پر اس واقعہ سے خوف طاری ہو گیا ہر یہودی مسلمان سے ڈرنے لگا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی بالہام الٰہی یہودیوں کو قتل کرنے کا حکم دے دیا اسی زمانہ میں حویصہ[۳۸] مسعود مسلمان ہو گئے اور ان سے پہلے ان کے بھائی محیصہ بعض یہودیوں کے قتل کی وجہ سے اسلام لا چکے تھے۔

یہودیوں کی عہد شکنی:

بدر میں فتح یابی کے بعد وہاں سے واپسی پر ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنو قینقاع کے بازار میں تشریف لے گئے اور ان کو انھیں کی کتابوں سے سمجھانے لگے اثناء واعظ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم[۳۹] نے فرمایا: اگر تم لوگ اپنی بے دینی اور تمرد سے باز نہ آؤ گے تو اللہ جل شانہ کا تم پر اس طرح غضب نازل ہوگا جیسا کہ قریش پر بدر میں نازل ہوا اور ٹھیک اسی طرح تم لوگ بھی ذلیل وخوار ہو گے جیسا کہ وہ لوگ ہوئے' یہود قینقاع یہ سن کر برہم ہو گئے اور کہنے لگے "تم اس غرہ میں نہ رہنا، تمہارا ایسی قوم سے مقابلہ ہوا تھا جو لڑائی سے واقف ہی نہ تھی اس وجہ سے

Marfat.com

تم کو جو ملنا تھا مل گیا (یعنی فتح ہوئی) واللہ اگر تم ہم کو آزماؤ گے تو تم کو معلوم ہو جائے گا کہ ہم لوگ مرد ہیں'' یہود بنو قینقاع کو اس جواب پر تسکین نہیں ہوئی بلکہ بوجہ شامت اعمال نہایت درشتی سے آپ کو انھوں نے واپس کیا اور صلح نامہ سے منحرف ہو گئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت مکہ کے بعد مدینہ میں ورود کے وقت تحریر فرمایا تھا۔ اللہ جل شانہ، نے یہ آیت نازل فرمائی:

اما تخلافن من قوم خیانة فانذالیھم علی سواء ان اللہ لا یحب الخائنین و لا یحسبن الذین کفرو اسبقوا انھم لا یعجزون و اعدو الھم ما استطعتم من قوۃ و من رباط الخیل ترھبون به عدو اللہ و عدو کم ا خرین من دو نھم لا تعلمو منھم اللہ یعلمھم و ما تنفوقو امن شئی فی سبیل اللہ یوف الیکم و انتم لا تظلمون)

یعنی ''اگر ڈرے تو کسی قوم کی خیانت سے پس پھینک دے ان کی طرف ان کے عہد کو اس طرح پر کہ برابر ہو جائیں (یعنی عہد شکنی کا الزام تم پر عائد نہ ہوگا) بے شک اللہ خیانت کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا اور نہ گمان کریں وہ لوگ جو کافر ہوئے ہیں کہ انھوں نے پیش دستی کی ہے۔ بے شک وہ لوگ عاجز نہ کر سکیں گے اور اے مسلمانو! مہیا کرو جو کچھ کر سکو قوت سے اور آمادہ رکھنے گھوڑوں سے اس سے ڈراؤ دشمنان خدا اور اپنے دشمنوں کو اور ان کے سواروں کو تم نہیں جانتے ہو اللہ ان کو جانتا ہے اور جو کچھ خرچ کرو گے اللہ کی راہ میں پورا کیا جائے گا تمھارے طرف (یعنی ثواب دیا جائے گا) اور تم پر ظلم نہ کیا جائے گا''۔

غزوۂ بنو قینقاع:

بعض غزوہ [۴۰] بنو قینقاع کا سبب یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ایک مسلمان نے کسی یہودی کو کسی مظلمہ کی وجہ سے ان کے بازار میں قتل کیا چوں کہ یہود از راہ حسد واقعہ بدر سے بھرائے ہوئے تھے۔ اس غریب مسلمان پر ٹوٹ پڑے اور عہد شکنی کی۔ الغرض جب آیہ مرقومہ بالا نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر حملہ کی تیاری کی۔ مدینہ میں بشیر عبد المنذرؓ اور بروایت

Marfat.com

بعض ابولبابہؓ کو بجائے اپنے مقرر فرما کر بنوقینقاع کی طرف بڑھے۔ بنوقینقاع مضافات مدینہ میں رہتے تھے، ان کے نہ تو باغات تھے اور نہ کاشتکاری تھی بلکہ یہ لوگ عام طور سے تجارت و حرف پیشہ تھے ان میں سات سو آدمی لڑنے والے تھے جن میں سے تین آدمی زرہ پوش تھے۔ یہ سب عبداللہ بن سلامؓ کی قوم کے تھے پندرہ روز تک آپ نے ان کو بلا جنگ محاصرہ میں رکھا سولہویں روز آپ کے حکم سے اصحابؓ بنوقینقاع میں داخل ہوئے اور ان کی مشکیں باندھ کر قتل کرنے کو لائے۔

بنوقینقاع کی جلاوطنی:

عبداللہ بن ابی ابن سلول نے ان کی سفارش کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انتہائی منت سماجت کر کے ان کی جان بخشی کرائی۔ آپ نے عبداللہ ابن ابی سلول کے کہنے سے قتل تو نہ کیا لیکن اسباب و ہتھیار لے کر جلاوطنی کا حکم دے دیا۔ چناں چہ عبادۃ ابن الصامتؓ نے ان کو خیبر تک نکال دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مال غنیمت لے کر مدینہ واپس آئے یہ پہلا خمس ہے جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے لیا۔ اس کے بعد عیدالاضحیٰ کا دن آیا آپ نے اپنے اصحابؓ کو ہمراہ لے کر صحراء میں جا کر نماز ادا فرائی اور دستِ مبارک سے دو بکریاں قربان فرمائیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ پہلی قربانی کی تھی۔ واللہ اعلم!

سیریہ زید بن حارثؓ

واقعہ بدر کے بعد قریش پر مسلمانوں کا خوف کچھ ایسا غالب ہو گیا تھا کہ وہ ان کی چھیڑ چھاڑ کے خوف سے عام راستہ پر چلنا گوارا نہ کرتے تھے۔ اگرچہ تجارت کی وجہ سے سفر کرنا ان کے لیے ضروری تھا۔ لیکن مجبوری ان لوگوں نے شام راستہ چھوڑا اور عراق کا راستہ اختیار کیا۔ راستہ نہ جاننے کی وجہ سے فرات بن حیان کو (قبیلہ بکر بن وائل سے) رہبری کے لیے اجرت پر مقرر کیا۔ اس کے بعد تاجروں کا ایک قافلہ مکہ سے عراق ہوتا ہوا موسم سرما میں روانہ

Marfat.com

ہوا جس میں ابوسفیان بن حرب وصفوان بن امیہ بھی تھے۔ جب آنحضرت ﷺ کو اس قافلہ کی روانگی اور اس کے مال واسباب کی اطلاع ہوئی تو آپ نے زید بن حارثہ کو چند صحابیوں ؓ کے ہمراہ روانہ کیا۔ زید بن حارثہ ؓ نے نہایت تیزی وعجلت سے شبانہ روز سفر کر کے قافلہ قریش سے مقابلہ کیا اور کامیاب ہوئے۔ ابوسفیان وصفوان اور اس کے ہمراہی بھاگ گئے۔ صرف فرات بن حسان عجلی گرفتار ہو سکے وہ بھی مدینہ پہنچ کر مسلمان ہو گئے۔ اس واقعہ میں مال غنیمت کا اندازہ اس سے بخوبی ہو سکتا ہے کہ اس مال غنیمت سے جو خمس نکالا گیا تھا اس کی تعداد بیس ہزار تھی۔

ابن ابی حقیق کی ریشہ دوانیاں:

کعب بن اشرف یہودی کے مارے جانے کے بعد سلامبن ابی حقیق یہودی نے سر اُٹھایا یہ خیبر کا رہنے والا تھا اس کی کنیت ابورافع تھی بلکہ ہمیشہ آنحضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب ؓ کو طرح طرح کے ناملائم کلمات سے ایذائیں دیتا تھا علی الاعلان سخت وست کہتا پھرتا تھا آپ کے مقابلہ پر لوگوں کو اُبھارتا اور گروہ بندی کرتا رہتا تھا۔ چوں کہ اوس وخزرج مدینہ کے سربرآوردہ قبائل تھے جو ایک دوسرے پر آنحضرت ﷺ کی اطاعت وامداد میں فوقیت کے خواہاں تھے یہ بالکل ناممکن تھا کوئی ایک بھی ایسا نہ تھا جو اسلام اور آنحضرت ﷺ کی ذات خاص سے متعلق اس کو ایک قبیلہ کرے اور دوسرا اس کے جواب میں نہ کرے۔ بنو اوس اسی قسم کی جستجو وفکر میں تھے۔ جب ان کو ابن ابی حقیق یہودی کی بدذاتیوں اور شرارتوں کی اطلاع ہوئی تو بنوخزرج آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے اس کے قتل کی اجازت چاہی۔ کیوں کہ ابن ابی حقیق بھی کعب بن اشرف کی طرح اسلام اور اسلامیوں کا مخالف اور آنحضرت ﷺ کا جانی دشمن تھا اس لیے آپ نے ان کو اجازت دے دی۔

ابن ابی حقیق کا خاتمہ:

چناں چہ قبیلہ خزرج خاندان بنوسلمہ سے آٹھ آدمی روانہ ہوئے منجملہ ان کے عبداللہ

Marfat.com

بن عتیک و مسعود بن سنان و ابوقتادہ وحرث بن ربعی (رضی اللہ عنہم) بھی تھے۔ ان سب کے سردار عبداللہ بن عتیک مقرر ہوئے۔ روانگی کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کے لڑکوں اور عورتوں کے قتل کرنے کو منع فرمادیا۔ نصف جمادالثانی ۴ھ ہجری میں یہ لوگ مدینہ سے نکل کر خیبر پہنچے اور ابن ابی حقیق کے مکان کے قریب قیام کیا۔ رات کو جب وہ اپنے مکان کے دروازے بند کر کے سو رہا تھا اس کو آواز دی ابن ابی حقیق نے جیسے ہی دروازہ کھولا یہ لوگ شمشیر برہنہ لیے ہوئے گھس پڑے اور اس کو مار کر مکان سے باہر ایک مقام پر ٹھہر گئے لیکن جب ناعی (خبر دہندہ موت) نے قصر کی فصیل پر کھڑے ہو کر ابن ابی حقیق کے مارے جانے کا اعلان کر دیا۔ تب یہ لوگ اس کے مارے جانے کا یقین کر کے واپس ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اس کے قتل کی اطلاع دی۔ ابن ابی حقیق کے مکان سے نکلتے وقت ان لوگوں میں سے ایک شخص کی پنڈلی میں چوٹ آ گئی تھی، آپ سے اس کی شکایت کی گئی آپ نے اس پر ہاتھ پھیر دیا اور اچھا ہو گیا۔

Marfat.com

باب چہارم

غزوہ اُحد ۳ ہجری

قریشِ مکہ کی جنگی تیاریاں:

ان سابقہ واقعات اور معرکہ بدر کے بعد اہلِ قریش کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کا خیال ترقی پذیر ہو گیا اہل قافلہ سے مالی امداد کے خواست گار ہوئے جب قابل اطمینان وبقدر کفالت مال جمع ہو گیا تب اہل قریش اپنے حلیفوں اور دوستوں کے ساتھ شوال ۳ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑنے کے لیے روانہ ہوئے۔ وسط میں پیادوں کی جماعت تھی اردگرد نیزہ اور تیر انداز سواروں کا گروہ تھا۔ میدان جنگ سے نہ بھاگنے اور سینہ سپر ہو کر لڑنے کا حلف اُٹھا لیا گیا۔ چوتھی شوال کو مدینہ کے مقابل ایک وادی کے کنارے احد کے قریب مقام ذوالحلفیہ (بطن سنجہ) میں آ کر پڑاؤ ڈالا۔ تین ہزار کی ان کی جمعیت تھی سات سو ان میں زرہ پوش جنگ آزمودہ لوگ تھے ان کے علاوہ دو سو گھوڑے تھے اس لشکر کا سپہ سالار ابوسفیان تھا، ان لوگوں کے ساتھ پندرہ عورتیں بھی دف لیے ہوئے تھیں جو مقتولین بدر پر روتی اور ان کو لڑائی پر اُبھارتی اور غیرت دلاتی تھیں۔

طریقۂ جنگ کے بارے میں صحابہ میں اختلافِ رائے:

ان حالات کی اطلاع جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ مدینہ کی قلعہ بندی کر لو اور باہر کوئی نہ نکلے۔ اس صورت میں اگر مشرکین مکہ ہم پر حملہ کریں گے تو ہم ان سے لڑیں گے ورنہ خیر۔ اس رائے پر عبداللہ بن ابی بن سلول نے بھی اپنی پُرزور تائید کی لیکن ان چند صحابیوںؓ نے اس رائے سے اختلاف کیا اور جنگ کے لیے پیش قدمی پر بہ منت وزاری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آمادہ کیا جو اس واقعہ میں شہید ہوئے علاوہ ان

Marfat.com

کے اس میں وہ لوگ بھی شریک تھے جو بدر میں شامل نہیں ہو سکے تھے۔آنحضرت ﷺ ان لوگوں کو اصرار پر اندر تشریف لے گئے اور مسلح ہو کر بکراہت باہر آئے اس وقت ان لوگوں نے اپنے اصرار کو خلافِ مرضی سمجھ کر عرض کیا (یا رسول اللہ ان شئت فاقعد) یعنی ''اے رسول اللہ ﷺ اگر آپ کی رائے ہو تو بیٹھ جایئے یعنی باہر نکل کر لڑائی نہ کیجیے۔ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ ''کسی نبی کو جائز نہیں ہے۔جب کہ وہ مسلح ہو جائے یہ کہ قبل لڑائی کے وہ اپنے ہتھیار رکھے یا بلا جنگ کیے ہوئے واپس آئے۔''

مجاہدین کی روانگی:

ایک ہزار صحابیوںؓ کو لے کر آپ ﷺ مدینہ سے نکلے اور ابن ام مکتومؓ کو بقیہ مسلمانان مدینہ کے نماز پڑھانے کے لیے چھوڑ گئے جس وقت آپ ﷺ مدینہ و اُحد کے وسط میں پہنچے۔عبداللہ بن ابی ایک ثلث آدمیوں کو اپنے ہمراہ لے کر آپ ﷺ سے اس وجہ سے علیحدہ ہو گیا کیوں کہ یہ جنگ اس کی مرضی کے خلاف تھی اور مدینہ سے باہر نکل کر مقابلہ کی تیاری کی گئی تھی۔آنحضرت ﷺ حرہ بن بنو حارثہ ہوتے ہوئے احد کی ایک گھاٹی میں جا اُترے۔آپ ﷺ کے ہمراہ سات سو آدمیوں کا گروہ تھا جس میں پچاس سوار اور پچاس تیرانداز شامل تھے۔آپ ﷺ نے بنو عمرو بن عوف سے عبداللہ بن جبیرؓ اور خوات بن جبیرؓ کو تیراندازوں کا سردار مقرر کر کے لشکر کے پیچھے جبل احد پر بٹھا دیا تا کہ مشرکین مکہ مسلمانوں پر پیچھے سے حملہ نہ کر سکیں اور لواء مظفر کو مصعب بن عمیرؓ (بنو عبدالدار) کے سپرد فرمایا۔

کمسن مجاہدین کی واپسی:

سمرہ بن جندب الفزاریؓ و رافع بن خدیجؓ حارثی اس وقت پندرہ پندرہ برس کے تھے پہلے آپ نے ان کو واپس کیا لیکن جب اصحابؓ نے عرض کیا کہ یہ تیرانداز جانتے ہیں تو آپ نے ان کو تیراندازوں میں شامل فرما دیا لیکن حضرت اسامہ بن زیدؓ و حضرت عبداللہ

Marfat.com

بن عمرو بن الخطاب ؓ وحضرت زید بن ثابت ؓ بخاری وحضرت عمرو بن حرام و براء بن عازب حارثی واسید بن ظہیر ؓ وعرابتہ بن اوس ؓ وزید بن ارقم وابو سعید خدری رضی اللہ عنہم کو میدانِ جنگ سے اس بناء پر لوٹا دیا کیوں کہ اس وقت ان لوگوں کی عمریں چودہ چودہ برس کی ہوں گی۔

جنگِ اُحد:

قریش کے سواران میمنہ خالد بن ولید اور میسرہ پر عکرمہ بن ابوجہل مامور تھے آپ ﷺ نے اپنی سیف ابو جانہ سماک بن خرشہ ساعدی ؓ کو مرحمت [41] فرمائی یہ بہت بڑے شجاع اور جوانمرو نیز فنون جنگ کے بخوبی ماہر تھے قریش کے ہمراہ اس لڑائی میں ابو عامر عبد عمرو بن صیفی بن مالک بن نعمان (حنظلہ ؓ غسیل ملائیکہ) کا باپ طلیعہ تھا۔ یہ ایام جاہلیت میں راہب ہو گیا تھا جب اسلام کی روشنی پھیلی تو اس پر بدبختی سوار ہو گئی، مسلمانوں کی ترقی دیکھ نہ سکا اس وجہ سے مکہ چلا گیا۔ کفار مکہ معرکہ اُحد میں اس کو اس خیال سے لائے تھے کہ بنو اوس جس کا یہ سردار تھا اس کو دیکھ کر آنحضرت ﷺ کا ساتھ چھوڑ دیں گے لیکن ان کا خیال بالکل غلط نکلا۔ چناں چہ ابو عامر اسی خیال سے سب سے پہلے میدان جنگ میں لڑنے کو آیا اور بنو اوس کو آواز دی ان لوگوں نے اس کی آواز پہچان کر کہا لا انعم اللہ بک عتیا یا فاسق یعنی ''اے فاسق تیری آنکھ کو نعمت نصیب نہ ہو''۔

آغازِ جنگ:

اس کے بعد لڑائی شروع ہو گئی۔ مسلمانوں نے جی کھول کر مقابلہ کیا اس میں حضرت حمزہ ؓ وحضرت طلحہ وحضرت شیبہ وحضرت ابودجانہ وحضرت نضر بن انس (رضی اللہ عنہم) بڑی بڑی مشکلات میں مبتلا ہوئے۔ ان کے علاوہ انصار ؓ کی ایک جماعت سینہ سپر ہو کر شہید ہوئی لڑائی کا آغاز نہایت دشوار اور سخت ہو گیا پہلے تو قریش کے پاؤں میدانِ جنگ سے اکھڑ گئے مسلمانوں کے حملے سے منہ چھپا کر بھاگے لیکن اس کے بعد جونہی تیر اندازان اسلام اپنا مرکز قیام چھوڑ کر آگے بڑھے مشرکین نے پلٹ کر تیر اندازوں کو پیچھے سے مارنا شروع کر

Marfat.com

دیا۔ مسلمانوں کی صفیں درہم برہم ہوگئیں۔

حضرت مصعب بن عمیرؓ کی شہادت:

دشمنانِ خدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچ گئے۔ لیکن حضرت مصعب بن عمیرؓ علم بردار نے جو آپ کے پاس ہی تھی کفار کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ شہید ہو گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ مبارک پر چوٹ آئی۔ دائیں جانب کے نیچے کا دانت شہید ہو گیا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ سب ایذائیں عتبہ بن ابی وقاص وعمر بن قمیہ لیثی نے پہنچائیں تھیں اور یہی اس امر کے بانی مبانی ہوئے تھے۔

حضرت حنظلہ کی شہادت:

ابوسفیان پر حنظلہؓ نے جیسے ہی دوڑ کر وار کرنا چاہا شداد بن اسود لیثی نے ایک گڑھے سے نکل کر روک کر وار کر دیا جس سے حضرت حنظلہؓ شہید ہو گئے۔ یہ اس وقت جنبی تھے (یعنی ان پر غسل جنابت فرض تھا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو ملائکہ نے غسل دیا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کفار کی یورش:

مشرکین نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پتھراؤ شروع کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک گڑھے میں گرنے لگے حضرت علیؓ نے پہنچ کر فوراً ہاتھ پکڑ لیا اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے کمر میں ہاتھ ڈال کر اُٹھالیا چہرہ مبارک کے زخم کو مالک بن سنان خدری (والد ابوسعید خدری) نے خون سے صاف کیا مغفر (لوہے کا خود) کے دو حلقے چہرہ تک اتر آئے تھے جن کو حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے نکالا۔ مشرکین لڑتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچ گئے کئی صحابیؓ اس مقام پر شہید ہو گئے۔ آخری صحابیؓ عمار بن یزید بن السکن تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بچانے کی غرض سے مشرکین کے مقابلہ پر آئے اور شہید ہوئے۔ ان کے بعد

Marfat.com

حضرت طلحہؓ نے مشرکین کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ مشرکین آپ کے پاس سے دور ہو گئے ابو دجانہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھپائے ہوئے کھڑے ہوئے تھے تیر پر تیر ان کی پشت پر لگتے جاتے مگر حرکت تک نہ کرتے تھے یہاں تک کہ آپؓ شہید ہو گئے قتادہ بن النعمانؓ کی آنکھ پر ایک تیر آ کر لگا جس سے ان کی آنکھ نکل کر رخسار پر آ گئی تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے آنکھ کو اس کی جگہ پر رکھ دیا اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اچھی ہو گئی۔

شہادتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی افواہ:

نضر بن انسؓ لڑتے ہوئے صحابہؓ کی اس جماعت تک پہنچے جو متحیر کھڑے ہوئے تھے نضر بن انسؓ نے ان سے کہا "تم لوگ کیا دیکھتے ہو؟" ان لوگوں نے کہا کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو شہید ہو گئے اب کیا کریں" نضر بن انسؓ نے کہا "چلو لڑو جو کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالتِ حیات میں کرتے، وہی اب کرو اور اسی حال میں اپنی جان دے دو جس حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہید ہوئے ہیں" یہ کہہ کر آگے بڑھے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے ان کے جسم پر ستر زخم لگ چکے تھے اکہتر دیں زخم سے شہید ہوئے۔ عبدالرحمن بن عوف کے بیس زخم لگے تھے زیادہ چوٹ پاؤں میں آئی تھی اس وجہ سے وہ لنگڑا کر چلتے تھے۔ اسی لڑائی میں حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا شہید ہوئے ان کو وحشی[۴۲] غلام بن مطعم بن عدی نے شہید کیا۔ عمرو بن قمیہ نے[۴۳] اسی اثناء میں مصعب بن عمیرؓ علم بردار لشکر اسلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس شہید کیا اور اس خیال سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہید ہو گئے ہیں کم بخت نے ایک بلند مقام پر چڑھ کر چلا کر کہہ الا ان محمد قد قتل) یعنی "کان کھول کر سن محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قتل کر دیئے گئے" اس آواز کے سنتے ہی اصحابؓ کے ہاتھوں کے طوطے اُڑ گئے، ہوش و حواس جاتے رہے تحیر کے عالم میں کھڑے ہو گئے کسی سے کچھ نہ بن پڑتا تھا حیرت زدہ ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے کہ کعب بن مالک شاعر (از بنو سلمہ) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچان کر ب آواز بلند کہا "خوش ہو جاؤ رسول

Marfat.com

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ ہیں' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے دوبارہ کہنے سے روک دیا۔

مجاہدین کا پہاڑی پر اجتماع:

صحابہؓ اس آواز کے سنتے ہی آپ کے پاس آ کر جمع ہو گئے اور آپ کے ہمراہ پہاڑ کی گھاٹی کی طرف چلے گئے جن میں حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ و علیؓ و زبیرؓ حرث ابن الصمۃ انصاری رضی اللہ عنہم شامل تھے اتنے میں ابی بن خلف آ پہنچا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حرب بن الصمۃ کے ہاتھ سے نیزہ لے کر اس کے گلے میں مارا جس کی چوٹ سے منہ پھیر کر بھاگا مشرکین نے آواز دے کر کہا کہ ایک خفیف چوٹ کھا کر بھاگ نکلا دوڑ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکڑ۔ ابی نے کہا واللہ اس زخم سے میں جانبر نہ ہوں گا یہ نیزہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مارا ہے اگر کسی اور نے مارا ہوتا تو مجھ کو مطلق خیال نہ ہوتا۔ چناں چہ واپسی کے وقت راستے میں مر گیا۔

وحی کا نزول:

لڑائی ختم ہونے پر علیؓ بن ابی طالب پانی لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منہ دھو کر وضو کیا اور پہاڑ کی چٹان پر چندے توقف کر کے بیٹھ کر اپنے اصحابؓ کے ساتھ نماز ظہر ادا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ سے شکست خوردہ مسلمانوں کے لیے دعا مغفرت کی اس وقت اللہ جل شانہ نے یہ آیت نازل فرمائی:

(ان الذین تولوا منکم یوم التقی الجمعن انما استزلھم الشیطن ببعض ما کسبوا ولقد عفا اللہ عنھم ان اللہ غفور حلیم)

''بے شک تمھارے جو آدمی اس دن جس دن دو جماعتوں کا مقابلہ ہوا بھاگ کھڑے ہوئے تھے انھیں ان کے گناہوں کی وجہ سے شیطان نے ڈگمگا دیا تھا۔ اللہ نے ان کا قصور معاف فرما دیا۔ واقعی اللہ انتہائی بخشش والا اور نہایت بردبار ہے۔''

شہدائے جنگِ اُحد:

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا، اس لڑائی میں مسلمانوں کی طرف سے حضرت حمزہؓ ابن

Marfat.com

عبدالمطلب اور حضرت عبداللہ بن حجش رضی اللہ عنہ و حضرت معصب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور پینسٹھ سرداران انصار شہید ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے انھیں خون آلودہ کپڑوں میں جو وہ پہنے ہوئے تھے بلاغسل و نماز دفن کیا گیا اور مشرکین کی جانب سے بائیس نفر مارے گئے ان میں ولید بن العاصی بن ہشام وابوامیہ بن ابی حذیفہ بن المغیر وہاشم بن ابی حذیفہ بن المغیر وابوعزہ عمرو بن عبداللہ بن جمح شامل تھا۔ اخرالذکر شخص جنگ بدر میں قید ہو کر آیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے غریب اور کثیر العیال ہونے کی وجہ سے بلا فدیہ اس شرط پر چھوڑ دیا تھا کہ آئندہ مسلمانوں کے مقابلہ پر نہ آئے گا لیکن جب اس لڑائی میں دوبارہ گرفتار ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی گردن زنی کا حکم دیا۔ البتہ ابی بن خلف کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے قتل کیا۔

ابوسفیان کی دعوتِ جنگ:

ابوسفیان نے پہاڑ پر چڑھ کر بآواز کہا الحرب سجال یوم احد بیوم بدر احل ہبل یعنی ”لڑائی ختم ہوگئی یوم اُحد و بدر کے برابر ہو گیا ہبل اپنا دین ظاہر کر“ اور موعد کم العامل القابل ”یعنی آئندہ سال پھر تمھاری لڑائی کا وعدہ ہے“ کہتا ہوا لوٹا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے (ادھر) صحابہ رضی اللہ عنہم نے جواب دیا ھو بیننا و بینکم یعنی ”ہماری اور تمھاری یہی میعاد ہے“ یہ سن کر مشرکین مکہ واپس ہو گئے۔

حضرت حمزہ کی لاش کا مثلہ:

لڑائی کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کے لاشہ پر کھڑے ہوئے افسوس کرتے رہے ہند اور اس کے ساتھی عورتوں نے ان کا جگر نکال کر چبایا تھا۔ کان اور ناک اور اعضائے تناسل کاٹ ڈالے تھے (عرب اسی کو مثلہ کرنا کہتے ہیں) جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ امور ملاحظہ فرمائے تو آپ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھ کو قریش پر فتح یاب کرے گا تو میں ان میں تیس آدمیوں کو مثلہ کروں گا اس کے بعد آپ اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم

Marfat.com

کے ساتھ مدینہ واپس تشریف لے آئے۔

(مترجم) جنگِ اُحد کے اسباب:

جنگ احد پر قریش کو ابھارنے والا واقعہ بدر ہے جس میں ان کو شکست فاش اور بہت بے طرح ہزیمت ہوئی تھی اس واقعہ میں عبداللہ بن ابی، ربعیہ عکرمہ بن ابی جہل وصفوان بن امیہ اور ابوسفیان وغیرہ پیش پیش تھے۔ قبائل کنانہ وتہامہ مع اپنے خلفاء کے شریک تھے ابو سفیان اپنی زوجہ ہند بنت عتبہ کو عکرمہ بن ابی جہل اپنی زوجہ ام حکیم بنت الحرث بن المغیرہ فاطمہ بنت الولید بن المغیرہ (اپنی ہمشیرہ خالد) جوصفوان بن امیہ بریرہ بنت مسعود ہمشیرہ عمرو بن مسعود کو عمرو بن العاص بریط بنت منبہ بن الحجاج کو طلحہ بن ابی طلحہ سلاقہ بنت سعد اپنی زوجہ کو ساتھ لے تیا تھا علاوہ ان کے رووٗساء قریش کی عورتیں اور خناس بنت مالک بن المضرب (قبیلہ بنو مالک بن حسل سے) اپنے لڑکے ابوعزیز بن عمیر کے ہمراہ اور عمرہ بنت علقمہ بنو حرث بن عبد مناۃ ابن کنانہ سے) شریک معرکہ احد تھی یہ عورتیں دف بجاتی اور یہ اشعار پڑھتی تھیں۔

ان تقبلــو انعنـــانق
ونفـــرش الـــنمارق
اوتـــدبروا انفـــارق
فـراق غـــیر وامـــق

''اگر تم لڑائی میں پیش قدمی کرو گے تو ہم تمھیں گلے لگائیں گی اور تمھارے لیے بستر بچھائیں گیا ورا گر لڑائی سے بھاگو گے تو ہم متنفر ہو کر تم سے جداء ہو جائیں گی''۔

اس لشکر کے تلم بردار بنو عبدالدار تھے اور سردار ابوسفیان بن حرب تھا بدھ کو کفار قریش جبل اُحد کے سامنے ایک وادی میں پہنچے۔ جمعرات اور جمعہ ٹھہرے رہے۔

جبلِ اُحد کے تیر اندازوں کو ہدایت:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بروز جمعہ بعد نماز جمعہ ۴ شوال ۳ھ بمطابق ۶۲۴ء کو مدینہ سے

Marfat.com

بغرض مقابلہ نکلے اور پندرہ تاریخ ماہ مذکورہ بروز پیر میدان میں صف آرائی کی سات سو آدمیوں میں سے پچاس تیراندازوں کو جبل احد پر بٹھایا اور یہ حکم دیا کہ تم لوگ یہاں سے حرکت نہ کرنا خواہ ہماری فتح ہو یا شکست ہو اس غرض سے کہ کفار کا لشکر درّہ سے نکل کر لشکر اسلام پر پیچھے سے حملہ نہ کر سکے باقی ساڑھے چھ سو آدمیوں کو لے کر آگے بڑھے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جنگی لباس میں:

اس دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دو زرہ پہنے ہوئے تھے لواء اسلام حضرت مصعب بن عمیرؓ کے ہاتھ میں تھا۔ حضرت زبیرؓ میمنہ کے حضرت مقدادؓ میسرہ کے سواروں کے سردار حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب مقدمہ کے افسر تھے سب سے پہلے انھوں نے اپنے مقدمہ کو آگے بڑھایا خالد وعکرمہ نے زبیر مقداد پر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قلب پر حملہ کیا۔ طلحہ بن ابی طلحہ مشرکین کا علم بردار لشکر کی صفوں سے نکل کر مدیان میں آیا اور ڈانٹ کر بولا یا معشر اصحاب محمد انکم تزعمون من ان اللہ یعجلنا بسیو نکم الی النار و یعلجلکم بسیو فنا الی الجنۃ فھل احد منکم یعحلہ منیفی الی الجنۃ۔

یعنی ''اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ماننے والو تمھارا خیال ہے کہ اللہ ہمیں تمھاری تلواروں سے جہنم اور ہماری تلواروں سے جنت عطا فرمادے گا تو کیا تم میں سے کوئی میری تلوار سے جنت میں جانے کا مشتاق ہے؟'' علیؓ ابی طالب یہ سنتے ہی نکل کر مقابلہ پر آئے اور اس پر ایسی تلوار چلائی کہ اس کا شانہ سے بازو اور پاؤں تک کاٹتی چلی گئی اور وہ اوندھا ہو کر ایسا گرا کہ اس کا ستر کھل گیا۔ علی ابن ابی طالبؓ نے عرض کیا اس کے لیے ستر ہو جانے سے مجھے حیا آ گئی۔

مشرکین کی پسپائی:

اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی تلوار ابودجانہؓ کو مرحمت فرمائی جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اور حضرت علیؓ ابن ابی طالب اور حضرت حمزہؓ اور اصحاب کبار (رضی اللہ عنہم) کا ایک گروہ لڑتا ہوا لشکر کفار میں گھس گیا اور اللہ جل شانہ نے اپنی عنایت سے مسلمانوں کی مدد

Marfat.com

فرمائی اور لشکر کفار کو شکست ہوئی عورتیں بھاگ بھاگ کر ٹیلوں پر جا پہنچیں۔ ابو سعد بن ابی طلحہ کو سعد بن ابی وقاصؓ نے عاصم ابن ثابت نے مسافع وجلاس پسران طلحہ کو عثمان بن ابی طلحہ وارطاۃ بن شرحبیل کو حمزہ بن عبدالمطلبؓ نے ایک ہی وار میں قتل کر دیا۔ علاوہ ان کے سترہ رؤسا قریش وسرداران لشکر کفا اور مارے گئے ان کا علم بنو عبدار چھوڑ کر بھاگ گئے۔ بنو ابی طلحہ کا ایک غلام حبشی اس کو لے کر لڑنے لگا جب اس کے ہاتھ کٹ کر گر گئے تو اس نے بیٹھ کر سینہ وگردن کے زور سے علم کو سنبھالا جب اس کی گردن بھی تن سے جدا ہوگئی تو کفار کا علم زمین پر گر پڑا تھوڑی دیر تک زمین پر پڑا رہا اور دلاوران اسلام بڑھ بڑھ کر کفار کو مارنے لگے۔

مجاہد تیر اندازوں کی حکم عدولی:

اسی اثناء میں تیر اندازان اسلام میں سے تیس آدمی اپنی فتح اور کفار کی غارت گری نیز ن کی شکست اور ہزیمت دیکھ کر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اپنے افسر عبداللہ بن جبیر کے حکم کے خلاف نی جگہ چھوڑ کر لڑنے والی جماعت سے آملے چناں چہ اس خلاف ورزی کے نتیجہ میں تھوڑی یر کے بعد مسلمانوں کی فتح شکست سے بدل گئی اور جس امر کا خوف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلے سے تھا وہی پیش آ گیا۔

ؑالد بن ولید کا حملہ:

لشکر کفار کے سوارانِ میمنہ کے سردار خالد بن ولید نے میدان خالی دیکھ کر ایک میل کا بکر کاٹ کر درہ سے نکل کر پہلے ان بقیہ بیس تیر اندازوں پر حملہ کیا جو جبل احد پر حسب حکم نحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے تھے۔ ادھر عکرمہ نے مسلم تیر اندازوں کو خالد بن ولید سے مصروف نگ دیکھ کر دوسری طرف سے لشکرِ اسلام پر یعنی پیچھے سے حملہ کر دیا۔ اسی وقت لڑائی کا نقشہ ؑل گیا مشرکین کے سواران میمنہ ان بیس تیر اندازوں کو اسی جگہ پر شہید کر کے عکرمہ سے ملے اور اس فوری تغیر وتبدل میں عمرہ بنت علقمہ نے دوڑ کر مشرکین کا علم اُٹھا کر کھڑا کر دیا۔ وسفیان نے جب یہ بدلا ہوا رنگ دیکھا تو قدم جما کر دوبارہ حملہ کر دیا مسلمانوں کے پاؤں

Marfat.com

اکھڑ گئے اور ان کو جن مصائب میں مبتلا ہونا تھا، مبتلا ہو گئے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کفار کی یلغار:

ابن اسحاق نے باسانید محمود بن عمرو سے روایت کی ہے کہ جس وقت فریقین ایک دوسرے سے دست بدست لڑنے لگے اور کفار کا لشکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب پہنچ گیا آپ نے اس وقت فرمایا (من رجل یشری لنا نفسنه) یعنی "ہے کوئی جو ہمارے لیے اپنی جان قربان کر دے؟" زیاد بن السکن یہ سن کر کھڑے ہو گئے ان کے علاوہ پانچ انصارؓ اور آپ کے پاس شہید ہو گئے آخری شہید ہونے والے عمارہ تھے جب یہ بھی زخمی ہو کر گرے تو اور مسلمانوں نے پہنچ کر مجمع کفار کو منتشر کیا۔ آپ نے عمارہ کی نسبت ارشاد کیا (اولوہ منی) "ان کو مجھ سے قریب کرو" لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قدم مبارک اپنے رخساروں سے لگا لیا اور اسی حالت میں جاں بحق ہو گئے۔ اسی دارو گیر و پریشانی میں حمزہؓ بن عبدالمطلب شہید ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے مبارک پر زخم آیا جس کی تفصیل اوپر بیان کی گئی۔

حضرت امّ عمارہ بنتِ کعب:

ابن ہشام تحریر فرماتے ہیں کہ اس لڑائی میں مسلمانوں کی جانب سے ایک عورت شریک جنگ ہوئیں جن کا نام ام عمارہ نسیبہ بنت کعب مازینہ تھا۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روانگی کے بعد پیچھے پیچھے لڑائی دیکھنے کی غرض سے گئی تھیں جب تک مسلمانوں کی بازی چڑھی رہی یہ تماشا دیکھتی رہیں لیکن جس وقت مسلمانوں کو شکست ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفار کے گھیرے میں آ گئے تب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچ کر لڑنے لگیں۔ ان کے مونڈھے پر بھی ایک زخم لگا تھا یہ کہتی ہیں کہ میں نے ابن قمہ پر کئی وار کیے گے تھے مگر عدو اللہ دو زرہ پہنے ہوئے تھا۔

Marfat.com

مجاہدین کا پہاڑ کے ٹیلے پر اجتماع:

لڑائی ختم ہونے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع اپنے اصحابؓ کے پہاڑ کے ایک ٹیلے پر جا ٹھہرے اتنے میں خالد بن ولید عالیہ جبل پر چڑھتے ہوئے دکھائی دیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "یہ مناسب نہیں ہے کہ کوئی شخص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بلند ہو حضرت عمر بن الخطابؓ یہ سنتے ہی چند آدمیوں کو اپنے ہمراہ لے کر ان سے مقابل ہوئے اور ان کو لڑ کر پہاڑ سے نیچے اُتار دیا۔ یہ روایت ابن ہشام کی ہے اور ابن اثیر کے نزدیک خالد بن نہ تھے بلکہ ابوسفیان تھا

ابوسفیان کی لاف زنی:

اس کے بعد ابوسفیان اپنے ہمراہیوں کو ایک مقام پر جمع کر کے لشکر اسلام سے مخاطب ہو کر کہنے لگا انی القوم محمد "کیا تم لوگوں میں محمد ہیں" تین بار دریافت کرنے پر بھی جب اس کا جواب حسبِ ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ جواب نہ دیا گیا تو کچھ دیر سکوت کر کے پھر پکارنے لگا ان القوم ابی قنحافه "کیا تم لوگوں میں ابوقحافہ یعنی ابوبکرؓ ہیں" تین بار اس فقرہ کی بھی اس نے تکرار کی لیکن اس طرف سے خاموشی اختیار کی گئی پھر کچھ دیر سوچ کر بہ آواز بلند دریافت کیا انی القوم عمر بن الخطاب "کیا تم لوگوں میں عمرؓ بن الخطاب ہیں؟" جب اس سوال کا جواب بھی سوائے سکوت کے کچھ نہ دیا گیا تو اس وقت وہ خاموش ہو کر اپنے ہمراہیوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا اما ھو لاء فقد قتلوا "یعنی معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب مارے گئے"۔

حضرت عمرؓ اور ابوسفیان:

حضرت عمرؓ الخطاب کو اس بات کے سننے کی تاب نہ رہی چلا کر غصہ سے بول اُٹھے۔ (کذبت ای عدو اللہ قد ابقی اللہ مایجزیک) یعنی "اے اللہ کے دشمن تو جھوٹا ہے ابھی تجھے ذلیل کرنے والے موجود ہیں" ابوسفیان کو یہ سن کر کسی قدر تعجب ہوا پھر از راہ فخر

Marfat.com

کہنے لگا (اعل ھبل اعل ھبل یعنی "اے ہبل (دیوتا) تیری جے ہو اور تیرا بول بالا ہو، آنحضرت ﷺ نے حضرت عمرؓ بن الخطاب سے فرمایا تم یہ کہو (اللہ اعلی و اجل) یعنی "اللہ ہی سب کے برتر اور سب سے بڑا ہے" اس کے بعد ابوسفیان حضرت عمر بن الخطابؓ میں مکالمہ ہونے لگا آنحضرت ﷺ نے حضرت عمرؓ بن الخطاب کو ابوسفیان کے ہر سوال کا جواب بتایا۔

ابوسفیان: ان لنا العزی ولا عزیٰ لکم "یعنی عزیٰ (دیوی) ہماری ہے تمھاری نہیں"۔

عمر بن الخطابؓ: اللہ مولنا لا مولی لکم یعنی "اللہ ہمارا ہی مددگار ہے تمھارا نہیں۔"

ابوسفیان: ھذا بیوم بدر یعنی "جنگ احد جنگ بدر کا بدلہ ہے اور اب ہم دونوں برابر ہیں"۔

عمر بن الخطابؓ: لا سواء قتلانا فی الجنۃ وقتلا کم فی النار یعنی "برابر نہیں ہے۔ کیوں کہ ہمارے آدمی جنت میں ہیں اور تمھارے جہنم میں ہیں"۔

اس مکالمے کے ختم ہونے کے بعد ابوسفیان نے حضرت عمر بن الخطابؓ کو اپنے قریب بلایا۔ حضرت عمرؓ بحکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوسفیان کے پاس گئے۔

ابوسفیان: انشدک یا عمر اقتلنا محمداً یعنی "اے عمرؓ میں تم سے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا ہم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر دیا ہے"

عمر: اللھم لا وانہ لیسمع کلامک الان یعنی "نہیں ہرگز نہیں اس وقت آپ کی باتیں سن رہے ہیں"

ابوسفیان: انت اصدق و ابر من ابن قمیۃ یعنی "تم ابن قمہ سے زیادہ سچے اور نیک ہو"۔

عمر: نعم اللہ اصدق و ابر یعنی "ہاں اللہ سب زیادہ سچا اور صداقت پسند ہے"۔

ابوسفیان: اما انکم ستجدون فی قتلا کم مثلۃ واللہ مار ضیت ولا سخطت مانھیت وما امرت) یعنی "دیکھو تم اپنے شہیدوں کے ناک کان کٹے ہوئے پاؤ گے تو میں

Marfat.com

نے اس سے خوش ہوا اور نہ برہم ہی ہوا نہ میں نے مثلہ کرنے کا حکم دیا اور نہ منع کیا۔

مشرکین کی مکہ کو مراجعت:

ابوسفیان اس گفتگو کے بعد لوٹ گیا اور اپنے ساتھیوں سے یہ آواز بلند کیا۔ (موعد کم بدر العام القابل) یعنی آئندہ سال بدر میں تم سے لڑائی کا وعدہ ہے۔ ادھر سے صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت سے جواب دیا (نعم هو بيننا و بينك موعدا) یعنی ''اچھا وہی ہمارا اور تیرا وعدہ ہے'' اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی ابن ابی طالب ؓ کو ابوسفیان کے پیچھے روانہ کیا اور فرمایا ''کہ اگر یہ قوم گھوڑوں کو چھوڑ کر اونٹوں پر سوار ہو تو سمجھ لینا کہ یہ لوگ مکہ جارہے ہیں اور اگر گھوڑوں پر سوار ہوں اور اونٹوں کو خالی رکھیں تو ان کا قصد مدینہ پر حملہ کرنے کا ہوگا اس وقت مجھ کو تم بہت جلد اطلاع دینا۔ قسم ہے اس پروردگار کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر قریش نے مدینہ کا قصد کیا تو میں بھی ان پر حملہ آور ہوں گا اور ان سے بہت اچھی طرح بدلہ لوں گا''۔ علی ؓ ابن ابی طالب ابوسفیان کے پیچھے گئے اور ایک ٹیلہ پر کھڑے ہو کر دیکھا اور واپس آئے اور عرض کیا کہ ''قریش مکہ کی طرف روانہ ہو گئے''۔

حضرت سعد بن الربیع کی شہادت:

قریش کی روانگی کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سعد بن الربیع انصاری ؓ کو تلاش کیا وہ ایک گڑھے میں زخمی پائے گئے ان میں اتنا دم نہ تھا کہ اُٹھا کر آپ تک لائے جاسکتے۔ انصاری ؓ صاحب نے اپنے متلاشی سے آخری کلام یہ کیا ''میرا اسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہنا اور کہنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے ساتھ وہ سلوک و احسان کیے ہیں جو نبی اپنی امت کے ساتھ کرتا ہے اللہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جزائے خیر دے اور میری قوم سے سلام کے بعد کہنا کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میرے بعد کوئی تکلیف ہوئی یا ان کو کسی نے کچھ تکلیف پہنچائی تو اگر تم میں سے کوئی ایک بھی زندہ ہو تو میں کل اللہ جل شانہ کے روبرو تم سے دامن گیر ہوں گا اور تمھارا کوئی حیلہ و عذر نہ سنوں گا''۔ یہ کلام ختم کرتے ہی خود بھی ختم ہو گئے۔

Marfat.com

بہ حکمِ الٰہی مثلہ کی ممانعت:

حضرت حمزہؓ ابن عبدالمطلب مثلہ (ناک کان کاٹے ہوئے) کیے ہوئے بطن وادی میں پائے گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سخت صدمہ ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر اللہ جل شانہ مجھے قریش پر غلبہ مرحمت فرمائے گا تو میں ان کے بیس آدمیوں کا مثلہ کروں گا۔ صحابہؓ نے بھی یہ سن کر ایسا ہی کہا۔

پس اللہ جل شانہ نے یہ آیت نازل فرمائی:

(وان عاقبتم نعاقبوا بمثل ماعوقبتم به ولئن صبرتم هو خير اللصبرين)

''یعنی اگر تم بدلہ لو تو اپنی ایذا کے برابر لو اور اگر صبر کر لو تو صبر کرنے والوں کے لیے صبر سب سے اچھا ہے''۔

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبر کیا اور آئندہ لڑائیوں میں مثلہ کرنے سے منع فرما دیا۔

شہدا کی تدفین:

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ بعض لوگوں نے اپنے مقتول عزیزوں کو مدینہ لا کر دفن کرنا چاہا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہداء کو مدینہ میں لا کر دفن کرنے سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا ''کہ جہاں یہ شہید ہوئے ہیں وہیں دفن کیے جائیں'' چناں چہ دو دو تین تین شہید ایک ایک قبر میں دفن کیے جانے لگے۔ البتہ پہلے وہ شخص دفن کیا جاتا تھا جو قرآن کو زیادہ جانتا تھا۔

قزمان کی خودکشی:

اُحد کے زخمیوں میں قزمان نامی ایک شخص پایا گیا جس کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر فرمایا کرتے تھے ''کہ قزمان دوزخیوں میں سے ہے لیکن اس نے جنگ اُحد میں آٹھ یا نو مشرکوں کو قتل کیا اور آخر میں خود زخمی ہوا جب اس کو گھر اُٹھا کر لائے تو بعض صحابیوںؓ نے اس سے کہا اے قزمان ہم تجھ کو مبارکباد دیتے ہیں'' قزمان نے جواب دیا تم

Marfat.com

مجھ کو کس بات کی مبارک باد دیتے ہو میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے تو نہیں بلکہ اپنی قوم کے خیال اور ان کے بچانے کو غرض سے لڑا ہوں۔ اس کے کہنے کے بعد جب زخم کی تکلیف زیادہ ہوئی تو اس نے خودکشی کر لی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو آپ نے فرمایا ((صدق اللہ رسول)) ''واللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سچا کیا''۔

مخریق کو بہترین یہود کا خطاب:

اس لڑائی میں علاوہ مسلمانوں کے ایک یہودی مخریق نامی بھی قتل ہوا اس کا یہ ماجرا ہوا کہ جب اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیش قدمی خبر پہنچی تو اس نے اپنی قوم سے کہا اے گروہ یہود تم جانتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد تم پر فرض ہے یہودیوں نے کہا آج ہفتہ کا دن ہے۔ مخریق نے یہ کہہ کر کہ ''ہفتہ اس میں مانع نہیں ہو سکتا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کفار کا مقابلہ ہے'' اپنی تلوار اُٹھائی اور میدان میں جا کر قتل ہو گیا چوں کہ اس نے روانگی کے وقت یہ کہہ دیا تھا کہ اگر میں مارا جاؤں تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ مطالبہ نہ کرنا اس وجہ سے یہود خاموش رہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا وقعہ سن کر مخریق کو بہترین یہود فرمایا۔

حرث بن سوید منافق کا انجام:

اسی لڑائی میں حرث بن سوید بن الصامت منافق مسلمانوں کے ہمراہ مدینہ سے لڑنے کے لیے نکلا جب مقابلہ کا وقت آیا و یہ مجذر بن زیادہ قیس بن زید کو شہید کر کے مکہ بھاگ گیا۔ حضرت عمر بن الخطابؓ نے اس کا تعاقب کیا لیکن یہ دور نکل گیا تھا اس وجہ سے واپس تشریف لے آئے پھر اس نے اپنے بھائی کے ذریعہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معافی چاہی اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کو معافی دینے سے منع فرمایا لیکن چند روز بعد خفیہ طور سے مدینہ آ گیا ایک روز اتفاق سے گرفتار ہو گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے عثمانؓ بن عفان نے اس کو قتل کر دیا۔ ابن ہشام بیان کرتے ہیں کہ حرث بن سوید نے قیس بن زید کو قتل نہیں کیا تھا بلکہ صرف مجذر کو قتل کر کے بھاگ گیا تھا اس دلیل سے کہ ابن اسحاق نے قیس بن زید کو شہداء

Marfat.com

احد میں ذکر نہیں کیا۔ مجذر کو اس نے اس وجہ سے قتل کیا تھا کیوں کہ مجذر نہ اس کے باپ سوید کو قتل کیا تھا۔ سوید کا قتل اوس وخزرج کے درمیان جھگڑے کے وقت ہوا تھا۔

سورۂ آلِ عمران:

ان واقعات کے دیکھنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے صبر وتحمل وثابت قدمی اور منافقوں کے لیے یہ لڑائی اسی محک کا حکم رکھتی تھی۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے ساٹھ آیتیں سورۃ آلِ عمران کی اس کے حق میں نازل فرمائے جس کی تفصیل کے لیے ایک جداگانہ کتاب لکھنے کی ضرورت ہے میرے نزدیک لڑائی کا عنوان بدل جانے کا اور کوئی ظاہری یا واقعی سبب اس کے سوائے نہ تھا جس کا تذکرہ اوپر ہو چکا ہے۔ اگرچہ کتب تواریخ میں بے شک مورخوں نے لکھ دیا۔ واللہ اعلم۔ انتہی اکلام المترجم۔

غزوہ حمراء الاسد:

جنگ اُحد سے واپسی پر دوسرے دن ۱۶ شوال ۳ھ بروز اتوار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دشمنانِ خدا کے مقابلے کے قصد سے پھر تیار ہوئے اور حکم دیا کہ اس غزوہ میں جابر بن عبداللہؓ [۴۴] کے علاوہ صرف وہی لوگ شرکت کریں گے جو جنگ احد میں شریک تھے چناں چہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور وہ تمام صحابہ کرامؓ جو جنگ احد میں شریک ہوئے تھے مع زخمیوں کے روانہ ہوئے اور مدینہ سے آٹھ میل رمقام حمراء اسد میں پہنچ کر قیام کیا۔ تین روز تک آپ اس مقام پر مقیم رہے اس دوران معبد بن ابی معبد خزاعی اس طرف سے ہو کر مکہ جارہا تھا کہ راستے میں روحا میں ابوسفیان سے ملا۔ اس وقت یہ لوگ (نعوذ باللہ) اسلام کے استیصال سے مدینہ کی طرف لوٹنے پر آمادہ ہو رہے تھے۔ معبد خزاعی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیش قدمی سے مطلع کیا۔ [۴۵] ابوسفیان اس خبر کے سنتے ہی اس خیال سے کہ مبادا انجام دگرگوں نہ ہو جائے فوراً مکہ کی طرف روانہ ہو گیا۔

Marfat.com

رجیع کا واقعہ:

ماہِ صفر ۴ھ میں چند آدمی بطون عضل وقارہ (بنو ہون قبیلہ خزیمہ برادر بنو اسد) کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور ظاہر کیا کہ ہماری قوم مشرف بہ اسلام ہو چکی ہے۔ ہم اور ہماری قوم قرآن پڑھتے اور احکام شرعیہ سیکھنے کے شائق ہیں۔ لہٰذا آپ ایسے چند لوگ ہمارے ساتھ کر دیجیے جو ہمیں مذہبی باتیں سکھائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے کہنے سے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے حسب ذیل چھ آدمی روانہ فرمائے: (۱) مرثد بن ابی مرثد غنوی (۲) خالد بن البکیر لیثی (۳) بنو عمرو بن عوف کے عاصم بن ثابت بن ابی الافلح (۴) بنو جحب بن کلفہ کے خبیب بن عدی (۵) زید بن الدثنہ بن بیاضہ بن عامر (۶) عبداللہ بن طارق حلیف بنوظفر (رضی اللہ عنہم) اور مرثد بن ابی مرثد کو افسر مقرر فرمایا۔ جب یہ لوگ رجیع پر پہنچے تو عضل وقارہ والوں نے ان کے ساتھ غداری کی بنو ہذیل نے آ کر گھیر لیا۔ مرثد اپنے ہمراہیوں کو لے کر پہاڑ پر چڑھ گئے اور وہیں سے لڑائی پر آمادہ ہوئے مشرکین ہذیل و عضل وقارہ نے کہا آؤ تم کو امان دیتے ہیں ہمارا مقصود یہ نہ تھا کہ تم سے لڑیں بلکہ ہم تم کو آزماتے تھے اور ہم یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ اگر اہل مکہ کا مقابلہ ہو جائے تو تم ان کے مقابلہ میں ٹھہر سکو گے یا نہیں؟ لیکن مرثد و خالد و عاصم (رضی اللہ عنہم) نے مشرکین کے عہد و پیمان نیز اقرار و پیمان پر اطمینان نہ کیا لڑے اور لڑ کر شہید ہو گئے۔

شہادتِ صحابہ رضی اللہ عنہم:

ان لوگوں کے شہدا ہونے کے بعد ہذیل کو یہ طمع دامن گیر ہوئی کہ عاصم رضی اللہ عنہ کا سر کاٹ کر سلافہ بنت سعد بن شہید کے پاس لے جانا چاہیے اس سے خاطر خواہ قیمت وصول ہوگی۔ یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ سلافہ نے جنگ احد میں نذر مانی تھی۔ کہ عاصم رضی اللہ عنہ کے کاسہ سر میں شراب نوشی کروں گی کیوں کہ انھوں نے اس کے دو لڑکوں کو معرکہ احد میں قتل کیا تھا مگر ہذیل کا مقصد حاصل نہ ہوا۔ اللہ جل شانہ نے ان کی لاش کے ارد گرد زنبوروں (بھڑ) کو بھیج دیا جس کے

Marfat.com

سبب سے کفار ہذیل عاصمؓ کا سر نہ کاٹ سکے رات کو پانی کا ریلا آیا اور ان کی لاش بہا لے گیا۔ ان کے باقی تین ہمراہیوں کو گرفتار کر کے مکہ لے چلے جس وقت مرالظہر ان میں پہنچے عبداللہ بن طارق نے تلوار کھینچ لی اکیلے آدمی کیا کر سکتے تھے کفار نے دور سے ان پر تیر برسانے شروع کر دیئے یہاں تک کہ یہ غریب بھی شہید ہو گئے۔ خبیب وزید باقی رہے وہ مکہ میں لائے گئے۔ قریش نے ان کو خرید کر بے جرم وقصور شہید کیا۔[۴۶] (رضی اللہ عنہم)

بیر معونہ کا واقعہ:

ماہ صفر ۴ھ میں ملاعب الاسنہ ابو براء عامر نہ تو مسلمان ہی ہوا اور نہ اس نے اسلام کو نفرت کی نگاہوں سے دیکھا۔ تھوڑی دیر کے بعد اس نے عرض کیا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر تم اپنے چند اصحاب کو اہل نجد کی طرف بغرض دعوتِ اسلام روانہ کرو تو مجھے امید ہے کہ وہ لوگ اسے قبول کر لیں گے۔ آپ نے فرمایا "مجھے ان لوگوں سے اطمیان نہیں ہے" ابو براء نے کہا "میں تمھارے اصحابؓ کا معین و ہمدرد ہوں" آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اطمینان کے بعد منذر بن عمر، ساعدی کو چالیس اور بعض کہتے ہیں ستر صحابیوںؓ کے ہمراہ روانہ کیا۔ انھیں لوگوں میں حرث بن الصمۃ وحرام بن ملحان (انس کے ماموں) وعامر بن فہیرہ نافع بن ہذیل بن ورقاء (رضی اللہ عنہم) بھی شامل تھے جس وقت یہ لوگ بیر معونہ پر (جو کہ ارض بنو عامر حرہ بنو سلیم کے درمیان واقع ہے) پہنچے تو انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نامہ حرام بن ملحانؓ کے معرفت عامر بن الطفیل کے پاس روانہ کیا۔

صحابہ کی شہادت:

عامر بن الطفیل نیاس نامہ نامی کو دیکھا تک نہیں اور شہید کر کے بنو عامر کو بقیہ اصحابؓ کے قتل پر اُبھارا۔ جب انھوں نے ان کی امداد سے انکار کیا تو اس نے بنو سلیم سے کہا چناں چہ میں سے عصیہ ورعل وذکوان اُٹھ کھڑے ہوئے اور ان چالیسوںؓ[۴۷] کو بلا جرم وقصور شہید کو ڈالا انھیں لوگوں کے پیچھے پیچھے منذر[۴۸] بن احیحہ جلاحی اور عمرو بن امیہ ضمری آرہے تھے۔ دور

Marfat.com

سے لشکرِ اسلام پر پرندوں کو اڑتے ہوئے دیکھ کر گھبرا گئے جب قریب آئے تو ان کو بسترِ شہادت پر سوتا ہوا پایا۔ منذر بن احیحہؓ تو لڑ کر اسی جگہ شہید ہو گئے اور عمرو بن امیہ ضمری کو دشمنانِ خدا گرفتار کر کے لے گئے۔ عامر بن الطفیل نے ان کو بنومضر کا سمجھ کر داڑھی تراش کر چھوڑ دیا۔ یہ واقع رجیعنہ کے قریب ۲۰ صفر کو رونما ہوا۔

حلیف مقتولین کا خون بہا:

عمرو بن امیہ ضمری جس وقت بیر معونہ سے مدینہ کو واپس آ رہے تھے۔ رستے میں ان کو دو شخص ملے جو کلاب یا بنوسلیم کے تھے۔ یہ دونوں آدمی عمرو بن امیہ کے ساتھ ایک باغ میں ٹھہر۔ جب یہ سو گئے تو عمرو بن امیہ ضمری نے ان کو بنوعامر بن سلیم کا سمجھ کر قتل کر ڈالا۔ حالانکہ ان کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عہد و پیمان تھا۔ لیکن عمر بن امیہ ضمری کو اس کی اطلاع نہ تھی۔ عمرو بن امیہ نے مدینہ میں پہنچ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کل واقعات سے اور نیز ان کے قتل سے مطلع کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم نے ایسے دو شخصوں کو قتل کیا ہے جن کا خون بہا ضروری ہے''۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کی سازش:

اس واقعہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن نضیر کے مقتولوں کا خون بہا دینے کی غرض سے ان کے پاس گئے اور آپ کے ہمراہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ علیؓ (رضی اللہ عنہم) بھی تھے۔ بنونضیر نے بظاہر خوشی سے قبول کر لیا۔ آپ ایک دیوار کے سایہ میں بیٹھ گئے لیکن درحقیقت مشرکین نے آپ کی اور آپ کے اصحابؓ کے قتل کی پوری پوری تدبیر کی لی۔ انھوں نے ایک شخص عمر بن محاسن بن کعب نامی کو دیوار پر اس ہدایت کے ساتھ چڑھا دیا کہ وہ اوپر سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحابؓ پر پتھر گرا دے۔ جس سے یہ لوگ دب کر مر جائیں اللہ جل شانہ نے بذریعہ وحی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر برحق کو اس سازش سے مطلع کر دیا آپ اس مقام سے اُٹھ کر مدینہ چلے آئے۔ صحابہؓ وہیں بیٹھے رہے جب کچھ تاخیر ہوئی تو آپ کو تلاش کر

Marfat.com

تے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچ گئے آپ نے اللہ جل شانہ کی وحی اور ان کے صلاح و مشورہ سے ان کو مطلع فرمایا اور بنونضیر پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔

غزوہ بنونضیر:

چناں چہ ابن ام مکتومؓ کو اپنے بجائے مدینہ میں مقرر فرما کر ماہ ربیع الاول میں بنونضیر کا محاصرہ کرلا۔ ان لوگوں نے بھی چاروں طرف سے قلعہ بندی کرلی۔ چھ روز تک آپ نے ان کا محاصرہ کیے رہے ان کے کھجوروں کے باغات کاٹ ڈالنے اور درختوں کو جلادینے کا حکم دے دیا۔ عبداللہ بن ابی اور چند منافقوں نے بنونضیر سے یہ کہلا بھیجا کہ ہم تمھارے ساتھ ہیں البتہ نکل کر لڑو تو وہ بھی لڑیں گے اور اگر جلاوطن ہوئے تب بھی ہم سب ہوں گے۔ اس پر بنونضیر کچھ مغرور سے ہو گئے۔ آخر کار ذلیل اور محروم ہو کر امن کے خواستگار ہوئے عبداللہ بن ابی بن سلول بنونضیر کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں یہ پیام لایا کہ بنونضیر اپنی جانوں کی امان اور اس قدر مال واسباب کی حفاظت چاہتے ہیں جس قدر اونٹ اُٹھا کر لے جاسکے۔

بنونضیر کی جلاوطنی:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہتھیاروں کو مستثنیٰ کر کے اس کی اجازت دے دی ان میں سے بعض مثلاً حی ابن اخطب اور ابن ابی حقیق کے خاندان والے خیبر میں جا ٹھہرے اور بعض شام کی طرف ہجرت کر کے چلے گئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا کل مال واسباب مہاجرین اولین میں بالتخصیص تقسیم کر دیا اور اسی مال غنیمت سے بوجہ فقراء ابودجانہ وسہل بن حنیف کو بھی مرحمت فرمایا۔ گو یہ مہاجرین اولین میں سے نہ تھے اسی غزوہ میں بنونضیر کے یہودیوں میں سے یامین بن عمیر بن حجاشؓ اور سعید بن وہب مسلمان ہو گئے ان کے مال واسباب اور ہتھیاروں میں سے کچھ بھی طلب نہیں کیا گیا۔ علماء لکھتے ہیں کہ سورۂ حشر اسی غزوہ میں نازل ہوئی ہے۔ واللہ اعلم۔

Marfat.com

غزوہ ذات الرقاع:

غزوہ بنونضیر کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شروع جمادی اوّل ۴ھ تک مدینہ میں مقیم رہے۔ اس کے بعد نجد کی طرف بنومحارب و بنوثعلبہ (غطفان) میں اعلاء کلمۃ اللہ کی غرض سے روانہ ہوئے۔ مدینہ میں حضرت ابوذر غفاریؓ اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ بن عفان کو اپنا نائب مقرر فرمایا۔ نجد میں پہنچ کر غطفان کی ایک جماعت سے سامنا ہوا لڑائی کی نوبت نہیں آئی۔ فریقین ایک دوسرے سے ڈر گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کے ساتھ صلوٰۃ الخوف پڑھی اس غزوہ کا نام ذات الرقاع ہے۔ اس وجہ سے کہ پہاڑی راستوں میں چلتے چلتے غازیان اسلام کے پاؤں پھٹ گئے تھے اور انھوں نے رفع تکلیف کے خیال سے پاؤں میں کپڑے لپیٹ لیے تھے۔ واقعدی نے لکھا ہے کہ اس غزوہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس پہاڑ پر اترے تھے اس کا نام ذات الرقاع ہے کیوں کہ اس میں سیاہی، سفیدی اور سرخی کے نشانات پائے جاتے ہیں، اسی اعتبار سے اس غزوہ کا نام ذات الرقاع رکھا گیا۔ اس مؤرخ کا یہ خیال ہے کہ یہ غزوہ محرم میں ہوا تھا۔

غزوہ بدر موعد:

شعبان ۴ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ میں اپنے بجائے عبداللہ بن ابی ابن سلول کو مقرر فرما کر خود بدر کی طرف اس وعدہ کے ایفا کی غرض سے روانہ ہوئے جو کہ جنگ احد میں فریقین کے درمیان ہوا تھا جس کا ذکر اس سے پیشتر کیا جا چکا ہے کہ ''جنگ احد میں بعد اختتام لڑائی ابوسفیان نے کہا تھا کہ آئندہ سال لڑائی بدر میں ہوگی۔ مسلمانوں کی طرف سے بحکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جواب دیا گیا اور اس کا اقرار کیا گیا تھا' ابوسفیان بھی اہل مکہ کو کے لے کر حسب وعدہ آیا تلہران یا عسفان میں اترا لیکن گرانی اور قحط کا عذر کر کے بلا جنگ واپس گیا اور واپس گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آٹھ روز کے بعد بدر سے واپس ہو گئے ۴ھ[49] یہی واقعات اس کے بعد ۵ھ شروع ہوتا ہے۔

Marfat.com

غزوہ دومۃ الجندل:

چند مہینوں کے بعد آخر ۳ھ سہ ماہی اوّل ۵ھ (مطابق ۶۳۶ء) میں استیصال و منتشر کرنے کی غرض سے آپ کو جو کہ مسلمانوں کے خلاف دومۃ الجندل میں جمع ہونے والے گروہ کے مدینہ نقل و حرکت کی ضرورت ہوئی۔ اس مرتبہ آپ نے سباع بن عفطہ غفاری کو اپنا نائب مقرر کر کے ماہ ربیع الاول ۵ھ کو مدینہ سے پیش قدمی فرمائی۔ چوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہنچنے سے پہلے مخالفین کا گروہ منتشر ہو گیا تھا۔ لہٰذا بلا جنگ [۵۰] آپ واپس تشریف لے آئے۔ اسی غزوہ میں عینیہ بن حصن کو اراضی مدینہ میں مویشیوں کے چرانے کی اجازت دی گئی۔ کیوں کہ اس کے ملک میں خشک سالی کی وجہ سے سبزی کا وجود برائے نام تھا اور مدینہ میں بارش کی وجہ سے باغات اور کھیت ہر بھرے تھے۔

Marfat.com

باب پنجم

غزوۂ احزاب ۴ ہجری

غزوۂ خندق:

اس کو غزوۃ الاحزاب بھی کہتے ہے یہ شوال ۵ ھ میں ہوا تھا اور صحیح یہ ہے کہ غزوہ ۴ ھ میں ہوا ہے اس بیان کی تائید عبداللہ ابن عمرؓ کا یہ قول ہے کہ ردنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم احد و انا ابن اربع عشرۃ سعتۃ ثم اجازنی یوم الخندق و انا بن خمس عشرۃ سنۃ یعنی "مجھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احد کے دن لوٹا دیا جب میں ۱۴ سال کا تھا پھر خندق کی لڑائی کی اجازت دے دی جب میں ۱۵ سال کا تھا" پس اس قول سے معلوم ہوا کہ جنگ احد اور جنگ خندق میں صرف ایک برس کا وقفہ ہے اور یہی صحیح ہے کیوں کہ یہ غزوہ غزوہ دومۃ الجندل سے بلاشبہ پہلے ہوا ہے۔

جنگ کی وجوہات:

اس غزوہ کا باعث اور سبب یہ ہوا کہ جب بنونضیر جلاوطن ہو کر خیبر کی طرف چلے گئے تو ان میں سے چند لوگ منجملہ ان کے سلام بن ابی الحقیق و کنانہ بن الربیع بن ابی الحقیق و سلام و مشکم وحی ابن اخطب بنونضیر سے اور ہود بن قیس و ابو عمارہ بنو وائل سے تھے مکہ چلے گئے وہاں انھوں نے مکہ والوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت اور لڑائی پر اُبھارا۔ جو لوگ قابلِ جنگ نہ تھے ان سے مالی امداد حاصل کی۔ اس کے بعد بنو غطفان پہنچے اور ان کو بھی لڑائی پر آمادہ کیا۔ چناں چہ ابوسفیان بن حرث سردار قریش اور عبہ بن حصن نے دس ہزار کی جمعیت کے ساتھ مدینہ کا رخ کیا۔

Marfat.com

خندق کی کھدائی:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی روانگی کی خبر سن کر مدینہ کے اردگرد خندق کھودنے کا حکم دیا اور خود بھی خندق کھودنے میں مصروف ہو گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ سلمان فارسیؓ نے خندق کھودنے کی رائے دی تھی۔ خندق کی تیاری کے بعد کفار کا لشکر پہنچا اور مدینہ کے باہر اُحد کی جانب ٹھہرا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں ابن ام مکتومؓ کو اپنا نائب مقرر فرما کر تین ہزار مسلمانوں کے ہمراہ کفار کے مقابلہ پر آئے اور سلع کے میدان میں قیام کیا مسلمانوں اور کفار کے درمیان خندق حائل تھی۔

بنوقریضہ کی بدعہدی:

مشرکین مکہ و بنوغطفان کی دیکھا دیکھی مسلمانوں سے عہد و پیمان کے باوجود بنوقریظہ بھی مسلمانوں کی مخالفت پر آمادہ ہو کر اسی گروہ میں سے مل گئے۔ اس خبر کے سنتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سعد بن معاذ و سعد ابن عبادہ و خوات بن جبیر و عبداللہ بن رواحہ (رضی اللہ عنہم) کو بنوقریظہ کا حال معلوم کرنے کی غرض سے روانہ کیا ان لوگوں نے بنوقریظہ کو جیسا سنا تھا ویسا ہی پایا۔ حضرت سعد بن معاذؓ نے چوں کہ وہ ان کے حلیف تھے بہت کچھ سمجھایا، نصیحت و فضیحت کی۔ لیکن ان لوگوں کے دماغ سے یہ متعفن ہوا نہ نکلی مجبور ہو کر حضرت سعد بن معاذ مع اپنے ہمراہیوں کے واپس آ گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کل واقعہ عرض کیا۔

مدینہ کا محاصرہ:

آپ کو بنوقریظہ کی غداری اور عہد شکنی سے صدمہ ہوا۔ مسلمانوں کو چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا گیا۔ بنوحارثہ و بنوسلمہ نے لڑائی سے اس بہانہ سے جی چرایا کہ ہمارے مکانات مدینہ کے باہر اور کھلے ہوئے ہیں۔ تقریباً ایک مہینہ تک بلا کسی لڑائی کے محاصرہ قائم رہا اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قصد ہوا کہ عینیہ بن حصن و حرث بن عوف سے ثلث اثمار مدینہ (مدینہ کے باغوں کے تہائی پھل) دے کر مصالحت کر لی جائے اور اس طویل محاصرہ سے

Marfat.com

نجات حاصل کی جائے اس بارے میں آپ نے سعد بن معاذؓ اور حضرت سعد بن عبادہؓ سے مشورہ فرمایا۔ ان دونوں بزرگوں نے اس رائے سے اختلاف کیا اور عرض کیا ''یارسول اللہ کیا اللہ جل شانہ نے آپ کو اس طرح صلح کرنے کا حکم دیا ہے؟ اگر ایسا ہے تو آپ ضرور ایسا کرلیجیے یا اگر آپ کو خود یہ صلح کا طریقہ مرغوب اور محبوب ہے تو بھی آپ کر سکتے ہیں یا یہ کہ آپ نے اس میں ہماری بہتری تصور کی ہے اور ہمارے فائدہ کے لیے یہ صلح فرمار ہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک میں تمھارے لیے یہ صلح کرنا چاہتا ہوں میں نے اس مرتبہ یہ خیال کیا ہے کہ عرب نے متفق ہو کر تم پر ایک کمان سے تیراندازی کی ہے حضرت سعد بن معاذؓ نے عرض کیا کہ جب ہم شرک والحاد اور بتوں کی نجاست میں مبتلا تھے اس وقت تو وہ ہم سے بجز خریداری کے ایک خرما بھی نہیں پا سکتے تھے۔ لیکن اب جب کہ ہم کو اللہ جل شانہ نے نورِ اسلام سے منور کیا اور آپ کی وجہ سے ہماری عزت افزائی کی تو ہم ان کو اپنا مال و پیداوار کیوں دے دیں؟ واللہ ہم ان کو ایک خرما بھی سوائے تلوار کے نہ دیں گے آپ مطمئن رہے جب تک ہم میں سے ایک کی بھی جان باقی ہے کفار کا یہ ٹڈی دل گروہ مدینہ کے قریب نہ آسکے گا''۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر خاموش ہو گئے اور مصالحت کی بابت سکوت اختیار فرمایا۔

فریقین میں جھڑپیں:

اس کے بعد قریش کے چند سوار (جن میں عکرمہ بن ابی جہل وعمرو بن بن عبدود بنو عامر بن لوئ سے اور بنو محارب سے ضرار ابن الخطاب شامل تھے) اپنے لشکر سے نکل کر مسلمانوں کی طرف بڑھے لیکن خندق دیکھ کر ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے کیوں کہ اس سے پہلے عربوں میں یہ مکروفریب نہ تھا۔ بہرحال ان لوگوں نے کسی تنگ مقام سے نکل چلنے کا ارادہ کیا یہ سوچ کر سواران کفار اپنے گھوڑوں کو مہمیز کر کے خندق پھاند گئے اور مسلمانوں کے مقابلے میں آکر لڑنے والوں کو طلب کیا۔ علی ابن ابی طالبؓ چند صحابیوں کو ہمراہ لے کر ان کے سامنے آئے اور عمرو بن عبدود کو قتل کر ڈالا باقی اس کے ہمراہی اپنے گروہ میں اسی طرح آئے

Marfat.com

تھے اسی طرح واپس ہو گئے انھیں ایام میں حضرت سعد بن معاذ کے ایک تیر رگ اکحل پر آلگا۔ بعض کہتے ہیں کہ حبان بن قیس بن العرقہ نے یہ تیر مارا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ ابو اسامہ جشمی حلیف بنو مخزوم نے۔ علماء سیر لکھتے ہیں کہ جس وقت حضرت سعد بن معاذؓ کے تیر لگا تھا اس وقت وہ یہ دعا کر رہے تھے جس کا ترجمہ یہ ہے۔

''اے خدا اگر تو نے قریش کی لڑائی باقی رکھی ہو تو مجھ کو بھی اس کے لیے باقی رکھ۔ مجھ کو اس سے کوئی چیز زیادہ عزیز نہیں کہ میں اس قوم سے لڑوں اور ان سے جہاد کروں جس نے تیرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ایذائیں دیں اور ان کو حرم سے نکال دیا ہے اور اگر تو نے ہماری اور ان کی لڑائی ختم کر دی تو اسی زخم کو ہماری شہادت کا وسیلہ کر دے۔ اب سوائے اس کے اور کوئی تمنا نہیں ہے کہ مرتے وقت میری آنکھیں بنو قریظہ کی ذلت دیکھ کر ٹھنڈی ہوں''۔

حضرت نعیم بن مسعود کی حکمت عملی:

محاصرے کے دوران نعیمؓ بن مسعود بن عامر بن انیف بن ثعلبہ منذر بن بلال بن خلاوہ بن ریث بن اشجع بن ریث بن غطفان رضی اللہ عنہم خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں آپ پر ایمان لایا میری قوم ابھی میری اس حالت سے واقف نہیں ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جو کچھ فرمائیں میں اس کے بجالانے کو موجود ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔'' کہ تم ایک تجربہ کار آدمی ہو، ان مشرکین کے دفعیہ کی جو تدبیر مناسب سمجھو کرو'' (فان الحرب خدحة) ''اس واسطے کہ لڑائی فریب ہے''، نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہیہ سنتے ہی بنو قریضہ کے پاس گئے۔ (یہ لوگ زمانہ جاہلیت میں ان کے دوست تھے اور ان سے مراسم رکھتے تھے) اور یہ سمجھایا کہ تم کو قریش اور بنو غطفان نے احمق بنا رکھا ہے اگر تم کو کامیابی ہوگی تو وہ مال غنیمت میں تمھارے سہیم و شریک ہوں گے نصف بلا دم سے لے لیں گے اور اگر کہیں شکست ہوگئی تو یاد رکھنا کہ وہ اپنے ہی وطن وشہر میں پہنچ کر دم لیں گے تم اکیلے یہاں رہ جاؤ گے پھر تم تن تنہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور ان کے ہمراہیوں کا مقابلہ نہ

Marfat.com

کرسکو گے لہٰذا مناسب یہ ہوگا کہ تم لوگ اس اطمینان کے لیے کہ تمھارے ساتھ وہ ہر حال میں رہیں گے تم ان کے لڑکوں کو اپنے یہاں رکھ لو۔ بنو قریظہ کے دل میں یہ بات اتر گئی اور وہ اس امر پر آمادہ ہو گئے۔

اس کے بعد نعیم بن مسعودؓ ابوسفیان کے پاس پہنچے اور اس کو یہ جھڑکا دیا کہ ''یہود بنو قریظہ تمھاری ہمراہی سے بددل ہو کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مل گئے ہیں اور ان سے یہ وعدہ کرلیا ہے کہ قریش کے لڑکوں کو ہم بطور ضمانت اپنے قبضہ میں لے کر تمھارے سپرد کریں گے'' جب یہ باتیں ابوسفیان کے بھی ذہن نشین ہو گئیں تو نعیم ابن مسعود یہاں سے اُٹھ کر غطفان کے پاس گئے اور ان سے بھی یہی باتیں کہیں۔

بنو قریضہ اور قریش میں نفاق:

ابوسفیان وغطفان نے نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ کی باتوں کی تصدیق کے لیے اتفاق سے پیر کی رات بنو قریظہ سے کہلا بھیجا کہ تم لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوس میں رہتے ہو ان کی نقل وحرکت سے بخوبی واقف ہو گے لہٰذا تم پہلے حملہ کرو۔ بنو قریظہ نے یوم السبت کا حیلہ کیا اور اس کے ساتھ ہی یہ پیام بھیجا کہ ''جب تک تم اپنے لڑکوں کو ہمارے اطمینان کی غرض سے ہمارے حوالہ نہ کرو گے ہم ہرگز نہ لڑیں گے'' اس پیام کے پہنچتے ہی نعیم بن مسعود کی خبر کی تصدیق ہو گئی پس ان کو بنو قریظہ کی طرف سے کھٹکا پیدا ہو گیا۔ اس کے جواب میں قریش نے لڑکوں کے حوالے کرنے سے صاف انکار کر دیا لیکن لڑنے پر ان کو مجبور کرنا چاہا جس سے بنو قریظہ کو وہ خیال جس کو نعیم بن مسعودؓ نے ان کے دماغ میں پیدا کر دیا تھا یقین کے درجہ کو پہنچ گیا اور نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کی تصدیق ہو گئی اس وجہ سے قریش و بنو قریظہ میں نا اتفاقی ہو گئی۔

کفار مکہ کی واپسی:

اس کے بعد اللہ جل شانہ نے قریش وغطفان پر ایک سخت ہوا بھیجی جس سے ان کے

Marfat.com

خیمے اکھڑ گئے ہانڈیاں الٹ گئیں۔ضروری اسباب اُڑ گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفار کی نا اتفاق سے مطلع ہو کر حذیفہ بن[51] الیمان کو قریش کی نقل وحرکت معلوم کرنے کے لیے روانہ کیا۔انھوں نے صبح کو واپس آ کر مشرکین کی واپسی کی اطلاع دی۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی مع اپنے اصحابؓ کے صبح کو مدینہ لوٹ آئے۔

بنو قریظہ کا محاصرہ:

غزوہ خندق[52] سے واپسی کے بعد بہ نظر گوشمالی اسی دن بعد نماز ظہر بنو قریظہ پر جہاد کرنے کا الہام ہوا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحابؓ کو یہ حکم دیا اور فرمایا کہ کوئی شخص سوائے بنو قریظہ کے کہیں اور نماز عصر نہ پڑھے۔چناں چہ آپ مع اپنے اصحابؓ کے مدینہ سے نکلے رایت اسلام اسلامی جھنڈا علی ابن ابی طالبؓ کو دیا اور مدینہ میں اپنے بجائے ابن ام مکتومؓ کو چھوڑا پچیس دن تک ان کا محاصرہ کیے رہے۔

سردار بنو قریظہ کعب بن اسعد:

اس اثناء میں کعب بن اسد بنو قریظہ نے اپنی قوم کو جمع کر کے کہا ''اے گروہ یہود اگر تم لوگ اپنی جان و مال اور عورتوں اور بچوں کو مسلمانوں کی دست برد سے بچانا چاہتے ہو تو سمعاً وطاعۃً اسلام قبول کر لو یا یہ کہ ہفتہ کی رات کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر شب خون مار کر اپنے کو ان کے ہاتھوں سے بچاؤ۔وہ ہفتہ کی رات کو اس خیال سے کہ یہود یوم السبت (ہفتہ کے روز) کو نہیں لڑتے غافل رہیں گے اور اگر ان دونوں امور کو ناپسند کرتے ہو تو بہتر یہ ہے کہ پہلے اپنی عورتوں اور بچوں کو قتل کرو۔مال واسباب کو جلا دو تب شمشیر بکف ہو کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لڑو اگر اس صورت میں ہم ناکام ہوئے تو عورتوں اور بچوں کی گرفتاری کا رنج ہم کو نہ ہوگا اور اگر کہیں فتح یاب ہو گئے تو عورتیں بہت سی مل جائیں گی اور لڑکے بھی پیدا ہو جائیں گے۔بنو قریظہ نے ان میں سے ایک بات بھی تسلیم نہ کی۔

Marfat.com

حضرت ابوالبابہؓ بن عبدالمنذر کی لغزش:

اس کے بعد ان لوگوں نے آنحضرت ﷺ سے ابوالبابہ بن عبدالمنذر بن عمرو بن عوف کو مشورہ کی غرض سے اس وجہ سے طلب کیا کہ بنو قریظہ ان کے خلفاء مین تھے۔ ابوالبابہ بن عبدالمنذر کو دیکھتے ہی کل بنو قریظہ جن میں ان کے لڑکے اور عورتیں بھی شامل تھیں جمع ہو گئے اور رو رو کر کہنے لگے کہ کیا تمھاری بھی یہی رائے ہے کہ ہم محمد ﷺ کے حکم سے قلعہ بندی چھوڑ دیں اور حصار سے نکل آئیں۔ ابوالبابہ ہاں کہہ کر آنحضرت ﷺ کے پاس نہ گئے بلکہ مدینہ لوٹ آئے اور اس واپسی پر نادم ہو کر اس کے انتظار میں مسجد کے ستون سے خود کو بندھوا دیا کہ اللہ جل شانہ ان کو اس خطا پر معاف فرمائے۔ ابوالبابہ نے دل میں یہ بھی عہد کر لیا تھا کہ اس سرزمین پر میں داخل نہ ہوں گا جہاں پر میں نے اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بددیانتی کی ہے۔

حضرت ابوالبابہ کی معافی:

آنحضرت ﷺ نے یہ واقعہ سنکر ارشاد فرمایا کہ اگر ابوالبابہ میرے پاس آتا تو میں اللہ تعالیٰ سے اس کا قصور معاف کراتا لیکن اب میں جب تک اللہ تعالیٰ اس کو خطا سے درگزر نہ کرے اس کو کھول نہیں سکتا چھ روز تک ابوالبابہ مسجد کے ستون کے ساتھ بندھے رہے صرف نماز کے اوقات میں کھلتے تھے ساتویں روز اللہ جل شانہ ان کی توبہ قبول فرمائی آنحضرت ﷺ نے خود اپنے دستِ مبارک سے ابوالبابہ کو ستون سے کھولا اس کے بعد بنو قریظہ مجبور ہو کر بحکم رسول اللہ حصار سے نکل آئے اسی شب بنو قریظہ میں سے ہذیل کے چار بھائی مسلمان ہو گئے۔ عمرو بن سعد قرظی بھاگ گیا بنو قریظہ کے ساتھ عہد شکنی میں شریک نہیں ہوا تھا الغرض بنو قریظہ کے حصار سے نکلنے کے بعد بنو اوس نے آنحضرت ﷺ سے استدعا کی کہ جیسا کہ بنو خزرج کی التماس پر بنو نضیر کے ساتھ معاملہ کیا گیا ہے اسی طرح ہمارے کہنے سے بنو قریظہ کے ساتھ بھی برتاؤ کیا جائے۔

Marfat.com

سعد بن معاذ کا فیصلہ:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم اس بات سے راضی ہو گئے کہ اس امر کا فیصلہ وہ شخص کرے جو تم میں سے ہو؟ بنو اوس نے کہا ہاں یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ شخص سعد بن معاذؓ ہیں وہی اس امر کا فیصلہ کریں گے (سعد بن معاذؓ غزوہ خندق میں زخمی ہوئے تھے عیادت و بیمار پرسی کے خیال سے مسجد نبوی کے قریب ایک خیمہ میں ٹھہرائے گئے تھے) سعد بن معاذ ایک حمار پر سوار کرا کے لائے گئے جس وقت یہ مجلس کے قریب آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنو اوس سے فرمایا (قوموا الی سیدکم) یعنی "اپنے سردار کی تعظیم کے لیے اٹھو" بنو اوس نے ان کو عزت سے لا کر بٹھایا اور کہا کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمھارے موالی اور ساتھیوں کی قسمت کا فیصلہ تمھارے سپرد کیا ہے۔" حضرت سعد بن معاذؓ نے جواب دیا "کہ تم کو اللہ تعالیٰ کے عہد میثاق پر عمل کرنا چاہیے" بنو اوس نے کہا ضرور بسروچشم۔ اس پر سعد بن معاذؓ نے کہا میں ان کی بابت حکم دیتا ہوں کہ "بنو قریظہ کے کل مرد قتل کیے جائیں لڑکے اور عورتیں لونڈی اور غلام بنائے جائیں اور مال و اسباب مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جائے" آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سن کر سعد بن معاذؓ سے فرمایا (لقد حکمت فھم بحکم اللہ) "یعنی بے شک تم نے اللہ کے حکم کے مطابق حکم دیا"۔

بنو قریظہ کا انجام:

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے بنو قریظہ بازار مدینہ کی طرف لائے گئے اور خندقیں کھود کر ان کی گردنیں ماری گئیں۔ ان کی تعداد چھ اور سات سو کے درمیان تھی عورتوں میں صرف ہنانہ زوجہ حکم قرظی کو قتل کیا گیا کہ قتل کا بھی باعث یہ تھا کہ اس نے خلاد بن سوید بن الصامتؓ پر دیوار پر سے ایک چکی گرا دی تھی۔ جس کی چوٹ سے وہ شہید ہو گئے تھے۔ ثابت بن قیس بن الشماسؓ کی سفارش سے زبیر بن قرظی[۵۳] کی، مع اس کے بیوی بچوں کو

Marfat.com

جاں بخشی کردی۔ اس کا مال و اسباب بھی واپس دے دیا گیا اور ام منذر بنت قیس نجاریہ کو رفاعہ بن سموال قرظی کو مرحمت فرمایا۔ اس واقعہ کے بعد رفاعہ مسلمان ہو گئے اور ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بھی نصیب ہوئی۔ ان معاملات سے فارغ ہو کر آپ نے بنو قریظہ کے مال و اسباب میں سے سواروں کو تین تین حصے اور پیادوں کو ایک ایک حصہ مرحمت فرمایا۔ قیدیان بنو قریظہ میں ریحانہ[54] بنت عمرو بن خنافہ ان کے حصہ میں آئیں اور تا زمان وذات آپ ہی کی ملک میں رہیں۔

حضرت سعدؓ بن معاذ کی شہادت:

ان واقعات کے بعد سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وہ دعا جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے مستجاب ہو گئی۔ لیکن ان کی رگ اکحل سے پھر خون جاری ہو گیا یہاں تک کہ شہید ہو گئے پس انھوں نے شہداء جنگ خندق کے ساتویں[55] وعدہ کو پورا کیا (رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ) مشرکین کے گروہ میں لڑائی میں چار آدمی مارے گئے یہ چاروں نضر قریش کے تھے مشرکین کے مقتولوں کے منجملہ عمرو بن عبدود اور اس کا لڑکا حسل ونوفل بن عبداللہ بن المغیرہ شامل تھے۔ اس جنگ خندق کے بعد سے پھر کفار قریش نے مسلمانوں سے کوئی لڑائی نہیں چھیڑی یہاں تک کہ مکہ فتح ہو گیا۔

اہلِ رجیع خون کا قصاص:

بنو قریظہ کی فتح کے چھ مہینے بعد جمادی الاولیٰ ۵ ھ میں اہل رجیع کے عاصم بن ثابت و خبیب بن عدی کے خون کا بدلہ لینے کی غرض سے آپ نے دو سو سواروں کی جمعیت کے ساتھ بنولحیان کا قصد کیا۔ مدینہ سے نکل کر سیدھے شام کے راستے پر چلے تھوڑی دور چل کر صخیرات یمام سے بائیں جانب مڑ کر مکہ کے راستہ پر آ گئے رفتہ رفتہ امج و عسفان کے درمیان جا اُترے۔ لیکن مشرکین کا گروہ آپ کی تشریف آوری سے پہلے ہی منتشر ہو کر پہاڑوں میں چھپ گیا لڑائی کی نوبت نہیں آئی۔

Marfat.com

غزوہ الغابہ:

عینیہ بن حصن فزاری نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واپس ہونے کے چند راتوں کے بعد بنوعبداللہ بن غطفانی کو لے کر اطراف مدینہ پر شبخون مارا اوران کی اونٹیاں پکڑ لے گیا۔ اس واقعہ میں اس نے بنوغفار کے ایک شخص کو جو وہاں موجود تھا قتل کر کے اس کی بیوی کو ہمراہ لے گیا۔ سلمہ بن عمرو بن الاکوع اسلمی رضی اللہ عنہ یہ واقع دیکھ کر مسلمانانِ مدینہ کو اس سے مطلع کر کے اس کے تعاقب میں روانہ ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطلاع پر عنہیہ کی گرفتاری کے لیے مقداد بن الاسود وعباد بن بشر وسعد بن زید الشہلی وعکاشہ بن محصن و محرز بن نضلہ اسدی وابوقتادہ (بنوسلمہ کے) مہاجرین وانصار (رضی اللہ عنہم) کو لے کر سلمہ سے جا ملے۔ ان میں سعد بن زید رضی اللہ عنہ کو سردار مقرر فرمایا۔ یہ سوارانِ اسلام نہایت تیزی سے مسافت طے کرتے ہوئے دشمنانِ خدا تک پہنچ گئے۔ دونوں گروہوں میں لڑائی ہوئی محرز بن نصلہ رضی اللہ عنہ کو عبدالرحمن بن عینیہ نے شہید کیا۔ مشرکوں کو شکست ہوئی۔ ایک دن اور رات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چشمہ بن ذوقرد پر مقیم رہے اور منجملہ ان ناقوں کے جو مشرکین سے واپس لیے گئے تھے۔ ایک ناقہ ذبح کیا گیا۔ اس کے بعد مدینہ واپس آئے۔

غزوہ بنی مصطلق:

اس غزوہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماہ شعبان ٦ ھ تک خاموشی کی حالت میں مدینہ میں مقیم رہے۔ کیا تعجب تھا کہ کچھ دنوں سکون کی یہی کیفیت قائم رہتی لیکن مشرکین کو چین کہاں مل سکتا تھا۔ نہ وہ خود آرام سے رہتے تھے اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آرام سے بیٹھنے دیتے تھے۔ انھوں نے غزوہ لغابہ کے بعد بنوالمصطلق میں جمع ہو کر مسلمانوں پر حملہ کرنے کی تیاری کی۔ ان کا سردار حرث بن ابی ضرار پدر جویریہ ام المومنین تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی پیش قدمی سے مطلع ہو کر حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اور بعض کہتے ہیں کہ نمیلہ بن عبداللہ لیثی رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر فرما کر[56] روانہ ہوئے۔ چشمہ (یا چاہ) مریسع پر قدید

Marfat.com

وساحل کے درمیان مشرکین بنوالمصطلق سے مڈبھیڑ[57] ہوئی۔فریقین نے اک دوسرے پر حملہ کیا۔مشرکین کو شکست ہوئی جن کی قسمت میں مارا جانا لکھا تھا وہ میدانِ جنگ میں مسلمانوں کے ہاتھوں مارے گئے۔مال واسباب پر قبضہ کرلیا گیا اور عورتیں و بچے گرفتار کرلیے گئے۔

حضرت جویریہ بنت الحرث:

منجملہ ان کے جویریہ بنت الحرث سردار بنوالمصطلق بھی تھیں یہ ثابت بن قیسؓ کے حصہ میں آئی تھیں۔ثابت بن قیس نے ان کو مکاتبہ (معاوضہ لے کر آزاد کرینا) کردیا جس کی واجب الادا رقم کو آنحضرت ﷺ نے ادا فرمادیا اور جویریہؓ کو لے کر آزاد کر کے اپنی زوجیت میں لے لیا جب صحابہؓ کو یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے جویریہؓ سے عقد کرلیا ہے تو انھوں نے آپ ﷺ کی دامادی کی وجہ سے بنوالمصطلق کے اپنے مقبوضہ تمام قیدیوں کو آزاد کردیا ان آزاد کیے جانے والوں کی تعداد سو کے قریب یا اس سے کچھ زائد تھی۔اس لڑائی میں بنولیث بن بکر کے بجائے ہشام بن صبابہ لیثی کو دشمن کے دھوکے میں عبادۃ ابن الصامت رضی اللہ عنہ کے خاندان کے ایک شخص نے قتل کیا نیز اسی لڑائی میں واپسی کے وقت جب کو جہجاہ بن مسعود غفاری اجیر عمر بن خطابؓ وسنان ابن وافد جہنی حلیف بنوعوف بن الخزرج میں ناچاقی ہوگئی تھی۔

منافق عبداللہ بن ابی:

عبداللہ بن ابی ابن سلول نے کہا تھا کہ اگر ہم بخیر وعافیت مدینہ پہنچ گئے تو ضرور ہم وہاں سے ان رذیلوں کو نکال دیں گے۔علاوہ اس کے اسی طرح کے اور کلمات بھی آنحضرت ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان میں کہے تھے۔جن کو زید بن ارقم نے اپنے کانوں سے سن کر آنحضرت ﷺ سے عرض کیا تھا۔اللہ جل شانہ نے اسی وقت سورۃ منافقین نازل فرمائی۔عبداللہ ابن ابی کے لڑکے عبداللہ نے اپنے باپ سے بیزاری ظاہر کی اور یہ گزارش کی کہ ”واللہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ عزیز تر ہے اور بے شک وہی ذلیل وخوار ہے، اگر آپ

Marfat.com

فرمائیں تو میں خود کو نکال دوں'' پھر جب مدینہ میں پہنچے تو عبداللہ بن عبداللہ نے اپنے باپ عبداللہ بن ابی سلول سے باز پرس کی۔ گھر میں داخل نہ ہونے دیا اور علانیہ یہ کہہ دیا کہ تم کو میں اس وقت تک مکان میں قدم نہ رکھنے دوں گا جب تک آنحضرت ﷺ اجازت نہ دیں گے۔

پس یہ آنحضرت ﷺ کی اجازت سے مکان میں داخل ہوا اس کے بعد عبداللہ بن عبداللہ بن ابی نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا ''یا رسول اللہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ میرے باپ کو قتل کی فکر میں ہیں مجھ کو اس کا خوف ہے کہ آپ کہیں میرے سوا کسی دوسرے کو اس کام پر مامور نہ فرمائیں میرا نفس اس امر کو قبول نہ کرے گا کہ میں اپنے باپ کے قاتلوں کو چھوڑ دوں اور اگر میں نے اس کو قتل کر ڈالا تو حقیقتاً میں نے ایک کافر ایک مسلمان کو بدلے مارا اس وجہ سے میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ آپ مجھ کو میرے باپ کے مارنے کا حکم دیجیے میں ابھی اس کا سر کاٹ کر حاضر کرتا ہوں۔'' آنحضرت ﷺ نے یہ سن کر ان کو دعا دی اور ان کی تسکین کر دی کہ ان کے باپ کے ساتھ سختی کے بجائے نرمی کی جائے گی۔

واقعۂ افک:

اسی غزوہ میں واقعہ افک پیش آیا اہل افک [۵۸] نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان میں بدگوئی کی جس کا ذکر کرنے کا ہم کو ضرورت نہیں ہے کتب سیر میں یہ واقعہ تصریح کے ساتھ مذکور ہے اللہ جل شانہ نے ان کی برأت و بزرگی و شرافت کی بابت آیات نازل فرمائی ہیں۔

غلط فہمی:

صحیح میں یہ ذکر آ گیا ہے کہ واپسی کے وقت حضرت سعد بن عبادہؓ و سعد بن معاذؓ میں کچھ باتیں ہو گئی تھیں۔ درحقیقت یہ غلط فہمی ہے کیوں کہ سعد بن معاذؓ بعد فتح بنو قریظہ ۴ھ

Marfat.com

میں انتقال کر چکے تھے اور غزوہ بنوالمصطلق ۶ ھ میں ان کے انتقال کے بیس مہینے بعد ہوا لہٰذا دو شخصوں کا جھگڑا غزوہ بنو مصطلق کے بعد ہوا پس ابن اسحاق نے جو زہری سے اور زہری نے عبید اللہ بن عبد اللہ وغیرہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور سعد بن عبادة سے گفتگو ہوئی تھی وہ اسید بن الحضیر کی باتیں تھیں۔ واللہ اعلم

بنو مصطلق کا وفد:

دو برس بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بنو مصطلق کے مسلمانوں سے صدقات وصول کرنے کے لیے ولید بن عقبہ بن معیط رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا، جس وقت ولید بنو مصطلق کے قریب پہنچے۔ بنوالمصطلق ان کے استقبال کے لیے نکلے۔ ولید یہ خیال کر کے یہ لوگ میری ہلاکت کی غرض سے آئے ہیں۔ لوٹ آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع دی کہ وہ میرے قتل پر آمادہ ہوئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بدعہدی کی بابت مسلمانوں سے مشورہ طلب کیا اور اثناء میں بنوالمصطلق کا وفد (ڈیپوٹیشن) آیا اور ملاقات سے پہلے ولید کی واپسی پر افسوس ظاہر کرنے کے بعد اظہار کیا کہ بنوالمصطلق ان کی تشریف آوری کے سبب سے استقبال کو آئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس بیان کو مان لیا اور اللہ جل شانہ نے یہ آیت نازل فرمائی:

(یاایھاا لذین امنوان حاء کم فا سق بنبا فتبینوا ان تصیبرا قو مابجھا لة فتصحبو اعلی ما فعلتم نادمین)

''اے ایمان والوں اگر کوئی فاسق تمھارے پاس کوئی خبر لے آئے تو تحقیق کر لیا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ بے خبری میں کسی پر حملہ کر بیٹھو اور اپنے کیے پر نادم ہونا پڑ جائے''۔

Marfat.com

باب ششم

صلح حدیبیہ

مکہ کو روانگی:

غزوہ بنو المصطلق کے دو مہینے ماہ ذیقعدہ ۶ ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بقصد عمرہ ادائے حج مدینہ سے مکہ روانہ ہوئے۔ مہاجرین و انصار (رضی اللہ عنہم) کا ایک گروہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمراہیوں کی تعداد تیرہ سو اور پندرہ سو کے درمیان تھی اگرچہ اس امر کے اظہار کے لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ کے قصد سے مکہ روانہ نہیں ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی روانگی سے پہلے قربانی کے جانوروں کو آگے روانہ کر دیا تھا اور مدینہ ہی سے احرام باندھ لیا تھا لیکن اہل قریش اس کے باوجود خبر پاتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لڑنے اور بیت اللہ کی زیارت سے روکنے پر تل گئے۔ خالد بن الولیدؓ کو ایک دستہ سواروں کے ساتھ کراع الغمیم کی طرف بڑھایا۔[59] یہ خبر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس وقت پہنچی جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عسفان پہنچ چکے تھے آپ نے اسی مقام سے عام راستہ چھوڑ کر ثنیۃ المرار کا راستہ اختیار کیا۔ رفتہ رفتہ مقام حدیبیہ (اسفل مکہ) میں پہنچے خالد بن ولید اس خبر کے سنتے ہی مع اپنے ہمراہیوں کے مکہ بغرض اطلاع لوٹ آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مقام سے مکہ کی طرف اپنے ناقہ کو موڑنا چاہا تو وہ بیٹھ گیا۔ لوگوں نے کہا ناقہ بیٹھ گیا۔ مکہ کی طرف جانے سے روکتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا: ”نہیں مکہ کی طرف جانے سے ناقہ نہیں رک سکتا لیکن اس کو اس نے روک دیا ہے جس نے اصحاب فیل کے فیل کو روک دیا تھا“۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے اس کی قسم ہے جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر قریش آج کے دن مجھے نہ روکتے تو میں بہ نظر صلہ رحم جو مانگتے وہی دیتا۔ اس کے بعد آپ

Marfat.com

ﷺ اتر پڑے اور لوگوں کو قیام کرنے کے لیے فرمایا۔ صحابہؓ نے اس مقام پر پانی نہ ہونے کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے ایک تیر اپنے ترکش سے نکال کر دیا کو انھوں نے آپ ﷺ کی حسبِ ہدایت وادی۔

کے ایک پتھر میں گڑ واد یا اللہ کی قدرت سے اس قدر پانی نکلا کہ تمام لشکر کے صرف کو کافی ہو گیا۔ مورخین لکھتے ہیں کہ یہ عمل براء بن عازب سے کیا تھا۔

بیعتِ رضوان:

آنحضرت ﷺ اور کفارِ قریش میں نامہ و پیام شروع ہوا۔ حضرت عثمان بن عفانؓ ان دونوں میں نامہ بری یا سفارت کا کام سرانجام دے رہے تھے۔ اتفاقاً مکہ سے واپسی میں ان کو کچھ تاخیر ہوئی اور یہاں یہ خبر مشہور ہوگئی کہ مشرکین نے ان کو شہید کر ڈالا۔ آنحضرت ﷺ یہ سن کر بہت برہم ہوئے اسی وقت مسلمانوں کو طلب کر کے ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر مرنے اور لڑائی سے نہ بھاگنے کی بیعت اور اپنا بایاں ہاتھ دائیں ہاتھ پر مارا اور فرمایا کہ یہ بیعت عثمان کی جانب سے ہے۔

مصالحت کی گفت وشنید:

نامہ و پیامہ کے بعد سب سے پیچھے سہیل بن عمرو قریش کی جانب سے آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور یہ بات قرار پائی کہ اس سال قربانی کر کے واپس چلے جائیں۔ سال آئندہ مکہ میں آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ ﷺ بلا ہتھیار سوائے تلوار کے داخل ہوں تین دن سے زیادہ نہ ٹھہریں۔ یہ صلح دس برس تک قائم رہے۔ ایک دوسرے کو کسی قسم کی ایذا نہ پہنچائیں۔ نیز یہ کہ جو شخص کفار میں سے مسلمانوں میں جا ملے وہ اپنی قوم میں واپس کر دیا جائے گا۔ اور جو شخص مسلمانوں میں سے ان میں مل جائے تو وہ مسلمانوں کو واپس نہ کیا جائے گا۔ یہ شرط مسلمانوں کی شاقِ گزری بعض نے اس میں بحث بھی کی لیکن آنحضرت ﷺ بالہامِ الٰہی سمجھتے تھے کہ یہ صلح لوگوں کے امن اور ظہورِ اسلام کی باعث ہوگی اور اللہ

Marfat.com

جل شانہ اس میں مسلمانوں کے لیے بہبودی و بہتری کی صورت پیدا کرے گا۔

صلح نامہ حدیبیہ:

علی بن ابی طالب ؓ نے صحیفہ (عہد نامہ) لکھا اور اس کے عنوان میں یہ عبارت تحریر کی (ھذا ما قاضی علیہ محمد رسول اللہ صلی علیہ وسلم) ''یہ وہ ہے جس پر محمد رسول اللہ نے صلح قبول فرمالی ہے''۔ سہیل نے یہ عبارت دیکھ کر کہا اگر ہم محمد ﷺ کو رسول اللہ سمجھتے تو ان سے کیوں لڑتے؟ آنحضرت ﷺ نے حضرت علی ابن ابی طالب ؓ کو اس کے محو (کاٹ دینے یا چھیلنے) کا حکم دیا۔ علی ابن ابی طالب ؓ نے انکار کیا آپ نے خود اس عہد نامہ کو لے کر لفظ رسول اللہ محو کر کے محمد بن عبداللہ (ﷺ) لکھ دیا۔ ناظرین کے ذہنوں میں آنحضرت ﷺ کی اس کتابت سے یہ شبہ نہ پیدا ہوا کہ اس محو و اثبات سے آپ کی امیت میں کچھ فرق آ گیا اس وجہ سے کہ یہ کتاب بلا علم اشکال حروف سواد خط و نشست و برخاست الفاظ ہوئی تھی۔ پس یہ کتابت بھی آپ ﷺ کے منجملہ معجزات کے ہے اور قادح معجزہ نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

ابو جندل بن سہیل کی آمد:

عہد نامہ تحریر کیے جانے کے دوران ابو جندل بن سہیل ؓ آ گئے یہ اس واقعہ سے پہلے ایمان لا چکے تھے۔ سہیل اپنے لڑکے کو دیکھتے ہی چلا اُٹھا (ھذا اول ما نقاضی علیہ) ''یہ وہ پہلا شخص ہے جس پر ہمارے تمہارے درمیان فیصلہ ہونا ہے''۔ آنحضرت ﷺ نے یہ سنتے ہی ابو جندل ؓ کو سہیل کے سپرد کر دیا اور یہ تسکین دی کہ اللہ تعالیٰ تمھارے لیے کوئی نجات کی صورت نکالے گا مگر عام مسلمانوں کو یہ امر شاق گزرا اس کے بعد قریش کے تیس چالیس آدمی کو سوارانِ اسلام گرفتار کر کے لائے جو مسلمانوں پر شبخون مارنے کی غرض سے آئے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو بھی آزاد کر دیا ان واپس ہونے والوں میں عتیق بھی شامل تھے۔ الغرض جب صلح نامہ لکھا گیا اور دستخط ہو کر مکمل ہو گیا تب آپ ﷺ نے

Marfat.com

قربانی کرنے اور سر منڈانے کا حکم دیا۔ صحابہؓ کو چوں کہ شرائط صلح شاق گزریں تھیں لہٰذا انھوں نے اس حکم کی تعمیل میں توقف کیا۔ آپ کو اس سے رنج ہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی بی بی ام سلمہؓ سے اس کی شکایت کی۔ ام سلمہؓ نے یہ رائے دی کہ آپ باہر تشریف لے جایئے قربانی کیجیے بال منڈایئے پھر صحابہؓ بھی آپ کی اتباع کریں گے۔ چناں چہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایسا ہی کیا مسلمانوں نے آپ کی اتباع کی اس دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سر مبارک خراش بن امیہ خزاعی نے مونڈا تھا۔

صلح حدیبیہ کے اثرات:

زہری روایت کرتے ہیں کہ جب تک مسلمانوں اور کفار قریش میں نزاع قائم تھی اس وقت تک کوئی کسی سے مل جل نہ سکتا تھا اور پھر جب مصالحت ہو کر لڑائی ختم ہوگئی اور لوگوں میں امن ہوگیا تو ایک دوسرے سے ملنے لگے نہ کوئی کسی کے مذہب پر معترض ہوتا اور نہ اسلام کی کوئی برائی کرتا تھا۔

ذوالحلیفہ کا واقعہ:

مدینہ سے واپسی کے بعد ابوبصیر عتبہ بن اسید بن جاریہ ثقفی حلیف بنوزہرہ مکہ سے بھاگ کر مدینہ چلے آئے یہ پہلے ہی مسلمان تھے ان کی قوم نے ان کو قید کر رکھا تھا۔ ازہر بن عبد عوف عم عبدالرحمن بن عوف و اخنس بن شریق سردار بنوزہرہ نے جو بنو عامر بن لوئی کے ایک شخص کو مع اپنے خادم کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس بھیجا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بموجب عہد نامہ ابوبصیر عتبہ بن اسید کو ان دونوں آدمیوں کے حوالے کر دیا۔ جب یہ لوگ ذوالحلیفہ پہنچے تو ابوبصیر نے ان میں سے ایک کی تلوار اُٹھالی اور عامری پر اس زور سے وار کیا کہ اس نے دم تک نہ لیا فوراً مر گیا۔ دوسرا یہ واقعہ دیکھ کر اپنی جان بچا کر بھاگ گیا۔ ابوبصیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا ''اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ نے اپنا عہد پورا کیا اور اللہ نے مجھ کو چھڑا دیا''۔

Marfat.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا جواب ان کو ایسے الفاظ میں دیا جس سے ابوابصیر یہ سمجھ گئے کہ یہ پھر کفار قریش کے حوالے کر دیئے جائیں گے۔ اس وجہ سے اسی وقت وہ مدینہ سے نکل کر ساحل کی طرف چلے آئے جس راستہ سے قریش شام کو جاتے تھے رفتہ رفتہ ان میں قریش کا ایک گروہ جو اسلام دوست اور مسلمان تھا آملا۔ ان لوگوں نے قریش کے قافلوں کو چھیڑنا اور لوٹنا شروع کر دیا۔ قریش نے مجبور ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ درخواست کی کہ ان لوگوں کو آپ مدینہ بلا لیں۔ اس کے بعد ام کلثومؓ بنت عقبہ بن ابی معیط ہجرت کر آئیں۔ ان کو لانے کے لیے ان کے بھائی عمارہ وولید آئے۔ اللہ جل شانہ نے عورتوں کو واپس کرنے سے منع کر دیا۔ چناں چہ وہ شرط جو عہد نامہ میں لکھی گئی تھی ٹوٹ گئی۔ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں پر مشرک عورتیں حرام کر دیں جس سے ان کا نکاح ٹوٹ[۶۰] گیا۔

مترجم

بدیل بن ورقہ:

زہری نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام حدیبیہ میں بہ اطمینان مقیم ہو گئے اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بدیل بن ورقا خزاعی چند خزاعیوں کو لے کر آیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنے کا سبب دریافت کیا۔ لوگوں نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قصد لڑائی نہیں آئے بلکہ بیت اللہ کی زیارت کے لیے تشریف لائے ہیں کیا تم نہیں دیکھتے کہ قافلہ کے آگے قربانی کے اونٹوں کی قطار ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احرام باندھے ہوئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس قول کی تصدیق کی بدیل یہ سن کر مع اپنے ہمراہیوں کے لوٹ کر قریش کے پاس آیا اور ان سے مخاطب ہو کر کہا "اے گروہ قریش تم لوگ ناحق محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بدگمانی کرتے ہو، وہ تم سے لڑنے کو نہیں آئے، بلکہ بیت اللہ کی زیارت کو آئے ہیں تم لوگ بے وجہ شور وغل مچا رہے ہو"۔
قریش نے جواب دیا "کہ چاہے وہ جنگ کے قصد سے نہ آئے ہوں لیکن وہ اس

Marfat.com

شہر میں نہیں آ سکتے آئندہ اس بارے میں گفتگو نہ کرنا''۔ اس کے بعد اہل مکہ نے مکرز بن حفص بن الاخفیف برادر بنو عامر بن لوئی کو بھیجا اس سے بھی یہی گفتگو پیش آئی اور اس نے بھی واپس ہو کر قریش کو اسی امر کی اطلاع دی۔

حلیس بن علقمہ کی واپسی:

انھوں نے حلیس بن علقمہ یا ابن زماں سردار احابیش کو حال دریافت کرنے کے لیے روانہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو آتے ہوئے دیکھ کر فرمایا کہ سامنے سے ہٹ جاؤ قربانی کے اونٹوں کو آگے کر دو حلیس قربانی کے جانوروں کو دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تک نہ گیا راستہ ہی سے لوٹ کر قریش سے کل واقعہ بیان کیا۔ قریش نے کہا بیٹھ جا جنگلی آدمی کچھ سمجھتا بوجھتا نہیں ہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ اس بات سے حلیس کو غصہ آ گیا اور اس نے نہایت تیز آواز سے کہا اے گروہ قریش واللہ ہم نے تمھارے ساتھ اس بات کا حلف نہیں لیا اور نہ اس امر پر ہم نے تم سے عہد کیا ہے وہ شخص روکا جائے گا جو بیت اللہ کی زیارت کو آتا ہے مجھ کو اس کی قسم ہے جس کے قبضہ میں حلیس کی جان ہے یا تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جس کام کے لیے وہ آئے ہیں اجازت دو گے یا میں اپنے کل حبشیوں کو لے کر چلا جاؤں گا''۔ قریش نے رنگ بے رنگ دیکھ کر نرمی سے کہا بھائی حلیس تم خاموش رہو جو تم کہو گے وہی ہو گا ذرا ہم اپنا اطمینان تو کر لیں۔

حضرت خراش بن امیہ سے بدسلوکی:

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ان واقعات کے بعد پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خراش بن امیہ خزاعیؓ کو بلایا اور اپنے ثعلب نامی اونٹ پر سوار کر کے اہل مکہ کے پاس اصلی حالات کہنے کے لیے روانہ کیا اہل مکہ نے آپ کے اونٹ کو ذبح کر ڈالا اور خراش بن امیہ کے قتل پر آمادہ ہو گئے۔ حبشیوں نے درمیان میں پڑ کر بچایا خراش بیچارے جان بچا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور کل واقعات عرض کیے۔

Marfat.com

حضرت عثمانؓ بن عفان کی سفارت:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمرو بن الخطابؓ کو اہل مکہ کے پاس بھیجنے کے لیے بلایا حضرت عمر بن الخطابؓ نے عرض کیا ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے مکہ جانے میں کچھ عذر نہیں ہے لیکن مجھے اپنی ذات کا قریش سے خوف ہے۔ مکہ میں کوئی بنوعدی بن کعب نہیں ہے جو میری حمایت کرے یا ان کو روکے گا۔ آپ کو بخوبی معلوم ہے کہ قریش مجھ سے کس قدر برہم ہیں اور مجھے دیکھ کر قدر آگ بگولا ہو جاتے ہیں۔ لیکن میں اس کام کے لیے اپنے سے زیادہ اچھے شخص کو بتاتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عثمانؓ بن عفان کو بلایئے اور ان سے یہ کام لیجیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس رائے کو پسند فرمایا اور حضرت عثمانؓ بن عفان کو بلا کر ابوسفیان اور روسا قریش کے پاس مکہ روانہ فرمایا۔ جب یہ مکہ پہنچے تو سب سے پہلے ابان بن سعید بن العاص سے ملاقات ہوئی۔ عثمان بن عفانؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیام بتایا۔ وہ حضرت عثمانؓ کو ابو سفیان اور روسا قریش کے پاس لے گیا انھوں نے ان سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان لوگوں سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کل پیام کہہ دیا جب حضرت عثمانؓ یہ پیام پہنچا چکے تو قریش نے کہا'' کہ تمھارا اگر جی چاہتا ہو تو طواف کرلو' عثمانؓ بن عفان نے جواب دیا کہ میں یہ فعل ہرگز نہ کروں گا جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طواف نہ کریں۔ قریش یہ سن کر خاموش ہو گئے اور ان کو روک لیا۔

شہادتِ عثمانؓ کی افواہ:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت عثمانؓ بن عفان کو اہل مکہ نے قتل کر ڈالا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب یہ خبر پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک میں اس قوم سے خون بہانہ لے لوں گا ہرگز حرکت نہ کروں گا' لوگوں کو بیعت کے لیے بلایا اس بیعت سے حاضرین میں سے سوائے عبد بن قیسؓ برادر بنوسلمہ کے کسی نے انکار

Marfat.com

نہیں کیا سب سے پہلے ابوسنان اسدیؓ نے بیعت کے لیے ہاتھ بڑھایا تھا۔

صلح کی پیشکش:

پھر قریش نے سہیل بن عمرو برادر بنو عامر بن لوئی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس صلح کرنے کی غرض سے بھیجا اور یہ سمجھا دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صلح کر و لیکن وہ اس سال واپس جائیں تا کہ عرب یہ نہ کہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بجبر مکہ میں داخل ہوئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو آتے دیکھ کر فرمایا کہ اب قریش صلح کی طرف مائل ہوئے کیوں کہ انھوں نے اس شخص کو بھیجا ہے۔ الغرض سہیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا شرائط صلح نامہ طے کر کے عہد نامہ لکھا جانے لگا۔

صلح نامہ حدیبیہ:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی ابن ابی طالبؓ سے فرمایا لکھو۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم سہیل نے کہا میں نہیں جانتا باسمک اللھم لکھاؤ آپ نے ارشاد فرمایا یہی لکھو پھر فرمایا لکھو:

یعنی (یہ وہ ہے جس پر اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سہیل سے صلح کی) سہیل نے اس پر بھی اعتراض کر دیا اگر ہم تم کو رسول اللہ جانتے تو تم سے کیوں لڑتے؟ تم اپنا اور اپنے باپ کا نام لکھاؤ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اچھا لکھو:

((هذا ما صالح علیه محمد بن عبد الله و سهیل بن عمرو و اصطلحا علی وضع الحرب عن الناس عشر سنین یامن فیهن الناس دیکف بعضهم عن بعض علی انه من اتی محمدا من قریش بغیر اذن ولیه رده علیهم و من جاء قریشا ممن مع محمد لم یردو علیه و ان بیننا عیبة مکفر فه و انه لا اسلال و لا اغلال و انه من احب ان ید خل فی ع قد محمد و ع هده د خل فیه و من احب ان ید حل فی ع هد قریش و ع هد هم د خل فیه و ا نک تر جع ه نا عامک هذا فلا ند خل علینا مکة و انه اذا کان عام قابل خر جنا عنک . . .

Marfat.com

قد خلتھا باصحابک فاقمت بھا ثلاث ممک سلاح الراکب السیوف فی القرب لاتدخلھا بغیرھا......)

یعنی ''یہ وہ ہے جس پر اللہ کے رسول محمد بن عبداللہ نے سہیل سے صلح کی اور دس سال تک لڑائی موقوف کرنے پر اتفاق کرلیا۔ اس دس سالہ مدت میں کوئی کسی پر حملہ نہیں کرے گا اور لوگ امن سے رہیں گے اگر کوئی قریشی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اپنے والی کی اجازت کے بغیر آئے گا تو اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لوٹانا پڑے گا اور اگر کوئی مسلمان اہل قریش کے پاس آئے گا تو قریش نہیں لوٹائیں گے۔ ہمارے درمیان لڑائی کا فتنہ موقوف رہے گا نہ تلوار سونتی جائے گی اور نہ خیانت کی جائے گی۔ ہر شخص مختار ہے جس کے ساتھ چاہے مل جائے خواہ محمد صلی اللہ وسلم کے ساتھ یا قریش کے ساتھ اس سال محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس ہو جائیں اور عمرے کے لیے مکہ نہ آئیں۔ ہاں اگلے سال آپ مع صحابہؓ کے عمرے کے لیے مکہ میں آسکتے ہیں اور تین دن ٹھہر سکتے ہیں بشرطیکہ اسلحہ میں سے ان کے پاس صرف تلواریں ہوں اور وہ بھی میان میں ہوں''۔

صلح نامہ پر فریقین کے دستخط:

یہ عہد نامہ لکھا جا رہا تھا کہ ابو جندل بن سہیلؓ آگئے اور از روئے معاہدہ ہذا ابو جندل اپنے والد سہیل بن عمرو کے حوالے کر دیئے گئے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا معاہدے کی تحریر کے بعد اس کی تکمیل کی غرض سے اس صلح نامہ پر فریقین کے حسبِ ذیل عمائدین نے دستخط کیے عبدالرحمن بن عوفؓ عبداللہ بن سہیلؓ بن عمر، سعد بن ابی وقاصؓ محمود بن مسلمہ، مکرز بن حفصؓ اور علی ابن ابی طالبؓ۔

اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سرمنڈایا، قربانی کی اور مدینہ کو واپس ہوئے اثناء رائے سورۂ فتح (یعنی انا فتحنا لک الخ) نازل ہوئی جس میں ان واقعات اور نیز بیعت الرضون وغیرہ کا تذکرہ ہے فمن شاء الاطلاع علیھا فلیرجع الیھا'' جو شخص بیعت الرضوان کا علم حاصل کرنا چاہے وہ سورۃ مذکورہ کا مطالعہ کرے''

(انتہیٰ کلام مترجم)

Marfat.com

سلاطین کو دعوتِ اسلام کے خطوط:

عمرۃ الحدیبیہ اور اپنی وفات کے درمیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بعض اصحاب ؓ کو عرب وعجم کے ممالک کی طرف دعوتِ اسلام کے خطوط دے کر روانہ کیا۔ سلیط بن عمروؓ بن عبدشمسؓ بن عبدود برادر بنو عامرؓ بن لوئی کو ہوذہؓ بن علی والی یمامہ کی طرف اور علاء بن الحضریؓ کو منذر ابن ساویؓ برادر بنو عبدالقیس والی بحرین کے پاس اور عمرو بن العاصیؓ کو جیفر بن جلندیؓ ابن عامر جلندی والی عمان کی جانب اور حاطبؓ بن ابی بلعتہ کو مقوقس والی سکندریہ کی طرف اور وحیہؓ بن خلیفہ کلبی کو قیصر روم کی طرف اور شجاعؓ بن وہب اسدی برادر بنو اسدؓ بن خزیمہ کو حرثؓ بن شمر غسانی والی دمشق کی طرف اور عمرؓ بن امیۃ الضمریؓ کو نجاشی کی طرف روانہ فرمایا۔

مقوقس شاہِ مصر:

مقوقس والی اسکندریہ نے حاطبؓ بن ابی بلتعہؓ کی بہت عزت کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نامہ مبارک کو توقیر کی نگاہوں سے دیکھ کر قبول کیا۔ واپسی کے وقت چار لونڈیاں بطور ہدیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں روانہ کیں من جملہ ان کے ام المومنین ماریہ رضی اللہ عنہا مادر ابراہیم ابن رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھیں۔

ہرقل کے نام خط:

وحیہؓ کلبی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سفیر ہو کر قیصرِ روم کی طرف روانہ ہوئے تھے۔ پہلے وہ بصرے گئے وہاں سے والی بصرے کے ذریعہ قیصر روم ہرقل کے دربار میں پہنچے۔ اس خط میں یہ عبارت تھی۔

((بسم اللہ الرحمن الرحیم من محمد رسول اللہ الی ھرقل عظیم الروم سلام علی من اتبع الھدی۔ اما بعد فانی ادعوک بدعایۃ الاسلام اسلم تسلم یوتک اللہ اجرک مرتین۔ فان تولیت فان علیک اثم الاریسین ویا اھل الکتاب

Marfat.com

تعالوا الی کلمات سواء بیننا و بینکم ان لا نعبد الا اللہ ولا نشرک به شیئا و لا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولو اقفولو ا اشھدو اباناً مسلمون)

''یہ خط اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ہرقل شاہ روم کے نام ہے ہدایت کی پیروی کرنے والوں پر سلامتی ہو میں آپ کو دعوت اسلام دیتا ہوں آپ اسلام لے آئیں سلامتی سے رہیں گے اور اللہ آپ کو دہرا اجر دے گا اور اگر آپ اسلام سے پھر جائیں گے تو آپ پر رعایا کے گناہوں کا وبال ہوگا۔ اے اہل کتاب ایسے دین کی طرف آ جاؤ جس پر ہمارا اور تمھارا اتفاق ہے کہ ہم اللہ کے سوا کوئی دوسرا معبود نہ مانیں اور اللہ کے ساتھ کوئی چیز شریک نہ کریں اور اللہ کو چھوڑ کر ہم میں سے کوئی کسی کو رب نہ بنائے، پھر اگر وہ پھر جائیں تو تم کہہ دو اے اہل کتاب ہمارے اسلام پر گواہ رہو''

ہرقل نے اس خط کو پڑھ کر اپنے سر اور آنکھوں پر رکھا اور دریافتِ احوال کے لیے فوراً ان لوگوں کو طلب کیا جو آپ کی قوم کے اس کے ملک میں بغرض تجارت گئے ہوئے تھے۔ چناں چہ غزہ سے ابوسفیان[61] وغیرہ بلوائے گئے۔ ہرقل نے ابوسفیان وغیرہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات دریافت کیے۔ ابوسفیان سے حالات سن کر ہرقل کی پوری تشفی ہوگئی اس کے بعد ہرقل نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کی اور ایک جلسہ[62] نصاریٰ کو جمع کر کے اس امر کو پیش کیا لیکن سب نے بہ اتفاق انکار کیا۔ جلسہ درہم برہم ہو چلا تھا قیصر نے مجلس کا رنگ بدلتا دیکھا تو لوگوں کو نرمی سے بلایا اور ان کی تالیف کی۔ ابن اسحاق سے روایت کی جاتی ہے کہ اس مجتمع کے منتشر ہونے کے بعد قیصر نے اراکین دولت کو طلب کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جزیہ دینے کی بابت تجویز پیش کی لیکن سب کے سب نے اس سے بھی انکار کیا پھر اس نے کہا بہتر ہوگا کہ ارض سوریہ (یعنی فلسطین واردن و دمشق وحمص وغیرہ بلاد شام) دے کر صلح کر لی جائے۔ اراکین دولت نے اس بھی اختلاف کیا۔ واللہ اعلم

شجاع بن وہب والی دمشق:

ابن اسحاق کہتا ہے کہ جو خط شجاع بن وہب اسدی لے کر حرث بن شمر غسانی والی

Marfat.com

دمشق کے پاس گئے تھے۔اس میں لکھا ہوا تھا:۔((السلام علی من اتبع الهدی و امن به ادعوک الی ان تومن باللہ وحدہ لا شریک لہ یبقی لک ملک))''ہدایت کی پیروی کرنے والوں اور اس ایمان لانے والوں پر سلام پہنچے۔میں تمھیں اللہ وحدہ لاشریک لہ پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہوں اس سے تمھارا ملک باقی رہے گا''۔شجاع بن وہب کہتے ہیں کہ حرث بن شمر غسانی اس مضمون کو دیکھ کر بہت برہم ہوا اور کمال طیش سے کہنے لگا''کون شخص میرا ملک مجھ سے چھینے گا میں خود اس کی طرف جاتا ہوں''۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ پیام سن کر فرمایا تھا اس کا ملک جانے والا ہے۔

شاہ حبش نجاشی کی دعوتِ اسلام:

نجاشی بادشاہ حبشہ کی طرف جو نامہ نامی امیہ الضخریؓ کی معرفت دوبارہ دعوت اسلام ذریعہ جعفر بن ابی طالبؓ اور ان کے ہمراہیوں کے روانہ کیا گیا تھا اس کی عبارت یہ تھی:

(بسم اللہ الرحمن الرحیم من محمد رسول اللہ الی النجاشی الاصحم عظیم الحبشه سلام علیک فانی احمد الیک اللہ الملک القدوس السلام المؤمن المهیمن و اشهد ان عیسیٰ بن مریم روح اللہ و کلمة القاها الی مریم الطیبة البتول الحصنیة فحملت بعیسی فخلقه من روحه و نفخه کما خلق ادم بیده و نفخه و انی ادعوک الی اللہ وحده لا شریک له و الموالاة علی طاعته تتبعنی و تومن بالذی جاءنی فانی رسول اللہ و قد بعثت الیک ابن عمی جعفرا و معه نفر من المسلمین فاذا جاؤک فاقرهم و دع التجبر و انی ادعوک و جنودک الی اللہ فلقد بلغت و نصحت فاقبلوا نصحی و السلام علی من اتبع الهدیٰ)

''یہ خط اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے نجاشی اصحم شاہ حبشہ کے نام ہے آپ پر سلامتی ہو میں آپ کے آگے اس اللہ کا شکر ادا کرتا ہو جو بادشاہ ہے، پاک ہے ہر عیب سے۔ سراسر سلامتی ہے، امن دینے والا اور سب کی یہ خبر لینے والا ہے اور اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ عیسیٰ روح اللہ ہیں اور اس کا وہ کلمہ ہیں جو اس نے مریم صدیقہ کی طرف ڈالا جو پاک دامن

Marfat.com

تھیں۔ چناں چہ آپ حاملہ ہوگئیں پھر اللہ نے عیسیٰ کو اسی طرح اپنی روح اور اپنی پھونک سے پیدا کیا جس طرح آدم کو اپنی روح اور پھونک سے پیدا کیا تھا۔ میں آپ کو اللہ کی دعوت دیتا ہوں جو یکتا ہے اور شرکت سے بری ہے اور اس کی اطاعت کے کاموں میں تعاون کی بھی، آپ میری پیروی کریں اور قرآن پر ایمان لے آئیں جو میرے پاس آیا ہے۔ بلاشبہ میں اللہ کا رسول ہوں میں آپ کے پاس اپنے چچازاد بھائی جعفر کو بھیج رہا ہوں ان کے ساتھ مسلمانوں کی بھی ایک جماعت ہے جب یہ آپ کے پاس پہنچیں تو آپ سرکشی چھوڑ کر ان کے سامنے مسلمان ہو جائیں میں آپ کو مع آپ کے لشکر کے اسلام کی دعوت دے رہا ہوں۔ میں نے ہمدردانہ تبلیغ کر دی ہے لہٰذا میری خیر خواہی قبول کرو۔ ہدایت کی پیروی کرنے والوں پر سلامتی ہو۔"

نجاشی کا قبولِ اسلام:

نجاشی نے اس کا یہ جواب تحریر کیا:

((الی محمد رسول اللہ من النجاشی الاصحم ابن الحر سلام علیک یا رسول اللہ من اللہ و رحمۃ اللہ و برکاتہ احمد اللہ الذی لا الہ الا ھو الذی ھدانا للاسلام اما بعد فقد بلغنی کتابک یا رسول اللہ فما ذکرت من امر عیسیٰ فورب السماء والارض ماترید بالرای علی ماذکرت انہ کما قلت و قد عرفنا ما بعثت بہ الینا و قد قرینا ابن عمک و اصحابہ فاشھد انک رسول اللہ صادقاً مصدقاً و قد بایعتک و بایعت ابن عمک و اسلمت للہ رب العالمین و قد بعثت بابنی ارخا الا صحم فانی لا املک الا نفسی ان شئت ان ایتک فعلت یا رسول اللہ فانی اشھد ان الذی تقول حق والسلام علیک یا رسول اللہ))

"اللہ کے رسول محمد ﷺ کے نام نجاشی اصحم بن الحر کی طرف سے یہ خط ہے اے اللہ کے رسول ﷺ پر اللہ کی طرف سے سلامتی ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں اللہ کا شکر

Marfat.com

ہے جس کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں کہ اس نے ہمیں اسلام کی ہدایت عطا فرمائی۔ اے اللہ کے رسول آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خط مجھے مل گیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عیسیٰ کے بارے میں جو کچھ فرمایا ہے۔ اللہ کی قسم ہم اس پر اپنی رائے سے کچھ اضافہ نہ کریں گے۔ بلا شبہ عیسیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیان کے مطابق ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس شریعت کو لے کر مبعوث ہوئے ہیں اسے ہم نے پہچان لیا ہے۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد بھائی اور ان کے ساتھیوں کے سامنے کلمہ شہادت پڑھ لیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے سچے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور پہلی کتابوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق بھی ہے۔ میں نے آپ کے چچازاد بھائی کے واسطے سے آپ کی بیعت کر لی ہے اور اللہ کی رضا کے لیے مسلمان ہو گیا ہوں۔ اب میں آپ کی خدمت میں اپنے بیٹے ارخا صحم کو بھیج رہا ہوں۔ مجھے بجز اپنے کسی اور پر اعتماد نہیں۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر آپ مجھے بلائیں تو میں بھی حاضر خدمت ہو جاؤں گا کیوں کہ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کا یقین ہے''۔ والسلام۔

حضرت امّ حبیبہ رضی اللہ عنہا:

مئورخین لکھتے ہیں کہ نجاشی نے اپنے لڑکے کو ساٹھ حبشیوں کے ہمراہ ایک کشتی پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں روانہ کیا تھا۔ اتفاق سے وہ کشتی ڈوب گئی یہ بھی لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجاشی کو ام حبیبہ سے اپنا عقد کرنے کو لکھا تھا۔ چناں چہ نجاشی نے اپنی ایک لونڈی کے ذریعہ سے ان کے پاس پیام بھیجا انھوں نے خالد بن سعید بن العاصی کو اپنا وکیل کر دیا۔ خالد بن سعید نے چار سو دینار مہر پر بوکالت نجاشی، ام حبیبہؓ کا عقد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کیا اور نجاشی نے چار سو دینار مہر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے خالد بن سعیدؓ کو دیے۔ جس وقت یہ چار سو دینا مہر کے نجاشی کی لونڈی ام حبیبہؓ کے پاس لے کر آئی ام حبیبہؓ نے خوش ہو کر اس میں سے پچاس مثقال لونڈی کو مرحمت کیے۔ لیکن لونڈی نے نجاشی کے کہنے سے واپس کر دیئے۔ نجاشی کی عورتیں اس دن عود و عنبر اور خوشبو کی چیزیں لے کر ام حبیبہؓ کے پاس گئیں اور ان کو بنا سنوار کر مع بقیہ مہاجرین کے دو کشتیوں پر سوار کر کے

Marfat.com

مدینہ روانہ کیا۔ انھوں نے آنحضرت ﷺ سے خیبر میں شرف نیاز حاصل کیا۔

شاہ فارس کسریٰ کے نام فرمانِ نبویؐ:

کسریٰ شاہ فارس کے خط میں لکھا تھا:

(بسم اللہ الرحمن الرحیم من محمد رسول اللہ الی کسریٰ عظیم فارس سلام علی من اتبع الھدیٰ و امن باللہ و رسولہ اما بعد فانی رسول اللہ الی الناس کافۃ لینذر من کان حیا اسلم تسلم فان ابیت فعلیک اثما المجوس)

''یہ خط اللہ کے رسول محمد ﷺ کی طرف سے کسریٰ شاہ فارس کے نام ہے۔ ہدایت کی پیروی کرنے والوں پر اور اللہ پر اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانے والوں پر سلامتی ہو۔ میں اللہ کا رسول ﷺ ہوں اور تمام دنیا کے لیے مبعوث کیا گیا ہوں تاکہ ہر زندہ شخص کو ہوشیار کر دوں۔ آپ اسلام لے آئیں، سلامتی سے رہیں گے۔ اگر آپ اسلام قبول نہ کریں گے تو آپ پر مجوسیوں کا گناہ ہوگا''۔

کسریٰ کا گستاخانہ رویہ:

کسریٰ نے اس[۶۳] خط کو پھاڑ ڈالا۔ آنحضرت ﷺ نے یہ سن کر فرمایا (فرق اللہ ملکہ) ''اللہ اس کا ملک پارہ پارہ کردے'' ابن اسحاق کی روایت میں (و امن باللہ و رسول) کے بعد ((و اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و ان محمدا عبدہ و رسولہ و ادعوک بدعایۃ اللہ فانی انا رسول اللہ الی الناس کافۃ لانذر من کان حیا و یحق القول علی الکافرین فان ابیت فانم لاریسین علیک)

''اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں میں آپ کو اللہ کی دعوت کے ساتھ اسلام کی دعوت دیتا ہوں اور میں تمام لوگوں کی طرف رسول اللہ ﷺ بن کر مبعوث ہوا ہوں تاکہ انھیں ہوشیار کر دوں جن کے دلوں میں زندگی ہے اور کافروں کا عذاب ثابت ہو جائے'' مذکور ہے۔

Marfat.com

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ کسریٰ نے اس خط کو پڑھ کر چاک کر ڈالا اور غصہ سے کہنے لگا کہ ''مجھ کو اور اس نے خط لکھا ہے اور میرے نام سے پہلے اپنے نام کو تحریر کیا ہے۔ باذان گورنر یمن کو لکھا جائے کہ فوراً دو آدمی بھیج کر اس حجازی شخص کو گرفتار کرا کے میرے پاس بھیج دے۔''

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گرفتاری کا حکم:

چناں چہ باذن گورنر یمن نے بانو یہ اور خرخسرہ کو سرزمین کی طرف روانہ کیا۔ رفتہ رفتہ یہ لوگ طائف پہنچے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دریافت کیا لوگوں نے کہا وہ مدینہ میں ہیں۔ قریش نے یہ واقعہ سن کر بہت خوشی منائی۔ بانو یہ و خسرہ چند دونوں بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ پہنچ گئے اور کہا کہ ''ہمارے شہنشاہ نے ملک باذان کو تمھاری گرفتاری کا حکم دیا ہے اور اس نے ہم کو اس کام پر مامور کیا ہے۔ لہٰذا مناسب ہے کہ تم ہمارے ساتھ ساتھ چلے چلو۔ اس میں تمھاری اور تمھاری قوم کی بہتری ہے اور اگر تم انکار کرو گے تو تمھارے حق میں بہت برا ہو گا تم خود ہلاک کر دیئے جاؤ گے، تمھاری قوم بھی تباہ کر دی جائے گی تمھارا ملک لوٹ لیا جائے گا''۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کلام پر کچھ توجہ نہ کی اور ان کو داڑھی منڈانے لب بڑھانے سے منع فرمایا۔ بانو یہ اور خرخسر یہ نے کہا ہمارے خداوند نے ایسا ہی حکم دیا ہے۔ (خداوند سے مقصود ان کا کسریٰ تھا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا لیکن ہمارے خدا نے داڑھی بڑھانے اور مونچھیں ترشوانے کا حکم دیا ہے یہ کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو ٹھہرایا اور جواب کے لیے اگلا دن مقرر کیا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا باذان کو پیغام:

استنے میں الہام ہوا کہ اللہ جل شانہ نے کسریٰ پر اس کے لڑکے شیرویہ کو مسلط کر دیا اور شیرویہ نے کسریٰ کو شب کے وقت فلاں روز اور فلاں مہینہ قتل کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بانو یہ و خرخسرہ کو اس واقعہ سے آگاہ کیا بادیہ و خرخسرہ کو اس خبر پر سخت تعجب ہوا تھوڑی دیر تک

Marfat.com

خاموشی کی حالت میں بیٹھے رہے پھر کچھ سوچ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کر کہنے لگے تم اس کہنے کا نتیجہ سمجھتے ہو کیا ہوگا۔ ہمارا شاہنشاہ تم اور تمھاری قوم کو تباہ کر دے گا اس سرزمین کی خاک تک کا پتہ نہ ملے گا"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس خیال و فکر میں نہ پڑو، جاؤ اور ملک باذان کو اس واقعہ سے مطلع کرو اور میری طرف سے یہ کہہ دو کہ میری حکومت اور میرا مذہب تمام عالم میں پھیلنے والا ہے۔ میرا غلبہ وہاں تک پہنچ جائے گا۔ جہاں تک کسریٰ کا سکہ چل رہا ہے ملک باذان اگر اسلام لائے گا تو میں اس کو جس پر وہ متصرف ہے بحال رکھوں گا ار و ملک باذان کو اس کی قوم کی سرداری دے دوں گا۔ خرخسرہ بانو یہ یہ پیام لے کر باذان کے پاس پہنچے اور اس سے سارا واقعہ ہو بہو بیان کیا۔ باذان نے کہا یہ کلام غیر معمولی آدمیوں کا کلام نہیں ہے۔ یہ باتیں نبیوں کی سی ہیں میں اس کی پیشین گوئی کا نتیجہ دیکھتا ہوں کہ کیا ہوگا۔

باذان کا قبول اسلام:

باذان اس فکر و خیال میں تھا کہ شیرویہ کا خط آ پہنچا جس میں لکھا ہوا تھا میں نے کسریٰ کو قتل کر دیا اور قتل کرنے کا سبب یہ ہے کہ وہ اہل فارس پر ظلم کرتا تھا، شرفاء ملک و روسا شہر کو بلا وجہ قتل کراتا اور ان کے مال و اسباب لوٹ لیتا تھا۔ جس وقت میرا یہ فرمان تجھ کو ملے فوراً میری اطاعت قبول کر لے جیسا کہ اس سے پہلے تو شاہان فارس کا مطیع تھا اور اس شخص کی بابت جس کی گرفتاری کا کسریٰ نے تجھ کو حکم دیا تھا۔ یہ ہدایت کی جاتی ہے کہ اس سے تا صدور حکم ثانی کچھ چھیڑ چھاڑ نہ کرنا"۔ باذان کو جس وقت شیرویہ کا یہ فرمان ملا اس نے اسی وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آیا۔ اس کے مسلمان ہوتے ہی ابناء والے بھی مسلمان ہو گئے۔ بانویہ نے باذان سے بعد واپسی مدینہ یہ بھی کہا تھا کہ میں نے بڑے بڑے امراء و سلاطین سے باتیں کیں اور ان کے ساتھ میں نے کھانا کھایا لیکن اس شخص سے زیادہ بارعب میں نے کسی کو نہ پایا۔ باذان نے دریافت کیا کیا ان کے ساتھ جانثاروں کا فوجی دستہ بھی رہتا ہے۔ بانویہ نے کہا نہیں۔ واقدی کا بیان ہے کہ مقوقس بادشاہِ قبط کو اسلام کی دعوت دی گئی تھی لیکن وہ اسلام نہیں لایا۔

Marfat.com

باب ہفتم

غزوۂ خیبر ۷ ہجری

یہودِ خیبر

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عام حدیبیہ سے واپس آ کر پورے ذی الحجہ اور اوائل محرم[۶۴] آخر ۶ ہجری تک مدینہ میں مقیم رہے۔ آخر محرم میں ایک ہزار چار سو پیادے اور دو سو سواروں کی جمعیت کے ساتھ خیبر کی طرف پیش قدمی فرمائی۔ مدینہ میں نمیلہ بن عبداللہ لیثیؓ کو اپنا نائب مقرر کیا اور رایت اسلام علی ابن ابی طالبؓ کو دیا۔ مدینہ سے نکل کر براہ صہبا اس کی وادیوں کو طے کرتے ہوئے رجیع میں جا اُترے۔ بنو عطفان اس نقل و حرکت کا حال سن کر یہودیانِ خیبر کی خبر گیری و امداد کو روانہ ہوئے لیکن اس وجہ سے کہ لشکر اسلام بنو عطفان و خیبر کے درمیان پڑا ہوا تھا نیز مسلمانوں کا رعب ان کو اپنی ڈراؤنی صورت دکھا رہا تھا، بے نیل مرام واپس چلے آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے قلعوں پر حملے شروع کر دیے اور ان کو یکے بعد دیگرے فتح کرنے لگے۔ سب سے پہلے قلعہ ناعم مفتوح ہوا۔ محمود بن سلمہ پر اوپر سے ایک پتھر کی چکی ڈال دی گئی جس سے وہ جاں بحق تسلیم ہوئے۔ اس کے بعد قلعہ قموص فتح ہوا۔ یہ قلعہ ابن ابی حقیق یہودی کے قبضہ میں تھا۔ اس قلعہ میں مالِ غنیمت کے علاوہ قیدی بکثرت ہاتھ آئے۔ منجملہ ان کے صفیہ بنت حی ابن اخطب تھیں۔ یہ کنانہ بن الربیع بن ابی الحقیق کی زوجہ تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گرفتاری کے بعد ان کو دحیہؓ کے حوالہ کیا پھر ان سے خرید کر کے آزاد کر دیا اور اپنی زوجیت میں لے لیا۔ قموص کے بعد صعب بن معاذ کے قلعہ پر قبضہ کیا۔ یہ خیبر کے قلعوں میں عمدہ ترین قلعوں میں سے تھا۔ اس کے مضافات میں پیداوار خوب ہوتی تھی۔ اس قلعہ سے خیبر کے دوسرے قلعوں کو بہت بڑی مدد پہنچتی تھی۔ سب

Marfat.com

سے آخر میں وطیح اور سلالم کے قلعے فتح کئے گئے۔ یہ دونوں قلعے دس دن کے محاصرے کے بعد فتح ہوئے۔

یہودِ خیبر سے معاہدہ

خیبر کے قلعات بعض تو بزورِ تیغ مفتوح ہوئے اور بعض بہ صلح وامن۔ جو قلعے صلح وامن سے فتح ہوئے ان کے رہنے والے یہودیوں سے یہ طے پایا کہ نصف پیداوار زراعت و کھجور وغیرہ مسلمانوں کو خراج میں دیا کریں اور نصف خود لیا کریں، چناں چہ اسی اقرار وعہد پر خیبر کے یہودی حضرت عمر ابن الخطابؓ کی خلافت کے آخر زمانے تک رہے۔ جب جناب موصوف کو یہ معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے مرض الموت میں ارشاد فرمایا تھا: لایبقی دینان بارض العرب" (سرزمین عرب میں دو دین نہ باقی رہیں گے) تو انھوں نے خیبر کے یہودیوں کو جلاوطن کر دیا۔ مسلمانوں نے ان کے مال واسباب کو لے لیا۔ خیبر کا مال غنیمت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی موجودگی میں فتح ہوا تھا، آخر زمانہ خلافتِ خلیفہ ثانی میں تقسیم ہوا۔ مال غنیمت کے تقسیم کرنے والے جابر بن صخر (بنوسلمہ سے) اور زید بن ثابت بخاری تھے۔

زنیب بنت الحرث یہودیہ کا قتل

اس غزوۂ خیبر میں تقریباً بیس مسلمان جن میں مہاجرین اور انصارؓ بھی تھے، شہید ہوئے اور (حمار اہلی، پالتو گدھا) کا گوشت حرام کیا گیا اور زنیب بنت الحرث زوجہ سلام بن شکم یہودیہ نے زہر ملا کر بھنی ہوئی ایک مسلّم بکری آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کی۔ آپ نے اس کو چکھتے ہی تھوک دیا اور ارشاد فرمایا کہ مجھ کو اس بکری کی ہڈیاں یہ خبر دیتی ہیں کہ اس میں زہر ملا ہوا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ کھانے میں بشر بن البرار بن معرورؓ شریک تھے، وہ کھاتے ہی شہید ہو گئے۔ اس واقعہ کے بعد زنیب یہودیہ بلائی گئی۔ اس نے زہر ملانے کا اقرار کیا۔ لیکن اسلام لانے کی وجہ سے قتل نہ کی گئی۔ بعض

Marfat.com

کہتے ہیں کہ زنیب وارثانِ بشر کے حوالہ کر دی گئی۔ انھوں نے اس کو اس کے عوض خونِ بشر بن البراءؓ قتل کیا۔ واللہ اعلم۔!

مورخین لکھتے ہیں کہ اثنائے حصار بعض قلعات خیبر میں رایت[۶۵] جنگ علی ابن ابی طالبؓ کو دیا گیا اور انھوں نے اس کو فتح کیا تھا۔ اس درمیان میں ان کی آنکھیں بھی دکھ رہی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان پر دم کر دینے سے اچھی ہو گئیں۔

مہاجرین حبشہ

ان مہاجرین میں سے، جو کہ نجاشی کے ملک میں قبل ہجرت چلے گئے تھے، کچھ لوگ تو قبل از ہجرت مکہ واپس آ گئے تھے، یہ سن کر کہ قریش نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ پھر انھوں نے مدینہ ہجرت کی اور کچھ لوگ ان میں سے غزہ خیبر سے دو برس پیشتر حبشہ سے مدینہ چلے آئے تھے۔ معدودے چند جو باقی رہ گئے تھے، وہ فتح خیبر کے بعد آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کے واپس کرنے کی بابت عمرو بن امیہ الضمری کو نجاشی کے پاس بھیجا تھا، چناں چہ اس نے ان کی تحریک سے جعفر بن ابی طالب اور ان کی بیوی اسماء بنت عمیس اور ان کے لڑکے عبداللہ و محمد و عون اور خالد بن سعید بن العاصی بن امیہ اور ان کی بیوی امینہ بنت خلفا اور ان کے لڑکے سعید اور ام خالد اور عمرو بن سعید بن العاصی و معیف بن ابی فاطمہ حلیف ابی سعید بن العاصی و ابو موسیٰ اشعری حلیف آل عقبہ بن ربیعہ و اسود بن نوفل بن خویلد برادر زادہ ام المومنین خدیجہ و جہم بن قیس بن شرجیل ابن عبدالدار اور ان کے لڑکے عمرو خزیمہ اور حرث بن خالد بن صخر بن تمیم و عثمان بن ربعیہ بن رہبان جمحی و محسنیہ بن خدار زبیدی حلیف بنو سہم و معمر بن عبداللہ بن نضلہ عدوی و ابو حاطب بن عمرو بن عبد شمس بن عامر بن لوئی و ابو عمرو مالک بن ربیعہ بن قیس بن عبد شمس (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کو حبشہ سے روانہ کر دیا۔ یہی لوگ ان مہاجرین میں سے باقی تھے جو بجانب حبشہ ہجرت کر گئے تھے۔ جعفر بن ابی طالب مع اپنے ہمراہیوں کے اسی دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جس روز خیبر فتح

Marfat.com

ہوا تھا۔ آپ نے ان کی پیشانی پر بوسہ دیا اور گلے سے لگا کر ارشاد فرمایا (ما ادری بایھما انا اسر یفتح خیبر ام بقدوم جعفر) ''یعنی خبر نہیں میں کس سے خوش ہوں، فتح خیبر سے یا جعفر کے آنے سے''۔

فدک اور وادی القریٰ کی فتح:

جب اہل فدک کو اہل خیبر کے شکست کی اطلاع ہوئی تو انھوں نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں یہ پیام بھیجا کہ ''ہم کو صرف ہماری جانوں کی امان دی جائے۔ مال و اسباب سے ہم کو سروکار نہیں ہے'' آنحضرت ﷺ نے ان کی یہ درخواست قبول فرمالی چوں کہ فدک پر حملہ نہیں کیا گیا تھا اور نہ اس پر کسی سوار و پیادہ کو نیزہ تلوار چلانے کا موقع ملا تھا۔ اسی وجہ سے بلاتقسیم جیسا کہ جناب باری عز اسمہ نے حکم دیا۔ آپ کے قبضہ میں رہا اور پھر خیبر سے مراجعت کے وقت آپ نے وادی القریٰ کی طرف رخ کیا اور اس کی بزور تیغ فتح کر کے اس کے مال غنیمت کو تقسیم فرما دیا۔ آپ ﷺ کا غلام مدعم یہیں شہید ہوا۔

ادائے عمرہ:

فتح خیبر کے بعد تا انقضاء شوال ۷ھ آپ ﷺ مدینہ میں مقیم رہے۔ جب ذیقعدہ کا چاند دکھائی دیا اس منقضی عمر کو ادا کرنے کے لیے مدینہ[٦٦] سے روانہ ہوئے جو یوم حدیبیہ میں قریش کے روکنے کے سبب نہ ہو سکا تھا۔ اور طے پایا تھا کہ سال آئندہ از روئے معاہدہ عمرہ ادا کرنے آئیں۔ قریش کے چند اوباش طبیعت نوجوانوں نے دارالندوہ میں آپ کے خلاف مشورہ کیا لیکن گزشتہ سال کے معاہدہ کے سبب سے ان کو روک نہ سکے مجبور ہو کر خود مکہ سے نکل گئے اس خیالی کراہت سے کہ آنحضرت ﷺ سے ملاقات نہ ہو۔

حضرت میمونہؓ بنت الحرث سے عقد:

رسول اللہ ﷺ مع ان صحابہؓ کے جو سال گزشتہ میں بلا ادائے حج مقام حدیبیہ سے

Marfat.com

واپس گئے تھے مکہ میں داخل ہوئے طواف کیا تین روز تک مقیم رہے اور بعد احلال، بنو حلال بن عامر میں میمونہ بنت الحرثؓ و(ابن عباس و خالد بن ولید کی خالہ) سے عقد کیا اور یہ قصد کیا کہ مکہ ہی میں شب عروسی کی رسم ادا کریں لیکن ایامِ مقررہ کے تمام ہو جانے سے قریش[٦٧] نے ان کو مکہ میں ٹھہرنے نہ دیا، چناں چہ نہایت عجلت کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع اپنے اصحابؓ کے مکہ سے روانہ ہو گئے۔ ام المومنین میمونہؓ بنت الحرث سے مقام سرف میں رسم عروسی ادا کی۔

جنگِ موتہ ۸ ھ

حضرت عمرو بن العاص اور حضرت خالد بن ولید کا قبولِ اسلام:

عمرۃ القضا سے واپسی کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمادی الاول ۸ ھ بمطابق ۶۲۹ء تک مدینہ منورہ میں مقیم رہے۔ اس کے بعد امراء اسلام کو شام کی طرف روانہ کیا۔ لیکن اس واقعہ سے پیشتر عمرو بن العاصؓ و خالد بن الولید و عثمان بن ابی طلحہ سرداران قریش (رضی اللہ عنہم) ایمان لا چکے تھے۔ عمرو بن العاصؓ کے ایمان لانے کا ماجرا یہ ہوا کہ قریش کی طرف سے نجاشی والی حبشہ کے پاس ان مہاجرین کو لینے گئے جو مکہ سے قریش کے مظالم سے تنگ آ کر حبشہ چلے گئے تھے۔ اتفاق سے نجاشی کے دربار میں عمرو بن امیۃ الضمریؓ (جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سفیر ہو کر گئے تھے) اور عمرو بن العاصؓ سے ملاقات ہو گئی باتوں باتوں میں نجاشی پر اسلام کی حقانیت ظاہر ہو گئی اس وجہ سے اس نے مہاجرین کے دینے سے انکار کیا اور عمرو بن العاص بظاہر نجاشی کے دربار سے ناکام نکلے لیکن اس ناکامی نے ان کا کام کر دیا۔ ان کے دل کو جو کفر و الحاد کی تاریکی میں پڑا ہوا تھا۔ آفتابِ اسلام نے اپنی روحانی روشنی سے منور کر کے اپنی تابندہ و تیز شعاعوں سے اپنی طرف کھینچ لیا۔ قریش میں پہنچ کر خالدؓ بن الولید سے ملے اور ان کو اپنے ارادہ سے آگاہ کیا خالد بن ولیدؓ نے ان کی رائے سے اتفاق کیا اور ان کے ہمراہ مدینہ ہجرت کر آئے۔

Marfat.com

صحابہ کرام کی بغرضِ جہاد روانگی:

ان بزرگوں کے اسلام لانے اور ہجرت کر آنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شام کی طرف لشکر اسلام روانہ کیا۔ اس لشکر میں خالد بن الولیدؓ بھی شامل تھے۔ لشکر کا سردار زید بن حارثہ کو مقرر فرمایا اور ہدایت فرمائی کہ ''اگر اتفاق سے زید کو کوئی حادثہ پیش آ جائے تو جعفر بن ابی طالبؓ کو لشکر کا سردار مقرر کرنا اور اگر یہ بھی کسی حادثہ ناگہانی میں مبتلا ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ امیر لشکر ہوں اور گر یہ بھی کسی قضاء الٰہی میں مبتلا ہوں جائیں تو مسلمانوں کو اختیار ہے جس کو چاہیں اپنا امیر بنالیں''۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ چند ضروری آنے والی باتیں سمجھا کر لشکر اسلام کو رخصت کیا۔ لشکریوں کی تعداد تقریباً تین ہزار تھی۔ جب یہ لوگ رفتہ رفتہ مقام معان سرزمین شام میں پہنچے تو یہ خبر معلوم ہوئی کہ ہرقل بادشاہ روم مسلمانوں کی نقل وحرکت سے مطلع ہو کر مقام مواب سرزمین بلقاء میں ٹھہرا ہوا ہے اور اس کے ہمراہ ایک لاکھ رومی سپاہی اور ایک لاکھ نصرانیان عرب ہیں جن میں نصرانی لخم، جذام، قضاعہ، بہرو بلی اور قیس قبائل سے متعلق ہیں۔ بنوراشہ کا مالک بن راخنسہ فوجی سردار ہے۔ اسلامی لشکر دو شب معان میں مقیم رہا اور باہم یہ مشورہ ہوتا رہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خط لکھا جائے اور ان کے حکم و امداد کا انتظار کیا جائے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ کا خطبہ جہاد:

عبداللہ بن رواحہؓ نے اسلامی لشکر کا یہ پس وپیش دیکھ کر بلند آواز سے لوگوں کو اپنی طرف مخاطب کر کے کہا: ((انتم انما خرجتم تطلبون الشهادة و ماتقاتل الناس بعده ولا قوة الا بهذا الذين الذی اکرمنا الله به فانطلقوا الی جموع هرقل عند قوية موتة ورتبوا الميمنة والمنيسرة واقتلوا وماهی الاحد الحسنين اما ظهور واما شهاده)

یعنی ''تم شہادت کے شوق سے نکلے ہو ہم اکثریت اور طاقت کے بل پر نہیں لڑتے ہم

Marfat.com

تو اس دین کے لیے لڑتے ہیں جسے عطا فرما کر اللہ نے ہمیں سعادت بخشی۔لہٰذا ہرقل کے لشکر کی طرف اور موتہ کی طرف بڑھو اور اپنا لشکر میمنہ اور میسرہ سے ترتیب دے کر لڑو تمھیں دو نیکیوں میں سے ایک نیکی ضرور ملے گی۔(فتح یا شہادت)

حضرت زید بن حارثہ کی شہادت:

اس کلام کے ختم ہوتے ہی مسلمانوں میں ایک تازہ روح دوڑ گئی۔زید بن حارثہ ایک ہاتھ میں نیزہ اور دوسرے میں رایت اسلام لے کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور ہرقل سے مقام موتہ میں صف آرائی کی زید بن حارثہؓ لڑتے لڑتے آگے بڑھ گئے۔دشمنانِ سلام کے نرغے میں پھنس گئے چاروں طرف تلوار اور نیزوں میں گھر کر لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔

حضرت جعفر کی شہادت:

ان کے بعد جعفر بن ابی طالبؓ نے دوڑ کر رایت اسلام اُٹھالیا اور لڑنے لگے یہاں تک کے ان کا گھوڑا زخمی ہو کر گر پڑا اور یہ پا پیادہ ہو کر لڑنے لگے دشمنانِ اسلام نے چاروں طرف سے ان پر وار شروع کر دیئے۔

جب ان کا دایاں ہاتھ کٹ کر گرا تو انھوں نے رایت اسلام کو بائیں ہاتھ سے سنبھالا۔ جب یہ بھی کٹ کر گرا تو عبداللہ بن رواحہؓ نے پہنچ کر رایت اسلام لے لیا اور لڑنے لگے تھوڑی دیر تک لڑ کر یہ بھی شہید ہو گئے۔لڑائی کا رنگ ابتداء ہی سے بظاہر بگڑتا ہوا نظر آ رہا تھا۔ان کی شہادت سے اور زیادہ خطرناک ہو گیا۔

حضرت خالدؓ بن ولید بحیثیت سپہ سالارِ لشکر:

مخالفین نے خیال کیا کہ اب مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے۔رایت اسلام کو گرتے دیکھ کر اس کی طرف جھپٹے لیکن ان کے پہنچنے سے پہلے ثابت ابن اقرم رضی اللہ عنہ نے اٹھالیا اور لشکر اسلام سے مخاطب ہو کر بولے:((عامعشر المسلمین اصظلحوا علی رجل

Marfat.com

منکم) ''مسلمانو! کسی ایک شخص کے امیر بنانے پر اتفاق کرلو''۔ لشکر اسلام نے جواب دیا: ((رضینا بک)) ''ہم لوگ تمھاری امارت پر راضی ہو گئے''۔ ثابت بن اقرم نے امارت کو اہم عہدہ سمجھ کر کہا: ((رضینا بک)) ''ہم لوگ تمھاری امارت پر راضی ہو گئے''۔ ثابت بن اقرم نے امارت کو اہم عہدہ سمجھ کر کہا: ((ما انا بفاعل فاصطلحوا علی خالد بن اولید) یعنی ''میں اس کام کا کرنے والا نہیں ہوں تم لوگ خالدؓ بن الولید کی امارت پر اتفاق کرلو''۔ مسلمانوں نے اس رائے سے فوراً اتفاق کرلیا اور خالد بن الولید رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر ثابت بن اقرم کے ہاتھ سے ریت اسلام لے لیا اور نہایت مردانگی سے لڑ کر رومیوں کو پسپا کر دیا۔

مجاہدین کی مراجعت:

اس لڑائی میں علاوہ ان امراء لشکر اسلام کے دس[۶۸] صحابیؓ شہید ہوئے۔ لیکن رسمی طور پر اس خبر کے آنے سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان امراء لشکر اسلام کے شہید ہونے کی اطلاع[۶۹] اسی دن دے دی تھی جس روز یہ لوگ شہید ہوئے تھے۔ جب یہ لوگ غزوائے موتہ سے واپس ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کا مدینہ سے باہر استقبال کیا۔ جعفر بن ابی طالبؓ کی شہادت سے آپ کو سخت صدمہ ہوا۔ عبداللہ بن جعفرؓ کو (یہ اس وقت لڑکے تھے) اُٹھا کر اپنی سواری پر سوار کرلیا۔ جوش محبت وفرطِ غم سے آنسو نکل آئے ان کی مغفرت کی دعا کی اور فرمایا ''کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو دو باز و مرحمت فرمائے ہیں جس سے وہ جنت میں اُڑتے ہیں اسی روز سے جعفر ابن ابی طالبؓ ذوالجناحین کے لقب سے موسوم ہوئے۔ اسی اعتبار سے بعض ان کو طیار بھی کہتے ہیں۔

(اللہ نے اس کو بخش دیا) اس کے بعد جعفرؓ نے رایت اسلام لیا دشمنان اسلام نے ان کو چاروں طرف سے گھیر لیا یہاں تک کہ یہ بھی شہید ہو گئے۔ (اللہ نے ان کو بھی بخش دیا) پھر عبداللہ بن رواحہؓ نے پرچم اسلام لیا یہ کہہ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھوڑی دیر خاموش رہے

Marfat.com

انصار کا چہرہ اس سے متغیر ہو گیا اور عبداللہ کی طرف سے ان کو سوءِ ظنی پیدا ہو گئی۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بھی مخالفوں سے لڑے اور شہید ہوئے۔ بے شک سب کے سب جنت میں اُٹھائے گئے یہ سب اس وقت تخت زریں پر متمکن ہیں لیکن عبداللہ کا تخت ان دونوں آدمیوں کے تخت سے گھٹ کر ہے اس کی وجہ سے کہ انھوں نے رایت اسلام لینے کے وقت کسی قدر پس و پیش کیا تھا۔ پھر فرمایا کہ ان کے بعد رایت کو سیف من سیوف اللہ خالد بن اولید رضی اللہ عنہ نے لیا اور لڑائی کی بگڑی ہوئی حالت کو سنبھالا۔ اسی دن سے خالد بن الولید رضی اللہ عنہ سیف اللہ کے لقب سے مشہور ہوئے۔ واللہ اعلم!

Marfat.com

باب ہشتم

فتح مکّہ ۸ھ

بنوخزاعہ اور بنوبکر کی عداوت:

اس سے پیشتر ہم تحریر کر چکے ہیں جس وقت مقام حدیبیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وقریش میں مصالحت ہوئی اور عہد نامہ لکھا گیا تھا اس وقت خزاعہ خواہ مؤمن ہوں یا کافر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گروہ میں داخل ہو گئے تھے اور قریش کے گروہ میں بنوبکر بن عبد مناۃ بن کنانہ شامل تھے اور زمانۂ جاہلیت سے ان دونوں قبیلوں خزاعہ وبکر میں ان بن چلی آ رہی تھی۔ اس وجہ سے کہ مالک بن عباد بنوحضرمی حلیف اسود بن زرن الدیلی البکری کچھ تجارت کا مال لے کر خزاعہ کے ملک میں گیا تھا۔ خزاعہ نے اس کو قتل کر کے اس کا مال واسباب لوٹ لیا تھا۔ بنوبکر نے اس کے معاوضہ میں موقع پا کر خزاعہ کے ایک آدمی کو مار ڈالا۔ خزاعہ نے اس واقعہ سے برہم ہو کر سلمی وکلثوم وذویب شرفاء بنوبکر قبل اسلام کو مقام عرفہ میں قتل کیا۔ خزاعہ وبنوبکر میں باہم یہ چوٹیں چل رہی تھیں کہ اسلام کو زمانہ آ گیا اور ان دونوں قبیلوں نے اسلام کے معاملات میں پڑ کر اپنی قدیمی عداوت کو بھلا دیا تھا۔

صلح حدیبیہ کی تنسیخ:

مقام حدیبیہ میں ایک معیادی صلح ہوگئی اور مومنین وکافرین ایک دوسرے سے بے خوف ہو گئے اس وقت بنوبکر سے نوفل بن معاویہ نے خزاعہ سے بدلہ لینے کا موقع مناسب سمجھ کر خزاعہ پر حملہ کر دیا۔

نوفل بن معاویہ کے ساتھ اس واقعہ میں کل بنوبکر شامل نہ تھے بلکہ ستر فیصد ان کے ہمراہ نکلے اور باقی نے روانگی سے انکار کر دیا۔ قریش میں سے صفوان بن امیہ وعکرمہ بن ابی جہل

Marfat.com

وسہل بن عمرو وغیرہ نے پوشیدہ طور سے ان کی امداد کی۔ نوفل بن معاویہ مع اپنے ہمراہیوں کے خزاعہ پر چڑھ گیا۔ خزاعہ مقابلے سے مجبور ہو کر حرم میں آ چھپے لیکن نوفل کے جوشِ انتقام نے ان کو حرم میں بھی پناہ نہ لینے دی۔ چناں چہ خزاعہ سے چند آدمی حرم میں مارے گئے بدیل بن ورقاء خزاعی کے گھر میں گھس گئے اور اس کو لوٹ کر واپس چلے آئے۔ اس واقعہ نے صلح حدیبیہ کو فسخ کر دیا اور یہی فتح مکہ کا باعث ہوا۔

ابوسفیان کی صلح حدیبیہ کی تجدید کی کوشش:

اس واقعہ کے بعد بدیل بن ورقاء اور عمرو بن سالم اپنی قوم کے چند آدمیوں کو لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بنو بکر اور قریش کی عہد شکنی و ظلم کی شکایت کر کے امداد کے خواستگار ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے امداد کا وعدہ فرمایا جس وقت یہ لوگ واپس ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابوسفیان مکہ سے مدت صلح بڑھانے اور عہد کو مضبوط کرنے آ رہا ہے۔ لیکن بے نیل و مرام واپس جائے گا اور یہی واقعہ فتح مکہ کا باعث ہوگا۔ قریش اپنے کیے پر پشیمان ہوں گے چناں چہ ابوسفیان اور بدیل بن ورقاء سے مقام عسفان میں ملاقات ہوئی ابوسفیان نے کہا بدیل تو کہاں سے آ رہا ہے؟ بدیل نے جواب دیا اسی وادی سے بدیل یہ کہہ کر آگے بڑھ گیا اور ابوسفیان رفتہ رفتہ مدینہ پہنچ کر اپنی لڑکی ام المومنین ام حبیبہؓ کے پاس گیا۔ ام حبیبہؓ نے فرش کو لپیٹ لیا اور یہ کہا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بچھونا ہے اس پر مشرک نہیں بیٹھ سکتا۔ ابوسفیان نے جھلا کر کہا اے لڑکی تو میرے بعد شر میں مبتلا ہوگی۔ ام حبیبہؓ نے جواب دیا نہیں! بلکہ میں نورِ اسلام سے منور ہوگئی اس کے بعد ابوسفیان اُٹھ کر مسجد میں آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ باتیں کیں۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب کچھ جواب نہ دیا۔ تو وہاں سے حضرت ابوبکرؓ کے پاس گیا اور ان سے سفارش کرنے کو کہا انھوں نے انکار کیا۔ تب حضرت عمرؓ بن الخطاب کے پاس گیا حضرت عمرؓ بن الخطاب نے اس کی صورت دیکھتے ہی فرما دیا واللہ اگر مجھ کو یہ معلوم ہو گیا ہوتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا قصد ہے تو میں تم سے آج نبٹ لیتا

Marfat.com

ابوسفیان اس بات کو سن کر چپکا حضرت علیؓ بن ابی طالب کے پاس چلا آیا۔ حضرت علیؓ ابن ابی طالب کے پاس اس وقت ان کی بیوی فاطمہؓ زہرا اور حسنؓ بیٹھے ہوئے تھے۔ ابوسفیان نے اپنی وہی التجا حضرت علیؓ ابن ابی طالب سے بھی پیش کی۔ حضرت علیؓ نے فرمایا ''میں اس سلسلے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ گفتگو نہیں کرسکتا جس میں انھوں نے کچھ قصد کرلیا ہے''۔ ابوسفیان یہ سن کر حضرت فاطمہ کی طرف متوجہ ہوا اور ان سے کہا ''اے بنت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا تم اپنے اس لڑکے (حسنؓ) کو یہ حکم نہیں دے سکتی ہو کہ یہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے جا کر میری کچھ سفارش کرے؟ حضرت فاطمہؓ نے جواب دیا کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ نہیں کہہ سکتا اور نہ کسی کی سفارش کرسکتا ہے؟''

ابوسفیان کی بے نیلِ مرام واپسی

ابوسفیان اس جواب سے مایوسی کی حالت میں خاموش ہوکر بیٹھ گیا اور دل میں یہ سوچنے لگا کہ اب کیا کرنا چاہیے؟ اتنے میں حضرت علیؓ نے فرمایا ''اے ابوسفیان میں تم کو ایک نہایت عمدہ تدبیر بتلاتا ہوں''۔ ابوسفیان یہ سن کر خوش ہوگیا اور ان کی طرف دیکھنے لگا حضرت علی نے فرمایا ''تم بنوکنانہ کے سردار ہو تم کو کسی کے تعارف کرانے کی کچھ ضرورت نہیں ہے اُٹھو اور سیدھے مسجد میں چلے جاؤ اور بہ آواز بلند یہ کہہ کر کہ میں مدت صلح بڑھانے اور عہدنامہ کے اقرار کے مضبوط کرنے آیا ہوں''۔ اپنے شہر واپس چلے جاؤ۔ ابوسفیان نے کہا کہ کیا یہ بات میرے نفع کی ہے؟ علیؓ نے فرمایا ''میرا گمان یہی ہے لیکن وقت تو یہ ہے کہ اس کے سوا اور کوئی تدبیر بھی نہیں ہے تم خود سوچو اس میں تمھارا کہاں تک نفع اور کس حد تک نقصان ہے''۔ ابوسفیان اس کلام کے ختم ہوتے ہی اُٹھ کر مسجد میں آیا اور بلند آواز سے یہ کہہ کر کہ ''میں مدت صلح بڑھائے جاتا ہوں اور ازسرنو عہد واقرار کو مضبوط کیے جاتا ہوں''۔ مکہ کو چل کھڑا ہوا اہل مکہ نے یہ واقعہ سن کر ابوسفیان سے کہا کہ تو نے کچھ نہ کیا حضرت علیؓ نے تمھارے ساتھ مسخرہ پن کیا۔

Marfat.com

حضرت حاطبؓ کا خفیہ خط:

ابوسفیان کی روانگی کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ کی طرف چلنے کا حکم دیا صحابہ (رضوان اللہ علیہم) سامان سفر وآلات حرب درست کرنے لگے اس اثناء میں حاطب ابن ابی بلتعہؓ نے ایک خط میں ان حالات کو لکھ کر ایک عورت مزینہ کنود نامی کے ہاتھ اہل مکہ کی طرف روانہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بذریعہ وحی اس امر کی اطلاع ہوگئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ زبیرؓ اور مقداد (رضی اللہ عنہم) کو اس عورت کو ڈھونڈنے اور گرفتار کرنے کے لیے روانہ کیا ان لوگوں نے اس کو روضہ خاخ میں پہنچ کر گرفتار کرلیا سارا اسباب اس کا ڈھونڈا لیکن خط کا پتہ نہ لگا تب آپس میں کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت سچے ہیں تعجب ہے کہ خط نہیں ملتا''۔

مزینہ کنود کی گرفتاری:

علیؓ نے اس عورت سے کہا کہ بہتر ہوگا کہ تو اس خط کو دے دے ورنہ ہم بہت تنگ کریں گے عورت اس دھمکی میں آگئی اور اس نے اپنے جوڑے سے نکال کر خط دے دیا۔ یہ لوگ اس عورت کو مع خط کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پکڑ لائے آپ نے حاطبؓ بن ابی بلتعہؓ سے فرمایا یہ کیا معاملہ ہے۔ حاطب نے عرض کیا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واللہ میں مسلمان ہوں مجھے اسلام میں کچھ شک وشبہ نہیں ہے لیکن میرے متعلقین قریش میں ہیں میں نے یہ چاہا تھا کہ وہ میرے غیاب میں میرے اہل وعیال کی حفاظت کریں۔ حضرت عمرؓ ابن الخاطب نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اجازت دیجیے تاکہ میں اس منافق کی گردن ماردوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عمرؓ تمھیں معلوم نہیں کہ اہل بدر کی شان میں اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا (اعملو اما شئلتم فانی قد غفرت لکم) یعنی ''جو چاہو کرو میں نے تمھارے گناہ بخش دیے ہیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکہ کو روانگی:

دس رمضان ۸ھ کو دس ہزار کی جمعیت سے **رسول اللہ** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **مدینہ** سے **بقصد فتح مکہ**

Marfat.com

روانہ ہوئے ایک گروہ میں ایک ہزار مرد بنو سلیم کے اور ایک ہزار مزینہ کے اور غفار کے چار سو اور اسلم کے چار سو اور باقی قریش و اسد و تمیم اور مہاجرین و انصارؓ کے ممالیک و کتاب (رضی اللہ عنہم) تھے مدینہ میں کلثوم بن حصین بن عتبہ غفاری آپ کے قائم مقام ہوئے۔ جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذی الحلیفہ اور بعض کہتے ہیں کہ جحفہ میں پہنچے عباسؓ بن عبدالمطلب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آتے ہوئے ملے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہنے سے حضرت عباسؓ نے اپنا اسباب مدینہ بھیج دیا اور خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ بقصد جہاد لشکر اسلام کے ہمراہ مکہ واپس ہوئے۔ منیق العقاب میں ابوسفیان بن الحرث و عبداللہ بن ابی امیہ سے ملاقات ہوئی یہ لوگ بھی ہجرت کیے ہوئے آرہے تھے لیکن اس وقت تک یہ لوگ مسلمان نہ ہوئے تھے۔ انھوں نے حاضری کی اجازت چاہی اجازت نہ ملی۔ ام المومنین ام سلمہؓ نے ان کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ گفتگو فرمائی تب ان کو حاضری کی اجازت ہوئی ان لوگوں نے حاضر ہوتے ہی اسلام قبول کر لیا اور مسلمانوں کے ہمراہ مکہ روانہ ہوئے۔ عشاء کے وقت مرالظہر ان میں لشکرِ اسلام اترا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ہزار کی ایک ایک جماعت علیحدہ کر کے ہر ایک سے آگ روشن کرنے کے لیے فرمایا اور حضرت عمرو بن الخطاب کو پترول پر رکھا۔

حضرت عباسؓ اور ابوسفیان:

حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب کے دل میں دفعتہ یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر قریش نے اس مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخالفت کی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں بجبر داخل ہوئے تو قریش کی خیریت نہیں ہے۔ یہ خیال رفتہ رفتہ اس قدر ترقی پذیر ہوا کہ حضرت عباس ابن عبدالمطلبؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خچر پر سوار ہو کر اس ارادہ سے لشکر سے باہر چلے کہ مباد مکہ کے کسی جانے والے کے ذریعہ اہل مکہ کو سمجھا دیں اتفاق سے ابوسفیان بن حرب و بدیل بن ورقاء حکیم بن حزام مخبری کی غرض سے مکہ سے نکل کر وادی میں پھر رہے تھے۔ بدیل بن ورقاء کہہ رہے تھے کہ یہ آگ بنو خزاعہ کی ہے ابوسفیان نے اس کا جواب دیا ”خزاعہ میں یہ

Marfat.com

قوت کہاں سے آئی وہ نہایت کمزور اور ذلیل ہیں ان کے پاس اتنا لشکر ہرگز جمع نہیں ہوسکتا''۔ حضرت عباسؓ نے یہ کلام سن کر بلند آواز سے کہا یہ لشکر رسول اللہ ﷺ کا ہے۔ واللہ ہم اگر تم پر فتح یاب ہو گئے تو تم کو مار ڈالیں گے افسوس قریش کی حالت پر بہتر ہوگا کہ امن کے خواستگار ہو جاؤ اور اطاعت قبول کر لو۔ ابوسفیان اور آواز کو ڈھونڈھتا ہوا حضرت عباسؓ کے پاس آیا حضرت عباسؓ اسے اپنے ہمراہ لیے لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرت عمر بن الخطابؓ اپنے ساتھ ابوسفیان کو لاتا دیکھ کر اس طرف جھپٹے۔ حضرت عباسؓ نے کہا کہ میں نے اس کو اپنے امن میں لے لیا ہے حضرت عمرؓ بن الخطاب نے کہا یہ دشمن خدا اور رسول ﷺ ہے یہ بغیر کسی عہد و اقرار کے ہاتھ آ گیا ہے میں اس کو زندہ نہ چھوڑوں گا چوں کہ عمر بن الخطابؓ پیادہ تھے اور عباس و ابوسفیان سوار تھے اس وجہ سے حضرت عباسؓ ابوسفیان کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے نہایت تیزی سے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئے اور ان کے پیچھے پیچھے تلوار کھینچے ہوئے حضرت عمرؓ بن الخطاب آ پہنچے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ دشمن خدا! ابوسفیان بلا کسی عہد و اقرار کے ہاتھ آ گیا ہے۔ مجھے اجازت دیجیے کہ میں اس کی ابھی گردن ماردوں۔ حضرت عباسؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے اس کو اپنے دامن میں لے لیا۔ حضرت عمر ابن الخطابؓ اس پر ملتفت نہ ہوئے اس کے قتل پر اصرار کرتے رہے اور تلوار کھینچے ہوئے حکم و اشارہ کے منتظر تھے کہ حضرت عباسؓ نے جھلا کر کہا اگر یہ بنو عدی سے ہوتا تو عمرؓ تم اتنا اس کے قتل پر اصرار نہ کرتے لیکن چوں کہ تم جانتے ہو کہ یہ بنو عبد مناف سے ہے اس وجہ سے اس کے قتل پر تم زیادہ مچل رہے ہو۔ حضرت عمر ابن الخطابؓ نے جواب دیا واللہ تمھارے اسلام میرے نزدیک خطاب کے اسلام سے زیادہ محبوب تھا اس وجہ سے کہ میں جانتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کا بھی مبارک خیال یہی تھا حضرت عباسؓ افسوس ہے کہ تمھارا میری نسبت ایسا خیال ہے تم جو چاہو سمجھو مگر میں اس کو زندہ نہ چھوڑوں گا۔

ابوسفیان کو امان:

عباسؓ اس کلام کا جواب بھی نہ دینے پائے تھے کہ حضرت عمرؓ ابن الخطاب ابوسفیان کی طرف جھپٹے آنحضرت ﷺ نے ارشاد کیا میں نے اس کو شب بھر کے لیے مہلت دی

Marfat.com

حضرت عمر بن الخطابؓ یہ سن کر دم بخود ہو گئے تلوار کو نیام میں کر لیا اس کے بعد حضرت عباسؓ کو یہ حکم دیا کہ ابوسفیان کو اپنے خیمہ میں لے جاؤ صبح میرے پاس لانا دوسرے دن صبح ہوتے ہی عباسؓ ابن عبدالمطلب ابوسفیان کو ہمراہ لیے ہوئے خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوسفیان سے مخاطب ہو کر فرمایا: ''ابوسفیان کیا ابھی تیرے نزدیک اس کا وقت نہیں آیا کہ تو لا الہ الا اللہ پر ایمان لائے ابوسفیان نے عرض کیا میرے مادر و پدر آپ پر قربان ہوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت حلیم و کریم ہیں بخدا کل سے مجھے یقین ہو گیا کہ اگر سوائے اللہ کے اور کوئی اللہ ہوتا تو مجھ کو ضرور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امداد سے مستغنی کر دیتا۔

ابوسفیان کا قبول اسلام:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد کیا ''شرم کی بات ہے کیا ابھی اس کا وقت نہیں آیا ہے کہ تو مجھے اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانے'' ابوسفیان نے کہا میرے مادر و پدر آپ پہ فدا ہوں اس امر میں مجھے پس و پیش ہے۔ حضرت عباسؓ نے کہا تجھ پر تف ہو تو اپنی گردن زنی سے پہلے اسلام لا۔ ابوسفیان یہ سن کر عباسؓ کی طرف تعجب سے دیکھنے لگا عباسؓ نے کہا دیکھ وہ عمرؓ آ رہے ہیں پس محمد رسول اللہ کہہ دے ورنہ آتے ہی وہ تیری گردن اُڑا دیں گے۔ ابوسفیان نے یہ سنتے ہی گھبرا کر محمد رسول کہہ دیا اور مسلمانوں میں داخل ہو گیا۔

ابوسفیان کی عزت افزائی:

ابوسفیان کے ایمان لانے کے بعد حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ ابوسفیان مکہ کے سرداروں میں ہے۔ فخر کو زیادہ پسند کرتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے لیے کوئی ایسا امتیاز کر دیجیے جس سے یہ اوروں سے ممتاز سمجھا جائے آپ نے فرمایا: اچھا جو شخص ابوسفیان کے مکان میں داخل ہو جائے وہ مامون ہے اور جو شخص اپنے گھر اور دروازہ بند کر لے وہ مامون ہے جو مسجد حرام میں داخل ہو جائے وہ مامون ہے اس کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ابوسفیان کو لے کر کنارہ وادی پر کھڑے

Marfat.com

ہو جاوتا کہ یہ اللہ کے لشکریوں کو دیکھے چنانچہ حضرت عباسؓ خود ابوسفیان کو لے کر ایک ٹیلہ پر کھڑے ہو گئے قبیلہ قبیلہ کا گروہ جوق در جوق گزرنے لگا ابوسفیان ہر ایک کو تعجب کی نگاہ سے دیکھتا جاتا اور پوچھتا جاتا یہاں تک کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مہاجرین وانصار کے گروہ میں مسلح زرہیں اور سفید خود پہنے ہوئے گزرے۔ ابوسفیان نے گھبرا کر دریافت کیا (من ھولاء) ''یہ کون لوگ ہیں'' حضرت عباس نے کہا (ھذا رسول اللہ فی المھا جرین والانصار) یعنی ''یہ مہاجرین وانصار میں اللہ کے رسول ہیں''۔ ابوسفیان نے تعجب سے کہا تمھارے بھائی کے لڑکے کا ملک بہت بڑھ گیا اور اس کا لشکر بے حد زیادہ ہو گیا عباس نے کہا اے ابوسفیان یہ بادشاہی نہیں ہے بلکہ نبوت ہے پھر ابوسفیان نے پوچھا یہ سب کہاں جا رہے ہیں اور کیا کریں گے؟ حضرت عباسؓ نے جواب دیا تیری قوم پر جاتے ہیں۔

اہلِ مکّہ کو امان:

ابوسفیان یہ سن کر خاموش ہو گیا اور ان سے رخصت ہو کر مکہ آیا اور اہل مکہ کو اس امر سے مطلع کیا جس نے ان کو گھیر لیا تھا اور یہ بتلایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مسجد میں یا ابوسفیان کے مکان میں داخل ہو یا دروازہ بند کر لے وہ مامون ہے لشکر اسلام کا رایت سعد بن عابدہؓ کے ہاتھ میں تھا جس وقت یہ ابوسفیان کے پاس سے ہو کر گزرے اس وقت جوش میں آ کر کہہ اُٹھے (الیوم یوم الملحه... الیوم نحل الحرمته) یعنی ''آج لڑائی کا دن ہے اور آج حرمتِ کعبہ حلال ہے''۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سن کر رایت سعد بن عبادہؓ کے ہاتھ سے لے کر حضرت علی ابن ابی طالبؓ کو دے دیا میمنہ میں خالد بن ولید اسلم وغفار و مزینہ وجہینہ کو لئے ہوئے اور میسرہ میں زبیرؓ اور مقدمہ الجیش میں عبیدہ ابن الحراج اور قلب لشکر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع حضرت ابوبکرؓ عمرؓ وعثمان (رضی اللہ عنہم) کے رونق افروز ہوئے۔ حضرت زبیرؓ کو اعلیٰ مکہ سے اور خالدؓ کو اس کے اسفل سے داخل ہونے کو فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ جو شخص چھیڑ کرے اس سے لڑنا خود بہ نفس نفیس ذی طویٰ کی طرف سے مکہ میں داخل ہوئے۔ عکرمہ بن ابی جہل وصفوان بن امیہ وسہیل بن عمرو وغیرہ نے مقابلہ کے

ارادہ سے کچھ لوگوں کو جمع کیا تھا چناں چہ ان کا سامنا خالد بن ولیدؓ سے ہو گیا مسلمانوں میں سے کرز بن جابر (بنو محارب سے) حنیس بن خالد (خزاعہ سے) سلمہ بن جہینہ شہید ہوئے مشرکین کی طرف سے تیرہ آدمی مارے گئے۔ باقی آدمیوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے امن دے دیا۔ فتح ۲۰ رمضان ۸ھ کو ہوئی۔

عبدالعزیٰ بن خطل کا قتل:

یوم فتح مکہ چند آدمیوں کا خون آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مباح کر دیا تھا۔ منجملہ ان کے ایک عبدالعزیٰ بن خطل (بنو تیم الادرم ابن غالب سے) تھا اور پہلے مسلمان ہو گیا تھا اس کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صدقات وصول کرنے بھیجا تھا۔ اس کے ساتھ ایک انصاری اور ایک غلام رومی تھا اثناء میں غلام رومی کو اس نے قتل کر ڈالا اور مرتد ہو کر مکہ بھاگ گیا تھا۔ یوم فتح مکہ کعبہ کا پردہ اس خیال سے پکڑ لیا کہ شاید اس کی حرمت اس نومید زندگی کو امن دے سکے لیکن اس کو وہاں بھی پناہ نہ ملی۔ سعد بن حریث مخزومیؓ اور ابو برزہ اسلمیؓ نے قتل کیا۔

عبداللہ بن سعد:

دوسرا عبداللہ بن سعد بن ابی سرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کاتب تھا یہ مرتد ہو کر مکہ چلا گیا تھا۔ یوم فتح جان کے خوف سے چھپ گیا فتح کے بعد حضرت عثمان ابن عفانؓ کے پاس آیا یہ اس کے رضاعی بھائی تھے۔ حضرت عثمان اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں لے کر آئے اور عرض کیا کہ میں نے اس کو امن دیا تھوڑی دیر تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سکوت میں رہے ایک ساعت بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی امن دے دیا پھر جب یہ باہر نکلا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا جب میں سکوت میں تھا تم نے اس کی گردن کیوں نہ ماردی۔ انصار کے کسی نوجوان نے عرض کیا کاش آپ نے ہم کو اشارہ کر دیا ہوتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہا نبی اشارہ بازی نہیں کرتا۔ اس مرتبہ اسلام لانے کے بعد عبداللہ بن سعد نہایت سچائی اور صفائی سے رہے کوئی برائی ان سے ظاہر نہیں ہوئی۔ حضرت عمر و عثمان رضی اللہ عنہما نے ان کو اپنے

Marfat.com

زمانہ خلافت میں مختلف بلاد کا حکمران مقرر کیا تھا۔

حویرث بن نفیل اور مقیس بن صبابہ کا قتل:

تیسرا قابل گردن زدنی حویرث بن نفیل بنو عبد قصی سے تھا یہ قبل ہجرت مکہ میں آنحضرت ﷺ کو بہت ایذائیں دیتا تھا اس کو حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے یوم فتح قتل کیا تھا۔ مقیس بن صبابہ بھی انھیں قابل قتل لوگوں میں سے تھا یہ غزوہ خندق میں آیا تھا اور ایک انصاری کو (جس نے اس سے پیشتر کسی کے دھوکہ میں اس کے بھائی کو مار ڈالا تھا) قتل کر کے مرتد ہو کر مکہ بھاگ آیا تھا یوم فتح اس کو نمیلہ بن عبداللہ لیثی (اس کے چچا کے لڑکے) نے مارا منجملہ ان کے ابن اخطل کی دو لونڈیاں تھیں۔ جن کا شب و روز یہ کام تھا کہ وہ دونوں آنحضرت ﷺ کی ہجو گاتی تھیں۔ ایک تو ان میں سے ماری گئی اور دوسری نے امن کی درخواست کی آپ نے اس کو امن دے دیا ان کے علاوہ بنو عبدالمطلب کی ایک خادمہ سارہ نامی بھی اسی گروہ میں سے تھی لیکن امن کی درخواست نے اس کی بھی جان بخشی کرا دی۔ نیز بنو مخزوم کے دو شخصوں حرث بن ہشام و زہیر بن ابی امیہ برادر ام سلمہؓ نے ام ہانیؓ بنت ابی طالبؓ سے پناہ طلب کی۔ ام ہانیؓ نے ان کو امن دیا اور آنحضرت ﷺ نے اس کو بہ حالہ قائم رکھا۔

زیارتِ کعبہ:

فتح کے بعد آنحضرت ﷺ مسجد حرام میں داخل ہوئے کعبہ کا طواف کیا۔ حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے کلید لے کر کعبہ میں داخل ہوئے۔ آپ ﷺ کے ہمراہ اس وقت حضرت اسامہ و بلال و عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہم تھے مجاورت بیت اللہ انھیں کے قبضہ میں رکھی۔ پس اس وقت سے آج تک اولاد شیبہ بیت اللہ کے مجاور ہوتے چلے آتے ہیں۔ کعبہ کے اندر باہر و اطراف میں جس قدر اصنام تھے۔ ان کو توڑ کر گرا دینے کا حکم دے دیا۔ خود بہ نفس نفیس دست مبارک میں ایک چھڑی لیے ہوئے بتوں کی طرف اشارہ کر کے فرما

Marfat.com

رہے تھے (جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا...... یعنی "آ گیا حق اور بھاگ گیا باطل بے شک بھاگنے والا تھا"۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان کلمات فرمانے اور اشارہ کرنے سے کوئی بت ایسا نہ تھا جو اوندھا، منہ کے بل نہ گر پڑا ہو جب نماز کا وقت آیا تو بلال رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے کعبہ کی پشت پر اذان دی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم جمع ہوئے اور جماعت کے ساتھ بے خوف وخطر نماز ادا کی۔

اہلِ مکہ سے خطاب:

اس کامیابی وفتح کے دوسرے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بابِ کعبہ پر کھڑے ہوئے اور رسوم جاہلیت مجاورت بیت اللہ وسقایۃ الحاج کو برقرار رکھا اور یہ فرمایا "اس سے قبل اور نہ اس کے بعد مکہ کسی کے لیے حلال نہیں ہوا اور بے شک آج کے دن ایک ساعت کے لیے میرے واسطے حلال ہو گیا تھا لیکن اب پھر اس کی حرمت حسبِ سابق بحال ہو گئی۔

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ پڑھا:

((لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ صدق وعدہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ الا ان کل ماثورۃ او دم او مال یدعی فی الجاھلیۃ فھو تحت قدمی ھاتین الاسدانۃ العبۃ وسقایۃ الحاج الا وان قتل الخطامثل العمد بالسوط والعصافیۃ الدیۃ مغلظۃ مائۃ من الابل منھا اربعون فی بطونھا اولادھا یا معشر قریش ان اللہ قد اذھب عنکم نخوۃ الجاھلیۃ وتعظمھا بالاباء الناس من ادم وادم خلق من تراب قال اللہ تعالیٰ یا ایھا الناس انا خلقنا کم من ذکروانثی وجعلنا کم شعوبا وقبائل لتعیارفوا ان اکرم کم عند اللہ اتقا کم ان اللہ علیم خبیر یا معشر قریش ماترون الی فاعل بکم قالوا خیرا اخ کریم وابن اخ کریم قال فانی اقول کما قال یوسف لا خوتہ لا تشریب علیکم الیوم اذھبوا افانتم الطلقآء)

"حق دار عبادت اللہ ہی ہے جو تنہا ہے اور شریک سے بری ہے۔ اللہ نے اپنا وعدہ

Marfat.com

پورا کیا اپنے بندے کی مدد کی اور تنہا لشکر کو شکست دی۔ کان کھول کر سن لو، ہر رسم یا خون یا مال جس کی جاہلیت میں دعویٰ کیا جاتا تھا میرے پاؤں کے نیچے ہے (میں نے ان سب کو مسل دیا) ہاں کعبہ کی مجاورت اور زمزم پلانے کا عہدہ حسبِ دستور باقی ہے یادرکھو قتل خطا قتل عمد کی طرح ہے خواہ کوڑوں سے ہو یا لاٹھیوں سے دونوں کی دیت سنگین ہے یعنی سو اونٹ جس میں چالیس حاملہ اونٹیاں ہوں اے اہل قریش اللہ نے تم سے جاہلیت کا غرور اور باپ دادا پر فخر کرنا ختم کر دیا تمام لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے پیدا ہوئے اللہ نے فرمایا لوگو! ہم نے تمھیں مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تمھارے خاندان اور قبیلے بنادیئے تاکہ ایک دوسرے کو پہچان لو پھر جو سب سے زیادہ متقی ہے وہی اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ شریف ہے اور اللہ بہت ہی جاننے والا اور خبر دار ہے''۔

اے اہل قریش تمھارا میرے بارے میں کیا خیال ہے میں تمھارے ساتھ کیا کروں گا؟ بولے اچھائی کا خیال ہے کیوں کہ آپ بہترین بھائی ہیں اور بہترین بھائی کے بیٹے ہیں۔ فرمایا اچھا تو میں وہی کہتا ہوں جو یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا کہ آج تم پر کوئی ملامت نہیں جاؤ تم سب آزاد ہو۔

بیعت:

خطبہ سے فارغ ہو کر آپ کوہ صفا پر جا بیٹھے اور لوگوں سے مہما امکن اطاعت خدا اور رسول کی بیعت لینے لگے مردوں کی بیعت سے فراغت پا کر آپ نے حضرت عمرؓ بن الخطاب کو عورتوں سے بیعت لینے پر مامور کیا اور خود بنفس نفیس ان کے لیے استغفار کرتے رہے۔

صفوان بن امیہ اور ابن الزبیر کو امان:

صفوان بن امیہ فتح کے بعد جان کے خوف سے یمن کی طرف بھاگا۔ عمیر بن وہبؓ (اس کی قوم سے) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر صفوان کی امان کی درخواست کی آپ نے اس کو امان دی اور اس امر کے اظہار کے لیے اپنا وہ عمامہ مرحمت فرمایا

Marfat.com

جو کہ مکہ میں داخلے کے وقت آپ کے سر مبارک پر تھا۔ عمیر بن وہب صفوان کو یمن کے قریب سے واپس لائے اس نے آنحضرت ﷺ سے دو مہینے کی مہلت طلب کی آپ نے چار مہینہ کی مہلت عطا فرمائی۔ ابن الزبیر شاعر بھی نجران کی طرف بھاگ گیا تھا لیکن پھر کچھ سوچ سمجھ کر واپس آیا اور ہیرہ بن ابی وہب مخزومی شوہر ام ہانی یمن کی فتح کے وقت مکہ چلا گیا تھا وہیں بحالت کفر مر گیا۔

بُت خانہ عزیٰ کا انہدام:

ان واقعات کے بعد آنحضرت ﷺ نے مکہ کے اطراف و جوانب کی طرف سرایا روانہ فرمائے۔ لیکن ان کو قتال سے منع فرما دیا منجملہ ان کے خالد بن الولیدؓ بن جذیمہ بن عامر بن عبد مناۃ، بن کنانہ کی طرف روانہ کیے گئے۔ انھوں نے بنو جذیمۃ سے لڑائی کی اور مال و اسباب پر قبضہ کر لیا۔ جب حضرت خالدؓ آنحضرت ﷺ کی خدمت سے حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے اس مال و اسباب کو حضرت علیؓ کی معرفت بنو جذیمہ کو واپس کر دیا اور ان کے مقتولین کی دیت (خون بہا) ادا کیا۔ اس کے بعد پھر حضرت علیؓ کو عزیٰ کی جانب روانہ کیا۔ مضر و کنانہ اس کی جاہلیت میں بے حد تعظیم کرتے تھے اور اس کی مجاورت بنو شیبان قبیلہ بنو سلیم حلفاء بنو ہاشم کے قبضہ میں تھی۔ خالد بن الولیدؓ نے اس کو منہدم کر دیا۔

انصار کی تالیفِ قلوب:

انصار کو فتح مکہ کے بعد آنحضرت ﷺ کے بلا تعین قیام سے یہ خیال پیدا ہوا کہ شاید اب آپ ﷺ مکہ ہی میں قیام فرمائیں گے۔ مدینہ تشریف نہ لے جائیں گے اس وجہ سے ان کو ایک گونہ صدمہ ہوا آپس میں اس سلسلے میں کچھ کہنے سننے لگے آنحضرت ﷺ کو جب اس امر کی خبر ہوئی تو باہر تشریف لائے، انصارؓ کو جمع کر کے خطبہ پڑھا اور فرمایا "کہ ہماری زندگی و موت تمھاری زندگی و موت سے متعلق ہے"۔

Marfat.com

(مترجم) تطہیر کعبہ:

ابن اسحاق نے مختلف اسناد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ کی فتح کے بعد مکہ میں پندرہ راتیں مقیم رہے اس اثناء میں برابر نماز قصر کرتے رہے ان بتوں کو جو خانہ کعبہ میں تھے، خود اپنے دستِ مبارک سے منہدم کیا اور حضرت ابراہیمؑ و اسماعیلؑ و عیسیٰ و مریم علیہم السلام کی تصاویر کو دفن کرادیا باقی رہے وہ بت جو اطراف و جوانب مکہ میں تھے ان کے منہدم کرنے کو صحابہؓ کو روانہ کیا۔

عزیٰ کا انہدام:

۲۵ رمضان ۸ ھ کو عزیٰ کے منہدم کرنے کے لیے خالد بن ولیدؓ کو تیس سواروں کی جمیعت کے ساتھ روانہ کیا۔ عمر بن العاصؓ کو سواغ (ہذیل کے صنم) کی طرف روانہ کیا۔ عمرو بن العاصؓ جس وقت سواغ کے قریب پہنچے تو مجاور نے کہا تم کس ارادے سے آئے ہو، عمر بن العاصؓ نے جواب دیا کہ مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بت کو منہدم کرنے کے لیے بھیجا ہے مجاور نے حیرت کی نگاہ سے ان کو دیکھ کر کہا تم اس امر پر قادر نہ ہوسکو گے۔ عمر بن العاصؓ نے کہا کیوں؟ مجاور نے جواب دیا کہ خداوند سواغ تم کو خود روک دے گا عمرو بن العاصؓ نے کہا تجھ پر تف ہو تو اب تک اسی خیال باطل میں گرفتار ہے عمرو بن العاصؓ یہ کہہ کر سواغ کی طرف بڑھے اور اس کو ایک ضرب سے پاش پاش کر ڈالا ان کے ہمراہیوں نے اس کے اردگرد کے چھوٹے چھوٹے بتوں کو توڑ کر اس کے خزانہ کو توڑا لیکن اس میں سے کچھ ہاتھ نہ آیا۔ پھر عمروؓ بن العاص مجاور کی طرف متوجہ ہو کر بولے تو نے دیکھا میں نے کیسے اس کو توڑ ڈالا۔ دیکھ جب وہ اپنے کو نہیں بچا سکتا تو مجھ کو کیا نفع و ضرر پہنچا سکتا ہے مجاور یہ کلام سنتے ہی مسلمان ہو گیا۔ اس طرح سعید بن زید الاشہلیؓ مناۃ کے توڑنے پر مبعوث ہوئے یہ بت اوس و خزرج و غسان کا تھا ان کے ہمراہ بیس سوار تھے انھوں نے جا کر اس بت کو توڑا اور اس کے خزانہ کو کھولا لیکن یہاں سے بھی کچھ ہاتھ نہ آیا۔

Marfat.com

بنوہوازن اور بنوثقیف:

یوں تو مکہ کی فتح سے پہلے عربوں کی آنحضرت ﷺ کی مسلسل کامیابیوں سے آپ ﷺ کی نسبت ایک خاص خیال پیدا ہو گیا تھا اور ان کی رگوں میں جوشِ انتقام یا حسد و رشک کا خون دوڑ رہا تھا۔ پرانی عداوتوں کا خیال اپنے دلوں سے بھلا کر ایک دوسرے سے راہ ورسم پیدا کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ چناں چہ ہوازن وثقیف اسی وقت سے جب کہ آنحضرت ﷺ مدینہ سے بقصد مکہ روانہ ہوئے چوکنے ہو گئے تھے لیکن فتح مکہ کے بعد یہ سمجھ کر کہ آنحضرت ﷺ شاید ہم پر حملہ کر دیں۔ بنونضیر میں مالک ابن عوف کے پاس مسلمانوں کے خلاف جمع ہوئے اس مجمع ومشورے میں بنونضیر بن معاویہ بن بکر بن ہوازن و بنوجشم بن معاویہ و بنوسعد بن بکر اور چند آدمی بنوہلالی بن عامر بن صعصعہ بن معاویہ کے اور ان کے اخلاف بنومالک بن ثقیف بن بکر شریک تھے۔ بنوہوازن میں سے کعب وکلاب شریک نہیں ہوئے۔ بنوجشم کے ہمراہ ان کے سردار درید بن الصمۃ بن بکر بن علقمہ بن خزاعہ بن جشم بھی تھا۔ گو اس کو پیرانہ سالی نے کسی کام کا نہ رکھا تھا۔ بہ مشکل تمام اپنے مقام سے حس وحرکت کر سکتا تھا لیکن اس کو جہاں دیدہ وجنگ آزمودہ ہونے کی وجہ سے صلاح ومشورہ کی غرض سے ساتھ لے لیا تھا۔ ثقیف میں قارب بن الاسود ابن مسعود بن معتب اور بنومالک بن ذوالخمار سبیع بن الحرث بن مالک اور اس کا بھائی احمس سردار تھا اور ان سب کا سردار مالک بن عوف بنونضیر کا سردار بنا گیا۔

درید بن الصمۃ کی مالک کو پند ونصائح:

جس وقت عرب کا یہ گروہ اوطاس میں پہنچا درید بن الصمۃ نے مالک بن عوف سے کہا (مالی اسمع رعاء البعیر و نهاق الحمیر و یعار الشاء و بکاء الصغیر) یعنی ”مجھے کیا ہے کہ میں اونٹوں کا بلبلانا اور گدھوں کا چیخنا اور بکریوں کا بولنا اور لڑکوں کا رونا سن رہا ہوں“۔ مالک نے جواب دیا کہ میں نے ان لوگوں کو مع ان کی اولاد اور اموال کے لڑائی پر

Marfat.com

نکالا ہے تا کہ ان ہی کے خیال سے سینہ سپر ہو کر لڑیں درید بن الصمۃ نے کہا واللہ تو نے غلطی کی کیا منہزم کوئی چیز جو اس کے ساتھ ہوتی ہے واپس لے کر جاتا ہے؟ اگر تیری فتح ہوئی تو تجھ کو ہتھیاروں کے سوا اور کوئی چیز فائدہ نہ پہنچائے گی اور اگر شکست ہوئی تو تو نے اہل وعیال کو بدنام اور رسوا کیا یہ کہہ کر اس نے کعب وکلاب کا حال دریافت کر کے ان کے نہ شریک ہونے کا افسوس کیا اور مالک کی طرف پھر مخاطب ہو کر کہنے لگا مالک تجھے یہ کیا ہو گیا ہے۔ ہوازن کو تو کیوں اژدہے کے منہ میں لیے جاتا ہے یہ اس کا ایک لقمہ بھی نہ ہو گا تو نے مفت میں ان کو غیر بلاد میں لا کر تباہ کیا خیر جو کچھ کیا اچھا کیا بہتر یہ ہو گا کہ بچوں اور عورتوں کو ساقہ میں یعنی سواران لشکر کے پیچھے رکھ اگر تیری فتح یابی ہوئی تو یہ تجھ سے آملیں گے اور اگر تو کسی آفت ناگہانی میں مبتلا ہو گیا تو یہ دشمنوں کی دست برد سے محفوظ رہیں گے''۔ مالک نے یہ تقریر نہایت حقارت کی نگاہوں سے سن کر اس پر کچھ توجہ نہ کی۔

ذات انواط کی واقعہ:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی آمد کی خبر سن کر عبداللہ بن ابی حدود الاسلمی کو جاسوسی پر مقرر کیا اور صفوان بن امیہ سے سو (۱۰۰) زرہیں اور بعض کہتے ہیں کہ چار سو زرہیں مستعار لے کر بارہ ہزار مسلمانوں کے ساتھ مقابلہ کے قصد سے پیش قدمی فرمائی دس ہزار صحابی تو وہ تھے جو مدینہ سے آپ کے ہمراہ آئے تھے اور دو ہزار مسلمان فتح مکہ سے تھے مکہ میں بجائے اپنے عتاب بن اسید بن ابی العیص بن امیہ کو متعین فرمایا منجملہ ان لوگوں کے جو اس واقعہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ گئے تھے عباس بن مرداس وضحاک بن سفیان کلابی اور چند لوگ عبس وذبیان ومزینہ وبنو اسد کے تھے راستے میں ایک درخت سدر کی طرف ہو کر گزرے جس کو عرب ایام جاہلیت میں ذات انواط کے نام سے موسوم کرتے اور اس کی تعظیم وطواف کرتے تھے۔ لوگوں نے[1] عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے لیے بھی ایک ذات انواط مقرر فرمائیے جیسا کہ ان کے لیے ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سوال سے ناراض ہو کر ارشاد فرمایا: ''تم نے مجھ سے ویسا ہی کہا ہے جیسا کہ قوم موسیٰ نے کہا تھا کہ ہمارے لیے بھی الٰہ ان

Marfat.com

کے الٰہ کی طرح بنا دو۔ قسم ہے اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے مجھ کو اس بات کا اندیشہ ہے کہ تم لوگ ان لوگوں کا راستہ اختیار کرو گے۔ جو تم سے پیشتر گزر چکے ہیں۔ خبردار! ایسے خیالات کو اپنے دل میں جگہ نہ دو"۔

جنگ حنین:

یکم شوال ۸ھ کو آنحضرت وادیاں تہامہ میں سے وادی حنین میں پہنچے رات ہی کے وقت سے ہوازن وادی حنین کے دونوں جانب کمین گاہ میں چھپ کر بیٹھ رہے تھے۔ جس وقت لشکر اسلام اس وادی سے ہو کر گزرا کفار نے کمین گاہ سے نکل کر دفعتہ حملہ کر دیا۔ مسلمانوں کا لشکر اس اچانک حملہ سے منتشر و غیر مرتب ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر چند ان کو واپس آنے کے لیے آواز دی لیکن وہ واپس نہ ہو سکے آپ کے ہمراہ حضرت ابوبکرؓ عمرؓ و علیؓ عباس وابوسفیان بن الحرث اور ان کے لڑکے جعفر و فضل و قثم پسران عباس اور ان کے علاوہ ایک جماعت صحابہ (رضی اللہ عنہم) کی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے سفید خچر دلدل نامی پر سوار تھے اور حضرت عباسؓ نے آپ کے کہنے سے صحابہ کو پکارا۔ صحابہؓ نے لوٹنے کا قصد کیا لیکن کفار کے اژدہام نے روک دیا۔ مجبور ہو کر وہیں ٹھہر گئے اور لڑنے لگے۔ جنگ کی حالت بظاہر مسلمانوں کے خلاف نظر آ رہی تھی۔ بنو ہوازن لڑتے لڑتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب پہنچ گئے مسلمانوں کو اس پہلے حملے میں شکست ہوئی۔[۷۲]

بنو ہوازن کی پسپائی:

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ اکبر کہہ کر دلدل کو آگے بڑھایا تو اس آواز کے سنتے ہی ارد گرد سو کے قریب صحابہؓ آپ کے پاس جمع ہو گئے اور سب کے سب ایک مجموعی قوت سے حملہ کیا بنو ہوازن پسپا ہو کر پیچھے ہٹے مسلمانوں نے ان کو گرفتار کرنا شروع کر دیا۔ ان کے لڑکوں، عورتوں کو قید کر لیا۔ مال و اسباب پر قبضہ کر لیا۔ بنو مالک کے ستر آدمی اس معرکہ میں کام آئے منجملہ ان کے ذوالخمار[۷۳] اور اس کا بھائی عثمان پسران عبداللہ بن ربیعہ بن

Marfat.com

الحرث بن حبیب تھا۔ قارب[۷۴] بن الاسود احلافِ ثقیف شروع جنگ سے اپنا رایت (جھنڈا) چھوڑ کر بھاگ گیا اس وجہ سے ان میں سے کوئی مارا نہیں گیا۔ مالک بن عوف نصری نے اپنی قوم کی ایک جماعت کو لے کر طائف میں جا کر دم لیا ہوزن کے کچھ لوگ اوطاس کی طرف بھاگے سوارانِ اسلام نے ان کا تعاقب کیا درید بن الصمۃ اسی دار و گیر میں ربیعہ بن رفیع بن اہبان بن ثعلبہ بن یربوع بن عوف سماک بن عوف بن امراء القیسؓ کے ہاتھ سے مارا گیا۔

بنو ہوازن کا تعاقب:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان بنو ہوازن سے لڑنے کے لیے ابو عامر اشعری عم ابو موسیٰ کو روانہ کیا جو اوطاس کے ایک کھجور کے باغ میں پناہ گزیں تھے۔ جب ابو عامر سلمہ بن درید بن الصمۃ کے تیر سے شہید ہو گئے تو ابو موسیٰ نے رایت اسلام لے کر نہایت شدت سے حملہ کیا اور اپنے چچا کے قاتل کو مار ڈالا۔ مشرکین باغ سے نکل کر بھاگے بنو نضیر بن معاویہ سے رباب میں قتل کا بازار گرم ہو گیا ہوازن کے جتنے لوگ اس معرکہ میں آئے تھے سب کے سب مارے گئے مسلمانوں میں سے چار آدمی (۱) ایمن بن ام ایمن (برادر اخیافی اسامہ) (۲) یزید بن زمعہ بن الاسود (۳) سراقہ بن الحرث عجلانی (۴) ابو عامر اشعری (رضی اللہ عنہم) شہید ہوئے۔

طائف کا محاصرہ:

واقعہ حنین سے فارغ ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیدیوں[۷۵] اور اموال غنیمت کو جعرانہ جمع کرنے کے لیے فرمایا اور ان کی حفاظت کے لیے مسعود بن عمروؓ غفاری کو مقرر کر کے طائف کا قصد کیا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہنچنے سے پہلے ثقیف نے طائف میں داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا تھا اور اہل طائف کو اپنا ہمدرد بنا لیا۔ حنین سے طائف آتے ہوئے حصن مالک بن عوف نصری ملا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے والی قلعہ سے اسلام لانے کے لیے فرمایا جب اس نے

Marfat.com

انکار کیا تو آپ کے حکم سے منہدم کر دیا گیا بجنسہ یہی واقعہ اطم کے ساتھ بھی پیش آیا جو بنو ثقیف میں کسی شخص کا تھا۔

طائف کے سرداروں میں سے عروہ بن مسعود غیلان بن سلمہ چوں کہ اس واقعہ سے پیشتر فنون جنگ کی تعلیم کی غرض سے حرش گئے ہوئے تھے۔ اس وجہ سے نہ تو وہ حنین میں شریک ہوئے تھے اور نہ طائف میں حصار کے وقت اس کو کچھ مدد پہنچا سکے۔ اگر چہ ان کو اس محاصرہ کی خبر پہنچی۔ لیکن انھوں نے اپنی غیر حاضری کو ایسے نازک وخطرناک وقت میں حاضری سے زیادہ بہتر سمجھا۔

مجاہدین کی مزاحمت:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تقریباً بیس روز تک طائف کا محاصرہ کیے رہے اثناء محاصرہ میں اہل قلعہ تیر و پتھر برساتے تھے اور اسلامی لشکر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے منجنیق کے ذریعہ سے ان کے مضبوط قلعہ پر پتھر برساتے تھے ایک مرتبہ چند صحابہؓ نے ایک خندق کھود کر طائف کے شہر پناہ تک جانے کا قصد کیا۔ اہل طائف نے ان پر تیر و پتھر برسانا شروع کر دیئے جس سے وہ ناکام ہو کر نقصان کے ساتھ واپس آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے باغ کٹوا ڈالے اس پر بھی حصار شکست نہ ہوا اور اہل طائف نے باغات کی بربادی پر کچھ خیال نہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام سے صلاح ومشورہ کر کے حصار چھوڑ کر جعرانہ کی طرف رخ کیا جہاں پر قیدیان ہوازن واموال غنیمت جمع تھا۔

طائف کے نواحی قبائل کی اطاعت:

ان ایام میں جب کہ طائف کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محاصرہ کیے ہوئے تھے طائف کے گرد و نواح کے رہنے والے اکثر خود اور بعض وفود کے ذریعہ خدمت اقدس میں حاضر ہو کر ایمان لائے۔ اثناء محاصرہ میں مسلمانوں میں سے سعید بن العاص وعبداللہ بن ابی امیہ بن المغیرہ اورام سلمہ عبداللہ بن عامر بن ربیعہ عنزی حلیف بنو عدی اور علاوہ ان کے بارہ صحابی جس میں

Marfat.com

چار انصار (رضی اللہ عنہم تھے) شہید ہوئے۔

ہوازن کا وفد:

جس وقت آپ جعرانہ میں پہنچے قیدیان و مال غنیمت کی نوبت نہیں آئی تھی کہ ہوازن کا وفد آیا اور اس نے ان کے اسلام لانے اور امن کی خواہش ظاہر کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ اپنے اہل وعیال واپس لینا چاہتے ہو یا مال واسباب کو۔ بنو ہوازن کے وفد نے عرض کیا کہ ہم لوگ اپنے اہل وعیال کو واپس چاہتے ہیں تب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا جو کچھ میرا اور بنو مطلب کا حصہ تھا وہ سب تمہارا ہے لیکن وہ حصہ جو مہاجرین وانصار کا ہے اس کی بابت تم لوگ بعد نماز ظہر کھڑے ہو کر یہ کہنا کہ ''ہم لوگ مسلمانوں سے بذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مسلمانوں کے ذریعہ اپنے اہل وعیال کی سفارش کرتے ہیں''۔ میں اس وقت وہ حصہ بھی تم کو دے دوں گا غالباً مہاجرین انصار راضی ہو جائیں گے۔

بنو ہوازن کو امان:

پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ظہر کی نماز پڑھ چکے تو ہوازن کے وفد نے کھڑے ہو کر کہا (انا نستشفع برسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم الی المسلمین الی رسول اللہ فی ابناءنا و نسائنا) یعنی ''ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذریعہ مسلمانوں سے اور مسلمانوں کے ذریعہ رسول اللہ سے اپنی اولاد اور عورتوں کی سفارش کرتے ہیں''۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا (اما ما کان لی و لبنی عبدالمطلب فھو لکم) یعنی ''جو میر یا اور بنی عبدالمطلب کا حصہ ہے وہ سب تمہارا ہے''۔ مہاجرین وانصارؓ نے یہ سن کر جواب دیا (ما کان لنا فھو لرسول اللہ) یعنی ''جو ہمارا حصہ ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہے''۔ لیکن اقرع بن حابس وعینیہ بن حصن اور ان دونوں کی برادریوں نے اس سے انکار کیا اور اسی طرح عباس بن مرداس نے بھی کیا اور بنو سلیم نے کہا کہ جو ہمارا حصہ ہے اس کے مالک رسول اللہ صلی علیہ وسلم ہیں اس کے بعد

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہوازن کی عورتوں اور اولاد کو واپس کر دیا جس نے اس امر کو ناپسند کیا اس کو اس کا معاوضہ دے دیا۔

رسول اکرم کی رضاعی ہمشیرہ:

انھیں قیدیان ہوازن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعی ہمشیرہ شیما بھی تھیں جو قبیلہ ہوازن میں بنوسعد بن بکر سے حرث بن عبدالعزیٰ کی لڑکی تھیں جس وقت یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو پیش کی گئی تو انھوں نے کہا میں تمھاری رضاعی بہن ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کس دلیل سے! شیما نے کہا یہ داغ تمھارے دانت کے ہیں تم نے لڑکپن میں کاٹ لیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اگر تم میرے پاس رہنا پسند کرتی ہو تو میں تم کو انتہائی عزت واحترام سے رکھوں گا اور اگر اپنی قوم میں جانا چاہتی ہو تو تم کو اختیار ہے شیما نے آخری بات کو پسند کیا آپ نے ان کو ان کی قوم میں بھیج دیا''۔

مال غنیمت کی تقسیم:

اب باقی رہا مال واسباب اس میں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں میں اس طرح تقسیم کیا کہ زیادہ حصہ ان مسلمانان قریش کو مرحمت فرمایا جن کی تالیف قلوب مقصود تھی اور وہ وقت فتح یا بعد فتح مکہ ایمان لائے تھے۔ بعض کو ان میں سے سو سو حصے اور بعض کو پچاس پچاس اور بعض کو ان دونوں کے درمیان میں دیا۔ ان لوگوں کو مولفۃ القلوب کہتے ہیں کتب سیر میں بالفصیل مذکور ہیں جو قریب قریب چالیس افراد منجملہ ان کے ابوسفیان[76] اور ان کا لڑکا معاویہ بن حکم بن حزام وصفوان بن امیہ مالک بن عوف اور عینیہ بن حصن بن حذیفہ بن بدرو اقرع بن حابس وغیرہ ہیں۔ ان لوگوں کو سو حصے دیے گئے تھے اور عباس بن مرداس کو پہلے پچاس دیئے گئے تھے لیکن جب اس نے اپنے دو ایک اشعار پڑھے جس سے اس کی ناراضگی ظاہر ہوتی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (اقطعوا عنی لسانہ فاتموا الیہ المانۃ)'' مجھ سے اس کی زبان کو روک دو پس سو اس کے بھی پورے کر دو''۔

Marfat.com

مال غنیمت کی تقسیم پر انصار میں کشیدگی:

مسلمانان مولفۃ القلوب کو اس قدر کثیر حصہ دینے سے انصارؓ کے دل میں ایک خیال کا پیدا ہونا کچھ تعجبات سے نہ تھا وہ لوگ دل ہی دل میں کسی قدر کشیدہ ہو گئے۔ بڑے بوڑھے تو یہ بات زبان تک نہ لائے لیکن نوجوانوں کے دماغ میں اس کے علاوہ یہ ایک اور بات سما گئی کہ اب رسول اللہ اپنی قوم کے ہوتے ہوئے اپنا آبائی گھر چھوڑ کر مدینہ کیوں جائیں گے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس احساس کو اپنی فراست سے پہچان لیا اور انصارؓ کو جمع کر کے فرمایا میں نے ان لوگوں کو زیادہ حصہ اس وجہ سے دیا ہے کہ یہ لوگ ابھی نئے نئے مسلمان ہوئے ہیں میں ان کی تالیف قلوب کرنا چاہتا ہوں کیا تم لوگ اس سے خوش نہ ہو گئے کہ اور لوگ تو بکری اونٹ لے کر اپنے مکانوں کی طرف جائیں اور تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لے کر اپنی فرودگاہ پر جاؤ اگر ہجرت ایک تقدیری حکم نہ ہوتا تو میں بھی انصارؓ ہی میں سے ہوتا اگر انصارؓ ایک راستہ پر چلیں اور لوگ دوسرا راستہ اختیار کریں تو میں بے شک انصارؓ کا راستہ اختیار کروں گا۔ اے خدا انصارؓ۔ اور انصارؓ کی اولاد اور اولاد کی اولاد پر رحم کر"۔ انصارؓ یہ سن کر خوش ہو گئے ان کے دل میں جو کچھ خیالات تھے وہ سب دور و رفع ہو گئے اس کے بعد جعرانہ سے مکہ کا عمرہ کیا اور وہاں پہنچ کر عتاب بن اسید ایک نوجوان شخص کو جس کی عمر بیس برس سے کچھ متجاوز تھی مکہ کا حاکم مقرر فرمایا اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو قرآن و احکام دینی کی تعلیم کی غرض سے ان کے پاس چھوڑ کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ ڈھائی مہینہ بعد جبکہ چھ روز ذیقعید ۸ ھ کے باقی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع صحابہؓ کے داخل مدینہ ہوئے۔

عتاب بن اسید:

عتاب بن اسید نہایت زاہد و باشرع اور جوان صالح تھے انھوں ہی نے سب سے پہلے اسلام میں امیر ہو کر مسلمانوں کے ساتھ حج کیا۔ اس سال کل مسلمانوں نے حج اس صورت سے ادا کیا جس طرح اس سے پیشتر عرب جاہلیت کیا کرتے تھے۔

Marfat.com

غیر مسلموں سے حسن سلوک کا حکم:

اسی سنہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمرو بن العاص کو جیفر و عبد پسران جلندی کے پاس عمان کی طرف صدقات وصول کرنے کے لیے روانہ کیا۔ جیفر و عبد نے بہ خوشی خاطر اس حکم کی طاعت کی۔ نیز اسی سنہ میں آپ نے مالک بن عوف کو ان کی مسلمان قوم اور ثقیف کا جو اطراف طائف میں رہتے تھے سردار مقرر کیا اور یہ حکم دیا کہ جو لوگ مسلمان نہیں ہوئے ان پر زیادہ سختی نہ کی جائے۔ بلکہ تالیف قلوب کا خیال رکھنا یہاں تک کہ وہ اسلام میں داخل ہو جائیں۔ چناں چہ ایسا ہی ہوا جو لوگ کہ وقت فتح مکہ یا بعد فتح مکہ ایمان لائے اسلام میں داخل ہوئے اور مولفۃ القلوب کے نام سے موسوم ہوئے۔ وہ اگرچہ اور صحابہؓ سابقین اولین مہاجرین و انصارؓ سے درجہ میں متفاوت ہیں۔ لیکن ان کا بھی اسلام نہایت اچھا ہوا اور وہ اس زمانہ کے اعلیٰ درجہ کے دین دار مسلمان سے خواہ وہ کسی درجہ کا ہو افضل ہیں۔ کیوں کہ یہ نعمت کہ انھوں نے بحالت اسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا دوسروں کو ہرگز نصیب نہیں ہو سکتی۔

حضرت ابراہیم کی پیدائش:

اسی سنہ میں بطن ام المومنین ماریہ سے ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے۔ اس کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کعب بن عمیرؓ کو ذات اطلاع (سرزمین شام) کی طرف قضاعہ کے ایک گروہ کے پاس دعوتِ اسلام دینے کے غرض سے روانہ کیا۔ ان کے ہمراہ پندرہ آدمی تھے۔ قضاعہ اور اس کے سردار سدوس نے کعب ابن عمیر اور ان کے ہمراہیوں کو مار ڈالا ان سے صرف ایک مسلمان خدا جانے کس طرح سے اپنی جان بچا کر مدینہ واپس آئے۔ واللہ اعلم

کعب ابن زہیر کو امان و انعام:

شروع ۹ھ (مطابق ۶۳۱ء) میں طائف سے واپسی کے بعد کعبؔ ابن زہیر شاعر

Marfat.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اس سے پیشتر اس کا خون آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مباح کر دیا تھا جس وقت اس نے خدمت اقدس میں باریاب ہو کر اسلام قبول کیا اور اپنا قصیدہ معروفہ (جس کا یہ مطلع ہے)

((بانت سعاد فقلبی الیوم متبول متیم اثرها لم نهذ مکبول)

سعاد کے جانے کے بعد میرا دل پارا پارا ہے۔ اس کے نشانات کا غلام ہے اس سے الگ نہیں ہے بلکہ اس کی محبت میں مقید ہے۔ پڑھا تو آپ نے اس کے صلہ میں اپنی چادر مرحمت فرمائی جس کو اسکے انتقال کے بعد ورثاء کعب ابن زہیر سے امیر معاویہؓ نے خرید لیا تھا اور اس کو ایک زمانہ تک خلفاء تبرکا حفاظت سے رکھتے چلے آرہے تھے۔

بنو اسد کا قبولِ اسلام:

پھر اس واقعہ کے بعد بنو اسد کے وفود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور ایمان لائے منجملہ ان کے ضرار بن الازور تھے۔ ان لوگوں نے بعد اسلام بہ نظر فخر یہ کہا تھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبل اس کے کہ ہمارے پاس کسی کو تبلیغ کی غرض سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھیجیں ہم لوگ خود حاضر ہو گئے۔ اس پر اللہ جل شانہ نے یہ آیت نازل فرمائی:

یمنون علیک ان اسلموا قل لا تمنوا علی اسلامکم بل اللّٰہ یمن علیکم ان هداکم للایمان ان کنتم صدقین)

''لوگ اپنے اسلام کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر احسان جتلاتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما دیجیے کہ مجھ پر اپنے اسلام کا احسان نہ جتلاؤ بلکہ اللہ کا احسان ہے کہ اس نے تمھیں اسلام عطا فرمایا۔

اس وفد کے بعد دو وفد [۸] ماہ ربیع الاول میں اور آئے اور ردیفع بن ثابت البلوی کے یہاں مقیم ہوئے۔

غزوۂ تبوک ۹ھ ہرقل کی جنگی تیاریاں:

اس غزوہ کا محرک اصلی خود ہرقل بادشاہ قسطنطنیہ ہوا کیوں کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیہم

Marfat.com

کامیابیوں کو سن کر بقصد حملہ تیاری کرنے میں مصروف ہو گیا تھا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی ہو گئی تو آپ نے ماہ رجب ۹ ھ میں رومیوں کے خلاف جہاد کرنے کی تیاری کا حکم دے دیا۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ بعد مسافت دشمنانِ دین کی گرفت فصل اور میوہ جات نیز سایہ کی کمی، موسم گرم ہونے کی صعوبتوں اور دشواریوں کو بھی بیان فرما دیا۔ ورنہ اس سے پہلے اکثر اس امر کے اظہار کے بغیر کہ کس راہ اور کس طرف جانا ہوگا مدینہ سے پیش قدمی فرمایا کرتے تھے اور صحابہؓ آپ کے ہمراہ ہوتے تھے حتیٰ کہ منافقین میں سے بھی کوئی چون و چرا نہ کرتا تھا۔

منافقین کی ریشہ دوانیاں:

اس مرتبہ چوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے اپنے ارادے کو ظاہر فرما دیا۔ اس وجہ سے منافقین لوگوں کو بہکانے لگے اور اس فکر میں ہو گئے کہ جہاں تک ممکن ہو لوگوں کو غزوہ میں جانے سے روکیں۔ چناں چہ اس گروہ کے کچھ لوگ ایک یہودی کے مکان میں جمع ہو کر صلاح و مشورہ کرتے اور لوگوں کو بہکانے کی فکر کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلحہ بن عبید اللہ کو اس مکان کے جلادنے اور ویران کرنے کا حکم دے دیا۔ بنوسلمہ سے ابن قیس اور چند اعراب نے حلیہ و حوالہ کر کے مکان میں ٹھہرے رہنے کی اجازت چاہی۔ آپ نے ان کو اجازت دے دی اور ان سے سخت ناراض ہوئے یہ حال تو منافقین کا تھا۔

مسلمانوں کا ایثار اور جذبہ جہاد:

اب مومنین کے حالات سنئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس وقت لوگوں کو جہاد کی ترغیب دی اور مال واسباب کے فراہم کرنے کو فرمایا تو جو چیز جس کے پاس تھی اس نے لا کر حاضر کر دی۔ اس غزوہ میں سب سے زیادہ مال واسباب حضرت عثمانؓ ابن عفان نے دیا بیان کیا جاتا ہے کہ ایک ہزار دینار سرخ اور نو سو اونٹ مع اسباب کے اور سو گھوڑے دیے تھے۔ بعض وہ غریب صحابیؓ جن کے پاس کچھ نہ تھا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور

Marfat.com

سواری کے لیے عرض کیا۔ آپ کے پاس اس وقت کوئی سواری موجود نہ تھی آپ نے جواب دے دیا۔ وہ بیچارے روتے ہوئے لوٹے۔ راستے میں یامین بن عمیر نضری مل گئے انھوں نے ان سے رونے کا سبب دریافت کیا۔ ان لوگوں نے کہا نہ تو ہمارے پاس سواری ہے اور نہ ہم میں اس قدر استطاعت ہے کہ خرید کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جہاد میں چلیں۔ ہم لوگ سواری کی فکر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دے دیا۔ یامین بن عمیر کا دل یہ سن کر بھر آیا اور انھوں نے اسی وقت ان کے لیے اونٹ خرید کر دیے۔

مجاہدین کی روانگی:

جب صحابہؓ ہمہ تن مستعد و تیار ہو گئے تو مدینہ میں محمد بن مسلمہ اور بعض کہتے ہیں کہ سباع بن عرفطہ اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ ابن ابی طالب کو اپنا قائم مقام کر کے پیش قدمی فرمائی۔ تو منافقین کا سردار عبداللہ بن ابی ابن سلول ایک گروہ لے کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ہو لیا لیکن تھوڑی دور چل کر مع اپنے ہمراہیوں کے واپس چلا آیا۔ حجر میں پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہؓ سے فرمایا کہ یہ شہر ثمود کا ہے اس کا پانی تم میں سے کوئی استعمال نہ کرے اور اس پانی سے گندھے ہوئے آٹے کو اونٹوں کو کھلا دے اور سرنگوں روتے ہوئے اس طرف سے چلیں کوئی شخص تنہا قافلہ سے نہ نکلے۔ اتفاقاً دو شخص بنو ساعدہ سے علیحدہ علیحدہ نکلے ایک دم گھٹ گیا جو آپ کے مس کرنے سے اچھا ہو گیا اور دوسرے کو ہوا نے طے کے پہاڑوں میں پھینک دیا جن کو ایک مدت کے بعد اہل طے نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں واپس کیا۔

منافقین کے اعتراضات:

آگے بڑھے تو راستے میں آپ کا ناقہ گم ہو گیا منافقین کی بن آئی آپس میں کہنے لگے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم کو آسمان سے خبریں ملا کرتی ہیں ہم آسمانی حالات کو جانتے ہیں۔ تعجب ہے کہ اپنے ناقہ کا حال نہیں جانتے کہ وہ اس وقت کہاں ہے آنحضرت

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا بخدا میں کچھ نہیں جانتا سوائے اس کے کہ میرے رب نے جو کچھ مجھے سکھا دیا ہے اور اب میں بہ الہام الٰہی کہتا ہوں کہ ناقہ فلاں مقام پر ہے۔ مہار اس کی ایک درخت سے اٹک گئی ہے جس سے وہ رکی ہے۔ یہ کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک صحابیؓ کو بھیج کر ناقہ کو منگوالیا۔ قول بالا کا کہنے والا منافقین میں سے زید بن اللصیت قبیلہ قنیقاع سے تھا کہتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد اس نے توبہ کر لی اور بخشی بن جهیر تائب ہو گیا تھا اور یہ دعا کی تھی کہ اس گناہ کے کفارہ میں ایسے مقام پر شہید کیا جاؤں جہاں میرا نام ونشان نہ ملے اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمائی اور یہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

اکیدر والی دومتہ الجندل کی اطاعت:

الغرض جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبوک پہنچے۔ تو آپ کی آمد کی خبر سن کر تحینہ بن رویہ صاحب ایلہ اور اہل حربا واذرح آپ کی خدمت میں آئے جزیہ دے کر صلح کر لی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہر ایک کے لیے صلح نامہ[80] لکھ کر اسی مقام سے خالد بن والولید رضی اللہ عنہ کو اکیدر بن عبدالملک والی دومتہ الجندل کی طرف روانہ کیا۔ اکیدر بن عبدالملک کندہ کا بادشاہ نصرانی مذہب رکھتا تھا اور دومتہ الجندل کا حکمران تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روانگی کے وقت خالد بن اولید کو اس امر سے مطلع فرما دیا تھا کہ اکیدر تم کو شکار کھیلتا ہوا ملے گا۔ اتفاق سے اکیدر ایک روز پیشتر شکار کھیلنے کو اپنے قلعہ سے نکل آیا تھا شکار کے شوق نے اس کو شب بھر قلعہ کے باہر رکھا۔ صبح ہونے تک خالد بن الولید رضی اللہ عنہ پہنچ گئے اور اس کو گرفتار کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے جزیہ[81] لے کر صلح کر کے اس کو لوٹا دیا۔

مجاہدین کی مراجعت:

بیس روز تک تبوک میں مقیم رہے نہ تو کوئی عرب منتصرہ میں سے مقابلہ پر آیا اور نہ رومیوں نے سامنا کیا۔ اکیسویں روز وہاں سے کوچ کر کے مدینہ کو روانہ ہوئے راستے میں

Marfat.com

اتنا تھوڑا سا پانی ملا جس سے ایک دو شخص کے سوا کسی اور کو سیراب نہ کر سکتا تھا۔ لیکن آپ کی ممانعت کے باوجود منافقین میں سے دو شخصوں نے اس پانی کو صرف کیا۔ آپ ﷺ ان سے نہایت ناراض ہوئے باقی پانی میں اپنا دستِ مبارک رکھ کر دعا فرمائی۔ اللہ جل شانہ نے آپ ﷺ کی دعا سے وہ پانی وافر کر دیا کہ کل لشکر کو کافی ہو گیا۔

منافقین کی مسجد کا انہدام:

جب آپ مدینہ کے قریب پہنچے تو تقریباً ایک ساعت کا راستہ رہ گیا ہو گا کہ آپ ﷺ نے مالک بن دخشم سالمی و معن بن عدی عجلی کو مسجدِ ضرار[۸۲] کو منہدم کرنے کے لیے بھیجا۔ اس مسجد کو منافقین نے بنایا تھا جس وقت آپ غزوہ تبوک کے لیے جا رہے تھے۔ منافقین نے آکر التجا کہ آپ اس مسجد میں نماز پڑھتے جائیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں اس وقت سفر میں ہوں اور ایک ضروری کام کے انجام دینے کو جا رہا ہوں واپسی کے بعد دیکھا جائے گا۔ پس واپسی کے وقت آپ کے حکم سے مالک و معن نے اس کو منہدم کر کے اس کے عملہ کو جلا دیا۔

منافقین اور سورۂ برأت:

اس غزوہ میں بنو سلمہ سے کعب بن مالک اور بنو عمرو بن عوف سے مرارۃ بن الربیع اور ہلال بن امیہ بن واقف حالانکہ صالحین صحابہؓ میں سے تھے شریک نہیں ہوئے اسی وجہ سے بحکم رسول اللہ ﷺ پچاس دن تک ان لوگوں سے نہ کوئی بولتا تھا اور نہ ان سے کوئی معاملہ کیا جاتا تھا یہاں تک کہ ان کی توبہ مقبول ہوئی وہ لوگ جو بلا کسی عذر کے اس غزوہ میں نہیں گئے تھے وہ تقریباً تیس آدمی تھے سورہ برات میں بکثرت آیات ان منافقین کی بابت نازل ہوئی ہیں۔ یا آخری غزوہ تھا جس میں بہ نفس نفیس آنحضرت ﷺ شریک ہوئے تھے۔

عروہ بن مسعود کی شہادت:

جس وقت آنحضرت ﷺ طائف کا حصار چھوڑ کر جعرانہ سے مکہ تشریف لے آئے

Marfat.com

اور وہاں سے مدینہ تشریف لا رہے تھے۔ راستے میں عروہ بن مسعود (طائف کے سردار) آ کر ملے اور نہایت سچائی سے ایمان لا کر آپ کی اجازت سے طائف والوں کو دعوت اسلام دینے کی غرض سے لوٹ گئے۔ واپسی کے بعد ایک روز جب کہ وہ اپنے مکان کی چھت پر کھڑے ہوئے اذان دے رہے تھے کسی شخص نے تیر مارا جس سے وہ شہید ہو گئے۔ عروہ نے اپنے انتقال کے وقت اپنے خون کا قصاص لینے سے منع فرما دیا تھا۔ اور یہ وصیت کی تھی کہ شہدائے مسلمین کی قبور میں دفن کیا جائے۔ ان کی شہادت کے بعد ان کے لڑکے ابوالملیح اور قارب بن الاسود بن مسعود مدینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے اور مسلمان ہوئے۔

بنو ثقیف کی اطاعت:

اگرچہ مالک بن عوف پہلے سے ثقیف پر سختی کر رہے تھے ان کی تجارت ان کی آمد و رفت بند رکھی تھی ان کے مویشیوں کو چھین لیتے تھے وقت ضرورت ان کے آدمیوں سے بیگار کراتے تھے۔ لیکن اس کے باوجود ثقیف کے قلوب اسلام کی طرف مائل نہیں ہوتے تھے یہاں تک کہ ان لوگوں کو غزوہ تبوک سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی واپسی کی خبر پہنچی۔ اس وقت ان کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اب عربوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لڑنے کی طاقت نہیں ہے اور نہ ہم ان کے مقابلہ پر جا سکتے ہیں لہٰذا انھوں نے عبد یالیل بن عمر بن عمیر کو بمنت و سماجت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ان امان طلب کرنے اور اظہار اسلام و بیعت کی غرض سے بھیجنا چاہا۔ لیکن عبد یالیل کو عروہ کے خلاف توقع شہادت نے مدینہ کی طرف نہ جانے دیا جب تک کہ اس نے ان کے خلاف میں سے دو شخصوں[۸۳] اور تین آدمیوں کو بنو مالک سے اپنے ہمراہ نہ لے لیا۔

عبد یالیل کی مشروط اطاعت:

رمضان ۹ ھ کو عبد یالیل اپنے ہمراہیوں کے ساتھ بیعت و اظہار اسلام کی غرض سے مدینہ پہنچے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کو مسجد کے ایک قبہ میں ٹھہرایا۔ خالد بن سعید بن

Marfat.com

العاص ان سب کی طرف وکیل تھے۔ جب تک خالد نہ کھاتے عبد یالیل اوران کے ہمراہی بھی نہ کھاتے انھوں نے آپ سے بذریعہ خالد بن سعید کے یہ تین امور پیش لیے۔(۱) یہ کہ تین برس تک لات (بت کا نام ہے) نہ توڑا جائے اس خیال سے کہ ان کی عورتیں اوران کی اولادیں اس کے زیادہ معتقد اوراس کی طرف زیادہ راغب ہیں یہاں تک کہ ان کو اسلام سے محبت پیدا ہو جائے۔(۲) یہ کہ نماز معاف کر دی جائے۔(۳) یہ کہ ان کے بت خود ان کے ہاتھوں سے نہ تڑوائے جائیں۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان استدعاؤں کو سن کر پہلی ستدعا سے قطعاً انکار فرمایا بلکہ اس سے ناراضگی ظاہر فرمائی دوسرے استدعا کی نسبت ارشاد فرمایا کہ ((لا خیر فی دین لا صلوۃ فیہ)) ''اس دین میں کوئی بہتری نہیں ہے جس میں نماز نہیں''۔ تیسری استدعا کی بابت فرمایا یہ ممکن ہے۔عبد یالیل اوران کے ہمراہیوں نے اسلام قبول کیا اوراپنی قوم کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ مبارک پر بیعت کی آپ نے ان پر سب سے کم سن عثمان بن ابی العاص کو حکمران مقرر فرمایا کیوں کہ یہ اوروں کی بہ نسبت زیادہ مذہبی امور سیکھنے اور قرآن پڑھنے کا شوق زیادہ رکھتے تھے۔

بت خانہ لات کا انہدام:

انھیں لوگوں کے ہمراہ ابوسفیان بن حرب ومغیرہ بن شعبہ لات کے منہدم کرنے کو روانہ کیے گئے تھے لیکن ابوسفیان کسی وجہ سے پیچھے رہ گئے اور مغیرہ نے پہنچ کر اپنے ہاتھ سے لات کو توڑ کر گرا دیا۔ بنو معتصب دور سے حیرت وخوف کی آنکھوں سے اس ماجرے کو دیکھتے رہے اس اثناء میں ابوسفیان بھی آ گئے جو کچھ خزانہ بت خانہ میں مال واسباب وزیورات تھے سب کو یکجا کر کے پہلے اس سے عروہ واسود پسران مسعود کا قرض ادا کیا گیا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا۔ بعد ازاں باقی کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔

Marfat.com

باب نہم

سنۃ الوفود

فتح مکہ کا قبائل عرب پر اثر:

جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے فارغ ہوئے اور ثقیف مسلمان ہو گئے۔ تو عرب کے اطراف و جوانب سے بکثرت وفود آنے لگے، تاآنکہ مؤرخین نے اس سنہ کو سنۃ الوفود کے نام سے موسوم کر دیا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ عرب دراصل عرب کے سب سے بڑے قبیلہ قریش کی اسلام سے مخالفت و موافقت کا انتظار کر رہے تھے اور بغور یہ دیکھ رہے تھے کہ آنحضرت ﷺ اور قریش میں کیسی نپٹتی ہے کیوں کہ قریش تمام عرب کے سرداران کے ہادی، ان کے بیت اللہ اور معبد کے مجاور، شہر حرام کے حلال کرنے والے اور حلال کے حرام کرنے والے اور قومی وملکی روایت کے اعتبار سے حضرت اسماعیل کی اولاد تھے، عرب کا کوئی قبیلہ ان کی سرداری اور ہادی ہونے اور حضرت اسماعیل کی اولاد میں سے ہونے سے انکار نہیں کر سکتا تھا، چوں کہ قریش آنحضرت ﷺ کی ممانعت پر کمر بستہ اور آپ سے لڑنے میں مستعد اور آپ کے دین کے صریحی دشمن ہو گئے تھے، اس وجہ سے تمام عرب میں ایک شور مچا ہوا تھا لیکن جب اللہ جل شانہ کی عنایت سے مکہ فتح ہوا اور قریش نے اسلام قبول کر لیا تو اس وقت عربوں کی معلوم ہو گیا کہ اب کسی میں آنحضرت ﷺ سے لڑنے کی طاقت نہیں اور نہ کوئی ان کی مخالفت میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ اس لحاظ سے عربوں کے گروہ کے گروہ فتح مکہ بعد آ کر مشرف بہ اسلام ہوئے جیسا کہ اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے:۔

(اذا جاء نصر اللّٰہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجاً فسبح

Marfat.com

بحمدربک و استغفره انه کان توابا)

''جب اللہ کی مدد اور فتح آ جائے گی اور سب کو اللہ کے دین میں فوج درفوج داخل ہوتا ہوا دیکھیں گے تو آپ اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرنے لگیں اور استغفار کرنے لگیں۔ واقعی اللہ خوب توبہ قبول کرنے والا ہے''۔

بنوتمیم کا وفد:

غزوہ تبوک کے بعد سب سے پہلے آنے والا وفد بنوتمیم کا تھا اس میں ان کے حسب ذیل روسا شامل تھے۔ عطارد بن حاجب بن زرارہ بن عدس (بنودارم بن مالک سے) و حتات بن زید و اقرع بن حابس و زبرقان بن بدر (بنوسعد سے) وقیس بن عاصم و عمرو بن الاہتم (یہ دونوں بنومنقر سے تھے) ونعیم بن زید اور عیینہ بن حصن فزاری)

اگرچہ اقرع و عیینہ فتح مکہ و حصار طائف میں موجود تھے لیکن اس وقت بنوتمیم کے وفود کے ہمراہ شامل ہو کر آئے تھے۔ الغرض جیسے ہی یہ لوگ مسجد میں داخل ہوئے تو انھوں نے کہا (اخوج یا محمد) ''اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نکلیے'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ آواز سن کر باہر تشریف لائے لیکن ان کی اس سوءِ ادبی سے آزردہ ہوئے۔ بنوتمیم کے وفد نے کہا (جئنا نفاخرک بخطیبنا و شاعرنا)[۸۴] ''ہم اپنے خطیب و شاعر کے ساتھ فخر کرنے کو آئے ہیں''۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے خطیب کو اجازت دی۔ جب ان کا خطیب عطارد خطبہ پڑھ چکا اور اس میں اپنے مفاخر بیان کر چکا تو ان کے شاعر زبرقانِ بن بدر اُٹھا۔ اس نے اپنی قوم اور اپنے فخریہ اشعار پڑھے۔

بنوتمیم کا قبولِ اسلام:

اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنوالحرث بن الخزرج سے ثابت بن قیس بن الشماس اور حسان بن ثابت (رضی اللہ عنہما) کو بلایا۔ ان دونوں بزرگوں نے خطبہ و اشعار پڑھے جس کو سن کر بنوتمیم کے وفود دنگ ہو گئے اور بے ساختہ یہ کہہ اُٹھے (ھذا الرجل ھو

Marfat.com

موید من اللہ خطیبہ اخطب من خطیبنا و شاعرہ اشعر من شاعرنا و اصواتھم اعلی من اصواتنا) یعنی "ان کی اللہ تائید فرماتا ہے اور ان کا مقرر ہمارے مقرر سے اور شاعر ہمارے شاعر سے اچھا ہے" اور ان کی آوازیں ہماری آوازوں سے بلند ہیں۔

اس کے بعد ان لوگوں نے سر اطاعت جھکا دیے اور بطیب خاطر اسلام قبول کر لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو معقول صلہ مرحمت فرمایا۔ آپ کی عادات حسنہ سے تھا کہ جب کوئی وفد آتا تھا اس کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عزت کرتے اور جب وہ رخصت ہونے لگتا تو اس کو صلہ مرحمت فرماتے تھے۔

ملوک حمیر کی اطاعت:

تبوک سے واپسی کے بعد رمضان میں حمیر کے بادشاہ کا خط حرث بن عبد کلال و نعیم بن عبد کلال و نعمان کی معرفت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بعض کہتے ہیں کہ ذی رعین و ہمدان و معاذ لے کر آئے تھے اور زرعہ ابن ذی یزن کی طرف سے مالک بن مرۃ الرہاوی نے خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر ترکِ بت پرستی سے بیزاری اور اسلام کا اظہار کیا۔ آپ نے اس کے نام ایک خط لکھایا اور معاذ ابن جبل کو اس کے قاصد مالک بن مرۃ کے ہمراہ صدقات جمع کرنے اور ارکانِ دین سکھانے بھیجا۔ اس کے بعد عبداللہ ابن ابی سلول سردار منافقین ذی قعدہ میں مر گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجاشی کے انتقال کی خبر صحابہؓ کو دی کہ وہ ماہ رجب میں قبل غزوۂ تبوک انتقال کر گیا۔

بہراکا، بنو البکاء اور بنو فرارہ کے وفود:

انھیں ایام میں بہرا کا وفد (جس میں تیرہ آدمی تھے) آیا، مقداد بن عمرو کے یہاں مقیم ہوا۔ دوسرے دن مقداد بن عمرو ان کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے مسجد میں حاضر ہوئے ان لوگوں نے اسلام کا اظہار کیا آپ نے ان کو صلہ مرحمت فرمایا۔ وہ لوگ خوش ہو کر واپس ہو گئے۔ پھر بنو البکاء کا وفد (جس میں تین آدمی تھے) اور دس آدمیوں کا بنو فزارہ کا

Marfat.com

وفد (جس میں خارجہ بن حصن اور ان کے برادر زادہ جر بن قیس تھے) اور طے سے عدی بن حاتم کا وفد یکے بعد دیگرے آئے اور اسلام لائے۔

بنتِ حاتم کی اسیری:

عدی بن حاتم کے وفد کے آنے سے پیشتر، قبل غزوۂ تبوک آنحضرت ﷺ نے خود حضرت علیؓ ابن ابی طالب کو بلاد طے کی طرف ایک سریہ کا سردار مقرر کر کے بھیجا تھا۔ حضرت علیؓ ابن ابی طالب نے بلاد طے کے قریب پہنچ کر ان پر شب خون مارا حاتم کی لڑکی کو قید کر لیا اور ان کے بت خانہ سے دو تلواروں پر قبضہ کر لیا، جن کو حرث بن ابی شمر نے چڑھایا تھا، عدی اس شبخون سے پہلے لشکر اسلام کی روانگی کی خبر سن کر شام میں بلادِ قضاعہ کی طرف بھاگ گیا تھا۔ وہاں اس کے ہم خیال و ہم مذہب (یعنی نصاریٰ) بکثرت تھے، پس جب حاتم کی لڑکی گرفتار ہو کر آئی اور حسبِ معمول خطیرہ (دروازہ مسجد کے سامنے جہاں پر کفار کی عورتیں اور بچے قید کیے جاتے تھے) میں قید کی گئی۔

بنتِ حاتم کی رہائی:

آنحضرت ﷺ خطیرہ کی طرف سے گزرے تو اس وقت حاتم کی اس لڑکی نے رو کر کہا "میرا باپ مر گیا جو سرپرست تھا وہ بھاگ گیا۔ مجھ پر احسان کیجیے، اللہ تعالیٰ تمھارے ساتھ احسان کرے گا"۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت کیا تیرا سرپرست کون تھا؟ لڑکی نے جواب دیا عدی ابن حاتم، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا وہی اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے بھاگا ہے، لڑکی نے کہا ہاں۔ اسی قسم کے سوال و جواب دو روز متواتر ہوئے۔ تیسرے روز جب کہ وہ اپنی التجا کے پورا ہونے سے نا اُمید ہو گئی تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں تجھ پر احسان کرتا ہوں اور تجھے بلا فدیہ چھوڑتا ہوں لیکن تو جانے میں عجلت نہ کر تیری قوم کا کوئی شخص آ جائے تو میں اس کے ہمراہ تجھے بھیجوں گا تاکہ تو آسانی کے ساتھ بھائی کے پاس پہنچ جائے۔ اتفاق سے اس واقعہ کے دوسرے روز چند لوگ اس کی قوم کے بنو

Marfat.com

قضاعہ کے قافلے کے ہمراہ شام جارہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو ان کے ہمراہ روانہ کر دیا۔

عدی بن حاتم کا قبول اسلام:

جس وقت اس سے اور عدی سے ملاقات ہوئی، تھوڑی دیر تک صدمہ مفارقت سے دونوں خاموش رہے۔ اس کے بعد عدی نے اپنی بہن سے اپنی بابت پوچھا کہ تیری کیا رائے ہے۔ اس شخص (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے ملوں یا اپنی بقیہ عمر خانہ بدوشی میں گزاروں۔ اس کی بہن نے کہا کہ وہ شخص ملنے کے قابل ہے''نہایت خلیق اور اعلیٰ درجہ کا محسن ہے۔ عدی اس کلام کے سنتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا اور اپنی قوم کی طرف سے وفد کی شکل میں مسجد نبوی میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس کی انتہائی عزت کی اور اپنے ہمراہ اپنے دولت خانہ پر لے آئے۔ خود زمین پر بیٹھے اور مہمان کو گدے پر بٹھایا، اثناءِ راہ میں ایک ضعیف عورت مل گئی جب تک وہ بات کرتی رہی آپ کھڑے رہے عدی بن حاتم کو اس خلق نے مسخر کر لیا۔ اس کو اس بات کا پورا پورا یقین ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برحق نبی ہیں۔ ظاہری بادشاہ نہیں ہیں پھر باتوں باتوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ تو اپنی قوم کے ساتھ لڑائی پر جاتا ہے اور ان سے مرباع (مال غنیمت سے چوتھائی) لیتا ہے، عدی بن حاتم نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا''یہ تیرے دین میں ناجائز ہے عدی بن حاتم یہ سن کر متعجب ہو گیا اور اس کو آپ کی نبوت کا اور زیادہ وثوق ہو گیا۔

اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ شاید تم کو اس دین میں داخل ہونے سے ان کی محتاجی مانع ہو گی کیوں کہ تم دیکھتے ہو کہ ان کی حاجتیں بہت ہیں، اگرچہ اس میں کچھ شک نہیں کہ عنقریب اللہ جل شانہ ان کو اس قدر مال دے گا کہ یہ کسی کو مال دینا چاہیں گے تو کوئی لینے والا نظر نہ آئے گا۔ اور پھر تم کو اس دین میں یہ امر بھی داخل ہونے سے روکے گا کہ یہ لوگ تعداد میں کم ہیں اور ان کے دشمن بکثرت ہیں۔ بخدا اس میں تم ذرہ بھر بھی شک نہ کرو کہ تم

Marfat.com

عنقریب یہ سنو گے کہ ایک عورت قادسیہ سے اپنے اونٹ پر سوار بے خوف وخطر اس مکان کی زیارت کو آئے گی اور شاید تمھیں اس دین کے قبول کرنے میں خیال بھی مانع ہوگا کہ حکومت و سلطنت دوسری قوموں کے قبضہ میں ہے لیکن تم یقین رکھو کہ عنقریب یہ لوگ بابل کا شاہی محل فتح کرلیں گے اور مشرق سے مغرب تک ان کی حکومت پھیل جائے گی۔ عدی بن حاتم خاموش بیٹھا ہوا یہ سب باتیں سنتا رہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سلسلہ کلام منقطع ہوا تو اس نے ہاتھ بڑھا کر آپ کے دست مبارک پر بیعت کی اور اسلام قبول کر کے اپنی قوم میں واپس آیا۔

حج اور اعلانِ برأت:

اس کے بعد اللہ جل شانہ نے اپنے نبی برحق صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر چالیس آیتیں اول سورۂ براءت کی نازل فرمائیں جن میں اس معاہدے میں ترمیم کرنے کا بیان تھا۔ جو آپ کے اور مشرکین کے درمیان، بیت اللہ کی زیارت سے نہ روکنے کی بابت ہوا تھا۔ جس میں یہ احکام تھے کہ اس سال کے بعد مشرکین مسجد حرام کے قریب نہ جائیں اور بیت اللہ کا طواف برہنہ ہو کر نہ کریں اور جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کوئی عہد کیا ہے، وہ اس کی مدت تک پورا کر دیا جائے اور ان لوگوں کے لیے جن کے ساتھ عہد نہیں کیا گیا یوم النحر (بقرعید سے چار روز بعد) سے چار مہینہ تک کی مدت مقرر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایام حج میں ابوبکرؓ صدیق کو امیر مقرر کر کے ان آیات[85] کے ساتھ روانہ کیا، جن کا اوپر ذکر ہو چکا۔ جب یہ ذوالحلیفہ میں پہنچے تو حضرت علیؓ ابن ابی طالب کو آپ نے بھیجا۔ حضرت علیؓ نے حضرت صدیق سے ان آیات کو لے لیا۔

سورۂ براءت اور حضرت علیؓ:

ابوبکر اس خیال وخوف سے کہ شاید کوئی آیت ان کی بابت نازل ہوئی ہوگی۔ واپس آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ کوئی آیت تمھارے حق میں

Marfat.com

نازل نہیں ہوئی۔ لیکن ان آیات کو کوئی غیر شخص مشرکین تک نہیں پہنچا سکتا، سوائے میرے یا میرے خاندان والوں کے۔ پس حضرت ابوبکرؓ صدیق حج کرانے پر اور حضرت علیؓ سورۂ برائت کی آیات سنانے پر مامور ہوئے۔ چناں چہ ابوبکر صدیق نے لوگوں کو حج کرایا اور حضرت علیؓ ابن ابی طالب نے قریب عقبہ یوم النحر کھڑے ہوکر سورہ براءت کی آیات پڑھ کر لوگوں کو سنا دیا۔

ضمام بن ثعلبہ کا قبول اسلام:

طبری نے لکھا ہے کہ اس سنہ میں آیہ (خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم و تزکیھم) ''لے ان کے مال سے صدقہ طاہر کران کو اور پاک کران کو'' نازل ہوئی۔ جس سے مسلمانوں پر صدقات فرض ہوئے اور ثعلبہ بن سعد اور قضاعہ سے سعد ندیم کے وفود آئے اور بنوسعد بن بکر نے ضمام بن ثعلبہ کو وفد مقرر کر کے بھیجا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان لوگوں سے اسلام کی بیعت لیا اور توحید، صلوٰۃ، زکوٰۃ، حج، صدقہ کی علیحدہ علیحدہ تعلیم فرمائی۔ ضمام بن ثعلبہ نے کہا بے شک میں ان فرائض کو ادا کروں گا اور جس سے آپ نے مجھے منع فرمایا ہے اس سے احتراز کروں گا اور بخدا اس سے زیادہ نہ کروں گا اور نہ اس سے کم کروں گا۔ جب یہ خدمت اقدس سے واپس ہوئے تو فرمایا آپ نے '' کہ اگر اس شخص نے جیسا کہ وعدہ کیا ہے عمل کیا تو سیدھا جنت میں داخل ہوگا''۔ مورخین نے لکھا ہے کہ ضمام بن ثعلبہ جس وقت اپنی قوم میں پہنچے اسی وقت ان کی قوم نے بالاتفاق اسلام قبول کر لیا اور جمہور کا یہ خیال ہے کہ ضمام بن ثعلبہ ۵ھ میں آئے تھے یہ واقعات ۹ھ کو تمام کر دیئے ہیں اور اس کے بعد ۱۰ھ کا دور شروع ہوتا ہے۔

اہلِ نجران کا قبول اسلام:

۱۰ھ (مطابق ۶۳۱ء) کے ماہ ربیع الثانی یا جمادی الاول میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خالد بن الولید کو ایک سریے کا سردار مقرر کر کے نجران اور اس کے اطراف و جوانب کی طرف

Marfat.com

روانہ فرمایا۔اس سریے میں چار سو صحابی تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خالد بن الولید کو سمجھا دیا تھا کہ پہلے بنو حرث بن کعب کو دعوتِ اسلام تین بار دینا اگر وہ اسلام قبول کرلیں تو ان کو دین و مذہب کی تعلیم کرنا ورنہ ان سے لڑنا۔لیکن جس وقت خالد بن الولید نجران پہنچے اور دعوتِ اسلام دی۔لوگوں نے فوراً بے چوں وچرا سمعاً وطاعۃً اسلام قبول کرلیا۔خالد بن الولید نے ایک اطلاعی خط سے اس واقعہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا چناں چہ آپ کی تحریر کے موافق بنو حرث بن کعب وفد کے ہمراہ مدینہ آگئے بنو حرث بن کعب کے وفد میں قیس بن الحصین ذوالقصہ و یزید بن عبدالمدان و یزید بن المحجل و عبداللہ بن قراد الزیادی و شداد بن عبداللہ الضبابی و عمرو ابن عبداللہ الضبابی تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی نہایت عزت و تعظیم کی اور ان سے دریافت کیا کہ تم لوگ جاہلیت میں اپنے دشمنوں میں کس وجہ سے غالب ہوتے تھے۔ان لوگوں نے کہا کہ'' ہم لوگ آپس میں جو کام کرتے تھے متفق ہوکر کرتے تھے،نفاق کو پاس نہ آنے دیتے تھے اور جب مظفر ہوتے تھے تو کسی پر ظلم نہ کرتے تھے''۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ تم سچ کہتے ہو ہمیشہ اتفاق سے کام لینا،نفاق اسے احتراز کرنا۔ شروع ماہ ذی قعدہ ۱۰ھ میں جس وقت یہ لوگ مدینہ سے نجران واپس ہوئے۔آپ نے قیس بن الحصین کو ان کا سردار مقرر فرمایا ان کے پیچھے عمرو بن حزم بخاری کو فرائض و سنن کی تعلیم کی غرض سے نجران کا عامل بنا کر روانہ کیا اور ایک فرمان لکھ کر انھیں عنایت فرمایا جس کا اہل سیر نے ذکر کیا ہے اور فقہاء نے اپنے استدلال میں اس پر اعتماد کیا۔وہو ہذا۔

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

(بسم اللہ الرحمن الرحیم ہذا کتاب من اللہ و رسولہ یاایہا الذین امنوا اوفوا بالعقود عہدا من محمد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعمرو بن خزم حین بعثہ الی الیمن امرہ بتقوی اللہ فی امرہ کلہ فان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون)

''بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے۔اے ایمان

Marfat.com

والو! اپنے عہد کو پورا کرو، رحمت عالم کا عمرہ بن حزم کو جب کہ انھیں آپ نے یمن کا حاکم مقرر کر کے بھیجا تھا۔ یہ عہد نامہ دیا تھا اس میں آپ نے انھیں حکم دیا تھا اور فرمایا تھا کہ ان کے تمام کاموں میں اللہ سے ڈرنے کا حکم دیا تھا اور فرمایا تھا کہ اللہ ان کے ساتھ ہے جو اللہ سے ڈرتے ہیں اور ان کے ساتھ بھی جو احسان کرنے والے ہیں''۔

عمرو بن حزم کو ارشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

اس فرمان کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمرو بن حزم بخاری کو روانگی کے وقت یہ نصیحتیں فرمائی تھیں کہ ہمیشہ حق پر چلنا جیسا کہ اللہ جل شانہ نے حکم دیا ہے اور لوگوں کو نیکی کے کرنے کا حکم دینا اور قرآن کی تعلیم دینا اور اس کے معانی کے سمجھنے کا طریقہ بتلانا اور لوگوں کو منع کرنا کہ کوئی شخص قرآن کو اس وقت تک ہاتھ نہ لگائے جب تک کہ وہ ظاہر نہ ہو جائے اور عام طور سے ان کے نفع ونقصان سے مطلع کرتے رہنا، راہِ راست پر چلنے کی صورت میں لوگوں سے نرمی کرنا اور کج روی کی حالت میں ان پر سختی کرنا کیوں کہ اللہ جل شانہ نے ظلم کو حرام کیا ہے اور ظلم کرنے سے روکا ہے (جیسا کہ اپنے کلام پاک میں (الا لعنۃ اللہ علی الظالمین) یعنی ''کان کھول کر سن لو ظالموں پر اللہ کی پھٹکار ہے'' اور لوگوں کو جنت کی بشارت دینا اور اس کے ملنے کے اعمال بتلانا اور دوزخ سے ڈرانا۔ نیز اس سے بچنے کی تدبیر سکھانا، لوگوں کو ملائے رکھنا تا کہ اشاعتِ دین ہو اور لوگ بہ رضا و رغبت دین اسلام قبول کریں۔ حج وعمرہ کے فرائض وسنن اور جس کا اللہ جل شانہ نے حج وعمرہ میں حکم دیا ہے اس کو بتلانا، نماز کی تعلیم کرنا اس طرح پر کہ کوئی شخص ایک کپڑا چھوٹا پشت پر ڈال کر نماز نہ پڑھے، مگر یہ کہ وہ اس قدر بڑا ہو کہ اس کے دونوں کنارے دونوں مونڈھوں کو ڈھانک لیں اور کوئی شخص آسمان کے نیچے اپنی شرم گاہ کو نہ کھولے رکھے اور اپنے سر کے بالوں کو جب کہ وہ بڑھائے جائیں نہ کٹائے اور صرف اللہ جل شانہ سے دعا کی جائے اور اسی سے مدد مانگی جائے کوئی شخص اپنے ہم جنس مخلوقات سے دعا نہ مانگے اور جو شخص اس سے باز نہ آئے اور اللہ

Marfat.com

جل شانہ کی طرف رجوع نہ کرے تو اس پر سختی کرنی چاہیے'' یہاں تک کہ اللہ جل وعلاہ ذکرہ سے دعا مانگے اور لوگوں کو وضو پورا کرنے اور وقت پر نماز پڑھنے، رکوع وسجود کو پورے اطمینان سے کرنے کی تعلیم دینا اور ہمیشہ نماز صبح غلش (آخر شب کی اندھیری) میں اور ظہر بعد زوال آفتاب اور نماز عصر جس وقت سایہ اصلی سایہ سے بڑھ جائے اور مغرب رات کے آتے ہی (اس میں اس قدر تاخیر نہ کی جائے کہ ستارے نکل آئیں) اور عشاء اول ثلث شب میں پڑھنا اور تعلیم دینا اور جمعہ میں بعد اذانِ کل کاروبار چھوڑ کر مسجد جانے اور غسل کرنے کا حکم دینا۔ مؤمنین سے خمس وصدقہ وزکوٰۃ لینا جو یہودی یا عیسائی سچے دل سے ایمان لائے اور دین اسلام قبول کرے، اس کے حقوق وہی ہوں گے جو اور مسلمانوں کے لیے ہیں اور جو یہودی ونصرانی یا اور کسی مذہب کا پابند ہو مرد ہو یا عورت ہو، حر ہو یا غلام اس سے جزیہ ایک دینار یا اس کے عوض کپڑا وغیرہ لینا۔ پس جو شخص اس کے دینے سے انکار کرے گا، وہ اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کل مؤمنین کا دشمن ہے۔ انتھی صلوٰت اللہ علی محمد و الہ اصحابہ اجمعین

غسان کا وفد:

پھر اسی ۱۰ھ کے ماہ رمضان میں غسان کا وفد آیا جس میں تین آدمی تھے۔ ان لوگوں نے بھی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر بطیب خاطر اسلام قبول کیا اور اپنی قوم میں لوٹ کر گئے۔ چوں کہ ان کی قوم نے اسلام قبول نہ کیا اس وجہ سے ان لوگوں نے اپنے اسلام کو چھپایا۔ یہاں تک کہ ان میں سے دو بحالتِ اسلام مر گئے اور ایک ابوعبیدہ عامرؓ سے یرموک میں ملے تھے۔ انھوں نے اپنے اسلام سے ان کو مطلع کیا تھا اسی مہینہ میں بنوعامر کا بھی دس آدمیوں کا وفد آیا اور اسلام قبول کیا۔ ضروریات دین سیکھ کر اپنی قوم میں واپس گیا۔

سلامانِ اور ازد کے وفود:

شوال میں سلامان کا سات آدمیوں کا وفد آیا جس میں ان کے سردار حبیب[۸۶] ابن عمرو

Marfat.com

بھی تھے۔ یہ اسلام لائے اور فرائض وسنن کی تعلیم پا کر واپس بھی گئے، انھیں ایام میں ازد کا دس آدمیوں کا وفد آیا، جس میں صرد بن عبداللہ ازدی بھی تھے۔ فردہ بن عمرو کے یہاں یہ سب مقیم رہے۔ اگلے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر مشرف با لاسلام ہوئے۔ آپ نے ازد کے مسلمانوں کا صرد بن عبداللہ کو امیر بنایا اور ان کے گرد ونواح کے مشرکین پر جہاد کرنے کا حکم دیا۔

جرش کا محاصرہ:

چناں چہ واپسی کے بعد صرد بن عبداللہ نے جرش کا محاصرہ کرلیا اس وقت جرش میں کچھ لوگ خشعم اور یمن کے چند قبائل آباد تھے، شہر بھی محفوظ تھا۔ علاوہ اس کے اہل یمن بھی مسلمانوں کے حملہ کی خبر سن کر اس کی مدد کو آ گئے۔ ایک مہینہ تک صرد نے جرش کو محاصرہ میں رکھا۔ جب فتح ہوتا نہ دکھائی دیا تو صرد محاصرہ چھوڑ کر پیچھے ہٹے۔ اہل جرش نے صرد کے پیچھے ہٹنے کو پسپائی خیال کر کے ان کا تعاقب کیا۔ جبل شکر میں پہنچ کر صرد نے قدم جما دیئے اور صف آرائی کر کے جنگ پر آمادہ ہو گئے۔ اہل جرش کو اس واقعہ میں شکست ہوئی اس سے پیشتر اہل جرش نے دو افراد کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آ کر آپ کے حالات دریافت کرنے اور دیکھنے کی غرض سے روانہ کیا تھا۔ آپ نے ان لوگوں کو واقعہ جبل شکر اسی دن بتلایا جس روز وہ واقعہ ہوا تھا۔ پھر جب وہ لوگ اپنی قوم میں آئے اور آپ کے حالات ان سے سنے تو وہ لوگ بھی مسلمان ہو گئے۔

ہمدان کا وفد:

اسی سنہ میں ہمدان ایمان لائے۔ ان کے وفود حضرت علیؓ ابن ابی طالب کے ہمراہ حاضر خدمت اقدس ہوئے۔ واقعہ اس کا اس طرح پر ہے کہ پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خالد بن الولیدؓ کو یمن کی طرف بغرض دعوت اسلام روانہ کیا تھا۔ یہ چھ مہینہ تک وہاں ٹھہرے ہوئے لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے رہے لیکن کسی نے قبول نہ کیا۔ تب آنحضرت

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ ابن ابی طالب کو روانہ کیا اور فرمایا کہ خالد بنؓ الولید کو واپس کر دینا۔ حضرت علیؓ نے مقاماتِ یمن میں پہنچ کر لوگوں کو جمع کیا پہلے ان کو اللہ جل شانہ کے عذاب و عتاب سے ڈرایا اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ والاشان پڑھ کر سنایا۔ بہ افضالِ الٰہی کل ہمدان نے اسی دن اسلام قبول کیا آپ نے اللہ جل شانہ کی بارگاہ عالی میں سجدہ شکر ادا کیا اور تین بار السلام علی ہمدان فرمایا اس کے بعد اہل یمن جوق در جوق مسلمان ہونے لگے اور ان کے قبائل کے وفود بھی بکثرت آنے لگے۔

وفد ملوک کندہ:

اسی سال فردہ بن مسیک مرادی ان کے ہمراہ مراد کا وفد ملوک کندہ سے علیحدہ ہو کر آیا اور اسلام قبول کر کے سعد بن عبادہؓ کے یہاں بغرض تعلیم قرآن و فرائض اسلام ٹھہرا رہا۔ واپسی کے وقت آپ نے فردہ بن مسیک مرادی کو مراد و زبید و مزحج کا عامل مقرر فرمایا اور حضرت خالد بن سعید بن العاص کو ان کے ہمراہ صدقات وصول کرنے بھیجا، چناں چہ خالد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے وقت تک اسی کام میں مامور رہے۔ اس کے بعد عمر بن معد یکرب زبیدی نے قیس بن مکشوح مرادی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس چلنے کے لیے کہا۔ جب قیس نے انکار کیا تو عمرو بن معد یکرب زبید کا وفد ہو کر حاضر ہوا اسلام لا کر اپنی قوم میں واپس گیا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد مرتد ہو گیا۔

عبد قیس کا وفد:

اسی سنہ میں عبد قیس کا وفد آیا جس میں جارود بن عمرو سردار تھا۔ اس قبیلہ کے کل چھوٹے بڑے عیسائی مذہب رکھتے تھے لیکن واپسی کے بعد قبیلہ جارود بن عمرو سب کے سب مسلمان ہو گئے تھے اور وفات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منذر بن نعمان بن المنذر معروف بہ غرور کے ساتھ مرتد ہو گئے۔ مگر جارود بن عمرو بدستور اپنے اسلام پر ثابت قدم رہے اور نہایت استقلال سے باوجود اپنی قوم کے عداوت کے اوامر (احکام) کی پابندی اور

Marfat.com

نواہی (وہ باتیں جن کا ذکر شرع میں منع ہے) سے احتراز کرتے رہے، یہاں تک کہ ان کا انتقال عبد قیس کی واپسی سے پہلے ہو گیا۔

علاء بن الحضرمی کی امارت بحرین پر تقرری:

فتح مکہ سے پیشتر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علاء بن الحضرمی کو منذر بن ساوی العبدی کی طرف سفیر بنا کر بھیجا تھا۔ منذر انھیں کے ہاتھ پر اسلام لائے تھے اور نہایت خوبی سے اپنی اسلامی زندگی گزاری۔ یہاں تک کہ آپ کی وفات کے بعد قبل ردت اہل بحرین ان کا انتقال ہوا۔ علاء بن الحضرمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے بحرین کے امیر مقرر کیے گئے تھے اور ان سے پاس رہتے تھے۔

بنو حنیفہ کا وفد:

اسی سنہ میں بنو حنیفہ کا وفد آیا جس میں مسیلمہ بن حبیب کذاب اور رجال بن عنفوہ اور طلق بن علی بن قیس اور سلمان بن حنظلہ ان کا سردار تھا۔ ان لوگوں نے مدینہ پہنچ کر اسلام قبول کیا۔ چند روز ٹھہرے ہوئے ابی ابن کعب سے قرآن پڑھتے رہے۔ رجال و طلق وغیرہ اکثر خدمتِ اقدس میں آتے تھے اور مسیلمہ اپنے جائے قیام پر باجازت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بغرض حفاظت اسباب رہتا۔ جب یہ سب یمامہ واپس آئے تو مسیلمہ نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ طلق نے اس امر کی شہادت دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو اپنا شریک بنا لیا ہے، اکثر آدمی اس فتنہ میں پھنس گئے جو کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

کندہ کا وفد:

اسی سنہ میں تقریباً دس آدمیوں کا کندہ کا وفد جن کا سردار اشعث بن قیس تھا آیا۔ بعض کہتے ہیں کہ کندہ کے وفود میں ساٹھ اور بعض کہتے ہیں اسی آدمی تھے۔ یہ لوگ ریشمی کپڑے پہنے ہوئے تھے اسلام لانے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو ریشمی کپڑے پہننے کی

Marfat.com

ممانعت فرمادی۔ اشعثؓ نے راستے کلام میں آپ سے عرض کیا (نحن بنو آکل المرار و انت ابن اکل الا مرار) یعنی ''ہم لوگ آکل المرار کی اولاد ہیں اور تم بھی آکل المرار کے لڑکے ہو یعنی ہم اور تم ایک خاندان کے ہیں'' آنحضرت ﷺ نے یہ کلام سن کر ہنس کر فرمایا نہیں! ہم نضر ابن کنانہ کی اولاد ہے نہ تو ہم اپنی ماں پر تہمت لگاتے ہیں۔ نہ اپنے باپ سے انکار کرتے ہیں۔ عباس بن عبدالمطلب اور ربیعہ بن الحرث نے آپ کو بنو آکل المرار بتاتے تھے۔ اس وجہ سے کہ ان کے جد کلاب بن مرہ کی ماں کندہ میں سے تھی'' چوں کہ بنو آکل المرار کندہ کا شاہی خاندان تھا اس لحاظ سے بہ نظر تفاخر عباس و ربیعہ اپنے مادری سلسلہ کے خیال سے آکل المراری کی طرف منسوب کرتے تھے''۔ واللہ اعلم!

وائل بن حجر کا وفد:

اسی زمانہ میں کنانہ کے وفد کے ساتھ حضرموت کا بھی وفد آیا۔ یہ لوگ ولیعہ کی نسل سے ہیں۔ ان کے سردار جمد ومخوس ومشرح بھی آئے ہوئے تھے۔ سب نے بخوشی خاطر اسلام قبول کیا اور وائل بن حجر بھی نہیں ایام میں حاضر خدمت ہو کر مسلمان ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیر کر ان کے لیے دعا فرمائی اور ان کے آنے کی خوشی میں صلوٰۃ جامعتہ کی ندا دلوا کر نماز شکر یہ ادا کی۔ معاویہ کو حکم دیا کہ وائل ابن حجر کو قبا میں لے جا کر ٹھہرائیں۔ وائل بن حجر سوار تھے اور معاویہ پیادہ۔

وائل بن حجر اور حضرت معاویہ:

معاویہ نے راستے میں کہا کہ تم مجھ کو اپنی جوتیاں دے دو۔ تا کہ زمین کی گرمی سے میرے پاؤں محفوظ رہیں۔ وائل نے کہا میں اس کو تمھیں نہیں پہنانا چاہتا کیوں کہ میں اس کو پہن چکا ہوں۔ اس پر معاویہ نے کہا اچھا تم اپنے پیچھے مجھے بٹھالو۔ وائل نے جواب دیا کہ تم ملوک کے ارادف (پیچھے بیٹھنے والوں میں) سے نہیں ہو، پھر معاویہؓ نے کہا کہ زمین کی تپش نے میرے پاؤں جلا دیے۔ وائل یہ سن کر بول اُٹھے (امش فی ظل ناقتی کفاک بہ

Marfat.com

شرفاً) یعنی ''تو میرے ناقہ کے سایہ میں چل تجھے یہی شرف کافی ہے''۔ بیان کیا جاتا ہے کہ زمانہ خلافت معاویہ میں وائل ان کے پاس بھی وفد لے کر گئے تھے انھوں نے بھی ان کی عزت کی تھی۔

مذحج ومحارب کے وفود:

اسی سنہ میں محارب کے دس آدمیوں کا اور مذحج سے الرہا کے پندرہ آدمیوں کا وفد آیا اور مسلمان ہوکر انھوں نے قرآن پڑھا اور فرائض اسلام کی تعلیم لے کر اپنی قوم میں واپس گیا، پھر اسی قوم کے چند لوگ خدمت اقدس میں آئے اور آپ کے ساتھ انھوں نے حج ادا کیا۔

نجران کا وفد:

اسی سنہ میں نصاریٰ نجران کا وفد حضرموت سے آیا جس میں ستر سردار اور ان کا سردار عاقب عبدالمسیح (کندہ سے) اور ان کا اسقف ابوحارثہ (بکر بن وائل) اور سید ایہم تھا ان لوگوں نے مسجد نبوی میں داخل ہوکر دینی امور پر بحث ومباحثہ شروع کیا۔ اسی اثناء میں سورۂ آلِ عمران کے شروع کی آیات اور آیہ مباہلہ نازل ہوئی۔ نصرانیانِ نجران نے مباہلہ کرنے سے گریز کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی استداد کی بموجب ان سے صلح کر لی اور ہزار حلہ صفر اور ہزار رجب میں اور چند زرہیں نیزے اور گھوڑے بطور جزیہ ان پر مقرر فرمایا۔ ابو عبیدہؓ بن الجراح کو ان کا عامل مقرر کر کے ان کے ہمراہ روانہ کیا اس کے بعد عاقب وسید آئے اور مسلمان ہوئے۔

وفد حضرموت:

اسی سنہ میں صدف کا وفد حضرموت سے آیا جس میں تقریباً دس آدمی تھے ان سب نے بطیب خاطر اسلام قبول کیا فرائض اسلام اور اوقات نماز سیکھ کر واپس گئے یہ واقعہ حجتہ

Marfat.com

الوداع کا ہے۔

عبس کا وفد:

اسی سنہ میں عبس کا وفد آیا۔ ابن کلبی کہتے ہیں کہ ان میں صرف ایک شخص وفد لے کر آیا تھا اور مسلمان ہو کر جس وقت واپس جا رہا تھا۔ راستے میں انتقال ہو گیا۔ طبری کہتے ہیں کہ عدی بن حاتم اسی سنہ کے ماہ شعبان میں وفد لے کر آیا تھا۔ واللہ اعلم!

خولان کا وفد:

اسی سنہ میں خولان کا دس آدمیوں کا وفد آیا۔ سب نے اسلام قبول کیا اور اپنے بت کو توڑ ڈالا اور اس سے پیشتر زمانہ صلح حدیبیہ میں قبل خیبر رفاعہ بن زید ضبیبی قبیلہ جذام سے وفد لے کر آئے اور ایک غلام بطور ہدیہ پیش کیا۔ جب یہ مسلمان ہو کر واپس ہونے لگے تو آپ نے ان کو ایک خط (جس میں دعوت اسلام تھی) دیا۔ جس سے ان کی قوم مسلمان ہو گئی۔

بنو ضُلیع کا شب خون:

اس عرصہ میں وحیہ بن خلیفہ کلبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سفیر ہو گئے تھے۔ ہرقل کے یہاں سے واپس آ رہے تھے ان کے ساتھ کچھ تجارتی مال بھی تھا۔ بطون جذام سے ہنید بن عوض اور اس کی قوم بنو ضُلیع نے غفلت کی حالت میں وحیہ پر شب خون مارا اور جو کچھ مال و اسباب ان کے ہمراہ تھا اس کو لوٹ کر لے گئے۔ اسی واقعہ نے آئندہ جہاد کا دروازہ کھول دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بنو جذام پر حملہ کرنے کو اُبھارا۔ اتفاق سے اس واقعہ کی اطلاع بنو ضبیب کے مسلمانوں کو ہو گئی۔ ان لوگوں نے یک جا ہو کر ہنید اور اس کی قوم سے وہ کل مال و اسباب جو انھوں نے لوٹ لیا تھا۔ چھین کر وحیہؓ کے سپرد کر دیا۔

بنو ضُلیع کی سرکوبی:

جب وحیہؓ مدینہ پہنچے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بنو ضُلیع کی بدعنوانیوں کا تذکرہ کیا۔ تو

Marfat.com

آپ نے زیدؓ بن حارثہ کو مسلمانوں کے ایک لشکر کا افسر مقرر کر کے روانہ فرمایا۔ زید بن حارثہ نے بنوضُلیع پر مقام قضقاض میں حرہ رل کی جانب سے حملہ کیا ہنید اور اس کا لڑکا مع ایک جماعت کے مارا گیا۔ اس واقعہ میں بنوضُلیع کے ساتھ کچھ لوگ بنوضبیب کے بھی تھے۔ جو بنوضُلیع کے ساتھ شرکت کی وجہ سے مارے اور قید کر لیے گئے۔ رفاعہ بن زید مع ابوزید بن عمرو اور چند لوگ اپنی قوم کو لے کر خدمتِ اقدس میں آئے اور اس واقعہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مطلع فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں مقتولین کی بابت کیا کروں؟ رفاعہ اور ان کے حامیوں نے کہا "آپ ہمارے زندوں کو چھوڑ دیجیے"۔ آپ نے حضرت علیؓ ابن ابی طالب کو اونٹ پر سوار کر کے ان کے ہمراہ روانہ کیا اور حضرت صدیقؓ کے لیے اپنی تلوار مرحمت فرمائی۔ حضرت علیؓ ابن ابی طالب اور زید بن حارثہؓ میں فیفاء فحلتین میں ملاقات ہوئی اور وہیں بنوضبیب کے قیدی اور ان کا مال و اسباب ان کو واپس کر دیا۔

عامر بن صعصعہ کی گستاخی:

اسی سنہ میں عامر بن صعصعہ کا وفد آیا جس میں عامر بن الطفیل بن مالک وائد بن ربیعہ بن مالک تھے۔ عامر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ "یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے بعد حکومت مجھے دے جانا"۔ آپ نے فرمایا "یہ نہ تیرے لیے ہے نہ تیری قوم کے لیے اللہ جس کو چاہے گا دے گا"۔ پھر عامر نے کہا "اچھا تم مجھے جنگل و میدان دے دو اور اپنے لیے آبادی و شہر مخصوص کر لو"۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا جواب دیا "یہ بھی نہیں ہو سکتا لیکن میں تجھے گھوڑوں کی گردنیں دیتا ہوں کیوں کہ تو ایک مرد شہسوار ہے"۔ عامر نے ترش روئی سے جواب دیا کہ "میں تمہارے اس میدان کو سواروں اور پیادوں سے بھر دوں گا" یہ کہہ کر عامر مع اپنی قوم کے واپس ہو گیا۔ آپ نے فرمایا (اللھم اکفیھم اللھم اھد عامرا واعن الاسلام عن عامر) یعنی "اے خدا ان کے لیے کافی ہو جا، اے خدا عامر کو ہدایت حصہ دے اور اسلام کو عامر سے بے پروا کر دے"۔

Marfat.com

عامر کا انجام:

ابن اسحاق وطبری نے لکھا ہے کہ عامر و اربد باہم آنحضرت ﷺ کو قتل کرنے کا مشورہ کر کے آئے تھے (عیاذ باللہ) لیکن یہ دونوں اپنے اس امر پر قادر نہ ہو سکے۔ اہل صحیح نے اس کا ذکر کیا ہے لکھتے ہیں جس وقت بنو عامر اپنے شہر سے واپس جا رہے تھے۔ راستے میں بنو سلول کے قبیلہ میں پہنچ کر عامر بعارضہ طاعون مر گیا۔ بعد ازاں اس کے بھائی اربد پر بجلی گری جس سے وہ بھی فی النار ہوا۔ اس واقعہ کے بعد علقمہ بن علاثہ بن عوف اور عوف بن خالد بن ربیعہ مع اپنے لڑکے کے آئے اور مسلمان ہوئے۔

طے کا وفد:

اسی سنہ میں طے کا وفد آیا جس میں پندرہ آدمی اور ان کے سردار زید الخیل وقبیصہ بن الاسود (بنو نبہان سے) تھے سب نے بخوشی خاطر بے جھجک اسلام قبول کیا۔ آپ ﷺ نے اسلام لانے کے بعد زید الخیل کا نام زید الخیر رکھا اور ان کو کنواں اور زمین بطور جاگیر مرحمت فرمایا لیکن واپسی کے وقت نجد میں پہنچ کر ان کا انتقال ہو گیا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

مدعیِ نبوت مسیلمہ کذاب:

اسی سنہ میں یمامہ میں مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا اور یہ ظاہر کیا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے کاموں میں شریک ہوں، طلق نے اس کی شہادت دی، مسیلمہ نے محض دعوائے نبوت پر اکتفانہ کیا بلکہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حسب ذیل مضمون کا ایک خط[87] بھیجا (من مسیلمة رسول اللہ الی محمد رسول اللہ سلام علیک فانی قدا شرکت فی الامر معک و ان لنا نصف الارض و لقریش نصف الارض و (لکن قریش قوم یعتدون) ''یہ خط مسیلمہ کی طرف سے اللہ کے رسول محمد ﷺ کے نام ہے السلام علیک! دیکھیے میں رسالت میں آپ کا شریک ہوں آدھی زمین ہمارے لیے ہے اور آدھی اہل قریش کے لیے۔ مگر قریشی زیادتی کرتے ہیں''۔ آنحضرت ﷺ نے اس کا حسب ذیل

Marfat.com

جواب دیا:

((بسم اللہ الرحمن الرحیم من محمد رسول اللہ ﷺ الی مسیلمة الکذاب سلام علی من اتبع الھدی اما بعد۔ فان الارض للہ یورثھا من یشاء من عبادہ والعاقبة للمتقین))

''یہ خط اللہ کے رسول محمد ﷺ کی طرف سے مسیلمہ کذاب کے نام ہے ہدایت کی پیروی کرنے والوں پر سلام ہو، زمین اللہ کی ہے اللہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اس کا وارث بنادے اور حسن انجام پرہیزگاروں کا ہے''۔

طبری نے لکھا ہے کہ یہ واقعہ آنحضرت ﷺ کی حجة الوداع سے واپسی کے بعد کا ہے جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

Marfat.com

باب دہم

حجۃ الوداع اور وفات

حجۃ الوداع:

ان واقعات کے بعد ذیقعدہ کا مہینہ آ گیا۔ جب اس کی پانچ راتیں باقی رہ گئیں تو آپ بقصد حج مدینہ سے روانہ ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ مہاجرین وانصار اور رؤسا عرب کا ایک گروہ اور سو اونٹ تھے۔ مکہ میں اتوار کے دن جب کہ چار روز ذی الحجہ کے گزر چکے تھے، داخل ہوئے۔ حضرت علیؓ ابن ابی طالب بھی جو نجران میں صدقات جمع کرنے گئے ہوئے تھے مکہ میں آپ کے ساتھ حج کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حج کیا۔ آپ نے اس مرتبہ لوگوں کو مناسب حج کی تعلیم دی۔ اس کے سنن بتلائے اور ان کے لیے رحمت کی دعا کی اور عرفات میں ایک طویل خطبہ دیا۔ جس میں حمد وثناء کے بعد یہ ارشاد فرمایا:

(ایھا الناس اسمعوا قولی فانی لا ادری لعلی لا القاکم بعد عام هذا بهذا الموقف ابداً ایھا الناس ان دماء کم و اموالکم علیکم حرام الی ان تقلوا ربکم کحرمة یوم کم هذا و حرمة شهر کم و ستلقون ربکم فیسالکم من اعمالکم و قد بلغت فمن کان عنده امانة فلیو دها الی من ائتمنه علیها و ان کان ربا فهو موضوع و لکن لکم رئوس اموالکم لا تظلمون قطی الله انه لا ربا و ان ربا العباس بن عبد المطلب موضوع کله و ان کل دم کان فی الجاهلیة موضوع کله و ان اول دم یو ضع دم ربیعة بن الحرث بن عبد المطلب و کان مسترضعاً فی بنی لیث فقتله بنو هذیل فهو اول ما ابداء من دم الجاهلیة ایها

Marfat.com

الناس ان الشیطان قدیئس من ان یعبد بارضکم هذا ابداً ولکنہ رضی ان یطاع فیما سوی ذلک مما تحقرون من اعمالکم فاحذروہ علی دینکم ایها الناس انما النسئی زیادۃ فی الکفر یضل به الذین کفروا یحلونه عاما و یحرمونه عاماً لیواطئوا عدۃ ما حرم اللہ فیحلوا ما حرم اللہ و یحرموا ما احل اللہ الا و ان الزمان قد استدار کهیئۃ یوم خلق اللہ السموات والارض و ان عدۃ الشهور عند اللہ اثنا عشر شهر فی کتاب اللہ یوم خلق السموات والارض منها اربعۃ حرم ثلاثۃ متوالیۃ ذوالقعدۃ و ذوالحجۃ والمحرم و رجب الفرد الذی بین جمادی و شعبان اما بعد ایها الناس فان لکم علی نسائکم حقا و لهن علیکم حقا لکم علیهن ان لا یوطئن فرشکم احد تکرهونه و علیهن ان لا یاتین بفاحشہ مبینۃ فان فعلن فان اللہ قد اذن لکم ان تهجروهن فی المضاجع و تضربوهن ضرباً غیر مبرح فان انتهین فلهن رزقهن و کسوتهن بالمعروف و استوصوا بالنساء خیرا فانهن عندکم عوان لا یملکن لانفسهن شیئا و انکم انما اخذتموهن بامانۃ اللہ و استحللتم فروجهن بکلمات اللہ فاعقلوا ایها الناس و اسمعوا قولی فانی بلغت قولی و ترکت فیکم ما ان استعصمتم به فلن تضلوا ابدا کتاب اللہ و سنۃ نبیه ایها الناس اسمعوا قولی و اعلموا ان کل مسلم اخ للمسلم و ان المسلمین اخوۃ فلا یحل لامری من مال اخیه الا ما اعطاہ ایاہ من طیب نفس فلا تظلموا انفسکم الاهل بلغت قالوا اللہم نعم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم

Marfat.com

اللھم اشھد)

''یعنی لوگو! میری باتیں سن لو مجھے کچھ خبر نہیں، شاید میں تم سے اس قیام گاہ میں اس سال کے بعد کبھی ملاقات نہ کرسکوں۔ لوگو! دیکھو تمھارے خون اور تمھارے مال تم پر مرتے دم تک اسی طرح حرام ہیں جس طرح تمھارا یہ دن اور یہ مہینہ حرمت والا ہے۔ تم عنقریب اپنے رب سے جاملو گے اور وہ تم سے تمھارے عملوں کے بارے میں پوچھے گا میں نے تمھیں اللہ کا پیغام پہنچادیا ہے اگر کسی کے پاس کسی کی امانت ہو تو وہ اسے اس کے مالک کو ادا کردے اور اگر سود ہو تو وہ موقوف کردیا گیا ہے ہاں تمھیں تمھارا سرمایہ مل جائے گا نہ تم ظلم کرو نہ تم پر ظلم کیا جائے۔ اللہ نے فیصلہ فرمادیا ہے کہ سود ختم کردیا گیا عباسؓ کا تمام سود موقوف کردیا گیا اور جاہلیت کے تمام خون باطل کردیے گئے۔ دیکھو سب سے پہلا خون جو باطل کیا جاتا ہے وہ ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلبؓ کا ہے۔ ربیعہ بنولیث کے شیرخوار تھے اور انھیں بنو ہذیل نے قتل کردیا تھا اس لیے میں ان کا خون باطل کر کے جاہلیت کے خونوں کے باطل کرنے کی ابتداء کرتا ہوں۔ لوگو! تمھاری اس سرزمین میں شیطان اپنے پوجے جانے سے نا اُمید ہوگیا ہے۔ لیکن دیگر معمولی گناہوں میں اپنی اطاعت کیے جانے پر خوش ہے۔ اس لیے اپنا دین اس سے محفوظ رکھو لوگو حرمت والے مہینوں کا ہٹا دینا ماننا کفر میں زیادتی ہے اس سے کافر گمراہ ہوجاتے ہیں کہ ایک ہی مہینہ کو ایک سال میں حلال کردیتے ہیں اور ایک سال حرام، تاکہ حرمت والے مہینوں کی تعداد روند ڈالے اور اللہ کے حرام کو حلال اور حلال کو حرام کردیں۔ دیکھو زمانہ گھم گھام کر اپنی اصلی صورت پر

Marfat.com

آ گیا ہے، جس صورت پر اس دن تھا جب خدا نے زمین و آسمان پیدا کیے تھے۔ اور اللہ کی کتاب میں مہینوں کی تعداد اسی دن سے بارہ ہے۔ جس دن اللہ نے زمین و آسمان پیدا کیے تھے ان میں سے چار حرمت والے ہیں۔ تین (ذی قعدہ، ذی الحجہ اور محرم) تو لگاتار ہیں اور تنہا رجب ہے، جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان ہے۔ (آپ نے حمد و صلاۃ کے بعد فرمایا) لوگو! عورتوں پر تمھارے بھی حقوق ہیں، ان کا فرض ہے کہ وہ تمھارے بستر پر کسی کو نہ سلائیں اور کھلم کھلا بے حیائی کی مرتکب نہ ہوں اگر وہ ایسا کریں تو اللہ نے تمھیں، اجازت دی ہے کہ انھیں ان کے بستروں میں چھوڑ دو اور انھیں اس طرح مارو کہ جسم پر نشان نہ پڑے۔ پھر اگر وہ باز آ جائیں تو انھیں غیر معروف نان و نفقہ دو اور عورتوں سے بھلائی سے پیش آؤ۔ کیوں کہ وہ تمھارے حصہ میں شریک ہیں اور ذاتی طور پر کسی چیز کی مالک نہیں۔ تم نے انھیں اللہ کی امانت سے حاصل کیا ہے اور انھیں اپنے لیے اللہ کی آیتوں سے حلال کر لیا ہے۔ لوگو! میری باتیں سنو اور سمجھو میں نے تمھیں شرعی احکام سمجھا دیے ہیں اور تم میں ایک ایسی چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ اگر تم اسے مضبوط پکڑے رہو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے یعنی اللہ کی کتاب کو اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو۔ لوگو میری باتیں مانو ہر مسلمان کا بھائی ہے اور مسلمان بھائی بھائی ہیں اس لیے کسی شخص کو اپنے بھائی کے مال میں وہی حلال ہے جسے وہ خوشی سے دے دے۔ خبردار اپنے اوپر ظلم نہ کرو (پھر پوچھا) کیا میں نے تبلیغ کر دی؟ صحابہ نے جواب دیا بے شک آپ نے تبلیغ کا حق ادا کر دیا۔ فرمایا اے اللہ گواہ رہنا"۔

Marfat.com

تاسیسِ حکومت:

چوں کہ کسریٰ کے گورنر باذان ایمان لانے سے اکثر باشندگان یمن بھی مشرف بہ اسلام ہو گئے تھے اس وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدستور یمن کی حکومت پر قائم رکھا تھا اور اس کے ساتھ کسی کو اس کا شریک اور حقدار نہیں فرمایا تھا۔ یہاں تک کہ اس کا انتقال ہو گیا تھا اس کی اطلاع آپ کو حجتہ الوداع سے واپسی کے وقت ہوئی۔ آپ نے اس کے ملک کو اپنے اصحاب میں اس طرح تقسیم فرمایا کہ صنعاء پر اس کے لڑکے شہر بن باذان کو اور مارب پر ابوموسیٰ اشعریؓ کو اور جند پر یعلی بن امیہ کو اور ہمدان پر عامر بن شہر ہمدانی اور عک و اشعر بن پر طاہر بن ابی ہالہ کو اور مابین نجران و امع و زبید پر خالہ بن سعید بن العاصی کو اور خاص نجران پر عمرو بن حزم کو اور بلاد حضرموت پر زیاد بن لبید بیاضی کو اور سکاسک و سکون پر عکاشہ بن ثورین اصفر غوثی کو اور معاویہ بن کندہ پر عبداللہ المہاجر بن ابی امیہ کو مقرر فرمایا لیکن عبداللہ المہاجر نے اپنے نہ جانے کا ایک معقول عذر پیش کیا۔ جس سے ان کے اعمال کا بھی زیاد بن لبید انتظام کرتے رہے اور معاذ بن جبل اہل یمن و بلادِ حضرموت کی تعلیم کے لیے روانہ کیے گئے۔

اس واقعہ سے پیشتر عدی بن حاتم بنو طے کے صدقات وصول کرنے کو اور اسد و مالک بن نویرہ صدقات بنو حنظلہ پر اور علاء بن حضرمی بحرین کی طرف اور حضرت علیؓ ابن ابی طالب نجران کی جانب صدقات اور جزیہ (خراج) وصول کرنے کو بھیجے گئے تھے۔ بنو سعد کا صدقہ انھیں میں سے دو شخصوں پر تقسم کر دیا گیا تھا ان میں سے حضرت علیؓ ابن ابی طالب نجران سے صدقات وصول کر کے حجتہ الوداع میں آ کر شریک ہو گئے تھے جیسا کہ کتب تواریخ میں مذکور ہے۔

اسود عنسی کا خروج:

اس نام عبہلہ بن کعب اور لقب ذوالحمار تھا۔ شیریں کلامی، شعبدہ بازی اور فال نکالنے

Marfat.com

میں اپنی نظیر نہ رکھتا تھا اس کی شیریں کلامی اور تالیف قلوب سے لوگ بہت جلد اس سے مانوس ہو جاتے تھے۔ مقام کہف حنار میں پیدا ہوا اور وہیں نشو نما پا کر بڑا ہوا، ہوش سنبھالا آنکھیں کھولیں تو نبوت کا دعویٰ کر بیٹھا۔ مذحج و نجران والوں نے اس کی تحریر کو سمعاً وطاعۃً قبول کر لیا، چناں چہ اہل نجران نے جمع ہو کر عمروؓ بن حزم و خالدؓ بن سعید العاصی کو نکال دیا اور قیس بن عبد یغوثؓ نے دفعتہً حملہ کر کے فردہ بن مسیک کو جلاوطن کر دیا۔ فردہ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے مراد پر حکمران تھے۔ اس کے بعد اسود عنسی سات سو سواروں کو لے کر صنعاء کی طرف بڑھا۔ شہر ابن باذانؓ نے اس کا مقابلہ کیا۔ اسود عنسی نے شہر ابن باذان کو شکست دے کر مار ڈالا اور اس کی بیوی سے نکاح کر لیا۔ صنعاء و حضرت موتٰ کے درمیان اعمال طائف تک اور عدن کی طرف سے بحرین تک اپنے قبضہ میں لے لیا۔

اہل یمن کا ارتداد:

اس واقعہ سے اکثر اہل یمن مرتد ہو گئے، عمرو بن معدیکرب، خالد بن سعید بن العاصی کے ہمراہ تھے۔ اس نے اسود عنسی کی طرف میلان ظاہر کیا۔ خالد بن سعیدؓ کو تاب نہ آئی تلوار کھینچ کر آگے بڑھے۔ دونوں آدمیوں میں دو دو ہاتھ چل گئے۔ خالدؓ نے اس کی تلوار سمصامہ توڑ کر اس کے ہاتھ سے چھین لی۔ تب عمرو بن معدیکرب گھوڑے سے اتر کر اسود بن عنسی کی طرف بھاگ گیا۔ اسود نے اس کو مذحج کا سردار بنا دیا اس کے لشکر کا سردار قیس بن عبد یغوث مرادی تھا اور ابنا پر اس کی طرف سے فیروز و دادویہ حکمرانی کر رہے تھے۔ اہل یمن کا یہ رنگ ڈھنگ دیکھ کر معاذ بن جبلؓ نکل کر بھاگے اور مارب میں ابو موسیٰ کی طرف سے گزرے۔ ابو موسیٰؓ بھی ان کے ہمراہ روانہ ہو گئے۔ معاذؓ نے سکون میں قیام کیا لیکن ابو موسیٰ نے سکاسک میں جا کر دم لیا اور طاہر بن ابی ہالہؓ بلا دعک (جہاں صنعاء) میں جا چھپے۔ لیکن عمرو بن حزم و خالد بن سعید نے

Marfat.com

مدینہ پہنچ کر ان کل واقعات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مطلع فرمایا۔

اسود عنسی اور فیروز:

اس اثناء میں جب کہ اسود عنسی کو ملک یمن پر ایک مسلم حکومت حاصل ہوگئی اور اس نے شہر ابن باذان کو قتل کے بعد اس کی بیوی آزاد کو اپنے گھر میں ڈال لیا۔ یہ فیروز کی چچازاد بہن تھی، فیروز کو اسود کی یہ حرکتیں پسند نہ آئیں اس لیے فیروز اسود سے کبیدہ خاطر ہوگیا۔ فیروز کے علاوہ قیس بن عبد یغوث بھی اسود کی نخوت سے دل ہی دل میں پیچ و تاب کھا رہا تھا لیکن کوئی مناسب موقع ہاتھ نہ آنے سے خاموشی و سکوت کی حالت میں اسود کے ہر نرم و گرم احکام کی پابندی کر رہا تھا۔ یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسود کی گوشمالی و سرکوبی کے لیے وبر بن نخیس کی معرفت جس طرح ممکن ہو ایک خط لکھ کر ابو موسیٰ و معاذؓ و طاہرؓ کی طرف روانہ کیا۔ لیکن ان لوگوں کو جب یہ معلوم ہوا کہ قیس بن عبد یغوث اسود سے کبیدہ خاطر ہے تو انھوں نے اس کو بھی اپنا شریک و راز دار بنالیا۔ پھر فیروز اپنی چچازاد بہن آزاد زوجہ اسود کے پاس گیا اس نے اسود کے قتل کرا دینے کا وعدہ کیا، ہنوز کوئی تدبیر مکمل نہ ہونے پائے تھی کہ اسود کو قیس و فیروزؓ کی بددلی کی خبر ہوگئی۔ اس نے ان لوگوں کو عتاب آمیز نگاہوں سے دیکھا کہ ان کی چشم نمائی کرنی چاہیے۔ یہ لوگ بھاگ کر مضافات میں روپوش ہو گئے لیکن اس کی بیوی مسماۃ آزاد سے پوشیدہ خط و کتاب جاری رہی۔

اسود عنسی کا خاتمہ:

ایک روز موقع پا کر فیروزؓ اور قیسؓ اسود کے گھر میں نقیب کے ذریعہ سے گھس گئے اس کو گرفتار کر کے ذبح کر ڈالا۔ یہاں تک کہ فجر کی نماز کا وقت آ گیا۔ اذان ہوئی وبر بن نخیسؓ نے نماز پڑھائی فجر کی نماز کے بعد اسود کے قتل کی خبر مشہور ہوئی تو اس کے متبعین نکل پڑے شہر میں ایک ہل چل مچ گئی مسلمانوں اور اسود کے مقلدین میں تھوڑی دیر تک لڑائی ہوتی رہی آخر کار جو کچھ ان کے ہاتھ میں تھا اس کو بھی وہ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ صنعاء و نجران مرتدین

Marfat.com

مبتدعین سے خالی ہوگیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمال حسبِ سابق اپنے اپنے مضافات کی طرف چلے گئے۔ البتہ صنعاء کی امارت کے سلسلہ میں کسی قدر مناقشہ ہوا لیکن بہت جلد سب لوگوں نے معاذؓ بن جبل کے امیر ہونے پر اتفاق کرلیا اور ان کے پیچھے نماز پڑھی۔

اس واقعہ سے فراغت پاکر ان لوگوں نے ایک قاصد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں روانہ کیا لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے آپ کو بذریعہ الہام اس کی خبر ہوگئی اور آپ نے فرمایا کہ ''شب گزشتہ کو عنسی مارا گیا اس کو ایک مردِ مبارک فیروز نامی نے قتل کیا ہے''۔ لیکن جب قاصد پہنچا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو چکا تھا۔

جیش اسامہؓ:

آخری ذی الحجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع سے مدینہ واپس ہوئے۔ ماہِ مذکور ختم کر کے محرم کے مہینہ میں آپ نے بلاد شام پر جہاد کی تیاری کا حکم دیا اور ان مجاہدین[۸۸] پر اسامہؓ بن زید بن حارث کو امیر مقرر فرما کر یہ ارشاد فرمایا کہ ''بلقاء و داروم کی طرف سے اردن تک یا ارضِ فلسطین میں شام کے بلاد میں کفار و مشرکین پر جہاد کرنا یہاں تک کہ وہ اسلام لائیں یا مطیع ہو جائیں''۔ اس لشکر میں مہاجرین اولین اور بڑے بڑے جلیل القدر صحابہؓ کو روانگی کا حکم دیا گیا تھا۔ اسامہؓ بن زید روانگی کی تیاری میں تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیل ہو گئے۔ یہ وہی علالت تھی جس میں آپ رحمتِ الٰہی سے جا ملے اسی زمانہ میں اسود و مسیلمہ کے ارتداد کی خبر آئی۔ آپ دردِ سر کی شدید تکلیف سے سر پر پٹی باندھے ہوئے تشریف لائے اور یہ ارشاد فرمایا کہ میں نے گذشتہ کو خواب میں دیکھا ہے کہ میری کلائی میں دو کنگن سونے کے ہیں۔ میں نے ان کو ناپسندیدہ سمجھ کر پھینک دیا۔ اس خواب کی میں نے یہ تعبیر لی ہے کہ یہ دونوں کنگن یہی دونوں کذاب یعنی صاحب یمامہ اور صاحب یمن ہیں۔ مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ لوگوں نے اسامہؓ کی امارت میں کچھ بحث و کلام کیا ہے اور اس سے پہلے اس کے باپ (زید) کی امارت میں بھی لوگوں نے کچھ کہا تھا۔ پس اگر اس کا باپ لائق امارت تھا تو

Marfat.com

یہ بھی امیر ہونے کے قابل ہے، جاتے جاؤ۔ اسامہ نے یہ سنتے ہی کوچ کا حکم دے دیا اس کے بعد آپ کی علالت بڑھ گئی۔ یہاں تک کہ اسامہؓ کی روانگی سے قبل آپ کا وصال ہو گیا۔

مسیلمہ کذاب وطلیحہ مدعیان نبوت:

اسود عنسی کے زمانہ خروج میں حجتہ الوداع کے بعد مسیلمہ یمامہ میں اور طلیحہ بن خویلد بنو اسد میں ظاہر ہوا انھوں نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نامہ و پیام سے ان کا مقابلہ کیا اور اپنے ان اعمال کو جو اسلام پر ثابت قدم رہے۔ مسیلمہ وطلیحہ کے خلاف جہاد کرنے کو لکھا۔ اسود کے ساتھ جو کچھ واقعات پیش آئے۔ وہ اس سے پیشتر لکھے جا چکے ہیں باقی رہے مسیلمہ اور طلیحہ ان کی سرکوبی کو ہر طرف سے عرب کا اسلامی لشکر نکل پڑا۔ مسیلمہ کا خط آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا جس کا جواب بھی دیا گیا جیسا کہ اس سے پہلے بیان کیا گیا۔ اس کے بعد طلیحہ نے بھی صلح کا پیام بھیجا لیکن آپ کے وصال کے بعد جو کچھ واقعات مسیلمہ وطلیحہ پر گزرے۔ وہ آئندہ بیان کیے جائیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

علالت:

اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سب سے پہلے اللہ جل شانہ کے قول (اذا جاء نصر اللہ والفتح) والی پوری سورۃ میں اپنے وصال کی خبر منکشف ہو گئی تھی۔ اس کے بعد صفر ۱۱ھ (مطابق ۶۳۲ء) کی دو راتیں باقی تھیں کہ آپ کے درد ہوا آپ اسی درد کی حالت میں ازواج مطہرات کے گھروں میں باری باری پھرتے رہے یہاں تک کہ میمونہؓ کے مکان میں ٹھہرے کل ازواج مطہرات نے زمانہ علالت حجرہ عائشہؓ میں گزارنے کی اجازت دی۔ آپ وہاں سے عائشہ صدیقہؓ کے مکان میں آ گئے باہر نکل کر لوگوں کو سمجھایا بجھایا۔ شہداء احد پر نماز پڑھی اور ان کے لیے دعاءِ مغفرت کی۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا ''بے شک ایک بندہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے دنیا اور اس چیز کا جو اس کے پاس ہے۔ (یعنی آخرت کا) اختیار دیا، پس بندہ نے اس کو اختیار کیا جو اس کے پاس ہے''۔

Marfat.com

حضرت ابو بکرؓ اس جلسہ میں حاضر تھے وہ اس فقرہ کو سمجھ کر رو اُٹھے اور عرض کیا ''یا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم آپ کو اپنی جانوں اور بچوں سے فدیہ دیتے ہیں''۔ آپ نے فرمایا خاموش رہو''۔ اس کے بعد آپ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو جمع کیا۔ ان کے حق میں دعائے خیر فرماتے جاتے رہے اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

خطبہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

اسی سلسلہ کلام میں آپ نے فرمایا:

((او صیکم بتقوی اللہ و او صی اللہ بکم و استخلفه علیکم و او عد کم الیه انی لکم نذیر و بشیر الا تعلوا علی اللہ فی بلاده و عباده فا نه قال لی و لکم تلک الدار الاخرة نجعلها للذین لا یریدون علوا فی الارض و لا فسادا و العاقبة اللمتقین و قال الیس فی جهنم مثوی متکبرین)

''یعنی میں تمھیں تقویٰ کا حکم کرتا ہوں اور اللہ نے بھی تمھیں یہی حکم دیا ہے میں تم پر اللہ کو خلیفہ بناتا ہوں اور تمھیں اس کے سپرد کرتا ہوں، بلاشبہ میں تمھیں جہنم سے ڈرانے والا اور جنت کی بشارت دینے والا ہوں۔ اللہ کے شہروں میں اور اللہ کے بندوں پر برتری حاصل نہ کرو۔ کیوں کہ اللہ نے مجھ سے اور تم سے فرمایا ہے کہ ہم نے آخرت کا گھران کے لیے بنایا ہے جو دنیا میں برتری اور فساد کا قصد نہیں کرتے اور حسن انجام پرہیزگاروں کے لیے ہے اور فرمایا کہ جہنم میں مغروروں کے سوا کسی ٹھکانہ نہیں''۔

اس کے بعد لوگوں نے غسل کی بابت دریافت کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا ''میرے انھی کپڑوں میں کفنا دینا یا مصری کپڑا ہو یا حلہ یمانیہ ہو''۔ پھر نماز کے بارے میں پوچھا آپ نے فرمایا کہ ''مجھ کو میرے (تخت) پر میری قبر کے کنارے رکھ کر ایک ساعت کے لیے باہر چلے جانا تا کہ ملائکہ نماز پڑھ لیں۔ اس کے بعد گروہ گروہ نماز پڑھنا، پہلے میرے خاندان کے مرد نماز پڑھیں ان کے بعد ان کی عورتیں''۔ قبر میں اتارنے کی بابت فرمایا'' کہ

Marfat.com

میرے خاندان والے مجھے قبر میں رکھیں''۔

واقعۂ قرطاس:

یہ کہہ کر آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس[89] دوات اور کاغذ لاؤ۔ میں تم کو کچھ لکھ کر دوں تا کہ اس کے بعد گمراہ نہ ہوں۔ لوگ اس سلسلے میں بحث و مباحثہ کرنے لگے۔ تھوڑی دیر کے بعد جب پھر اس کلام کا اعادہ کرانا چاہا تو آپ نے ارشاد فرمایا'' کہ تم لوگ مجھے میری حالت پر چھوڑ دو۔ میں جس حالت میں ہوں، اس سے اچھا ہوں جس کی طرف تم مجھ کو بلاتے ہو''۔ پھر آپ نے تین امور کی وصیت کی۔ ایک یہ کہ مشرکین جزیرۂ عرب سے نکال دیے جائیں، دوسرے یہ کہ وفود کو جائزہ دیا جائے جیسا کہ ان کو جائزہ دیا جاتا تھا اور تیسری پر آپ نے خود سکوت کیا یہ کہ راوی خود بھول گیا۔ پھر آپ نے انصار کے حق میں وصیت فرمائی کہ یہ لوگ میرے معاون و مددگار ہیں۔ میں اپنی قوم سے بھاگ کر ان میں آملا۔ یہیں تم لوگ اپنے کریم و محسن کے ساتھ نیک سلوک کرو اور ان کی غلطی سے درگزر کرو۔ اے گروہِ مہاجرین تم لوگ بڑھتے چلے گئے اور انصار نہیں بڑھے ہیں۔

حضرت ابو بکرؓ کا مرتبہ:

آپ ﷺ نے مسجد کی طرف کے جتنے دروازے تھے سب کے بند کرنے کا حکم دے دیا اور حضرت ابو بکرؓ کے دروازہ پر ارشاد فرمایا کہ ''میں کسی کو ابو بکرؓ سے اپنی صحبت میں افضل نہیں جانتا اور اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابو بکرؓ کو اپنا خلیل بناتا''۔

حضرت ابو بکرؓ کو امامت کا حکم:

اس کے بعد پھر درد کی شدت میں اس قدر زیادتی ہوئی کہ آپ ﷺ غافل ہو گئے۔ امہات المؤمنین اور فاطمہؓ و عباسؓ و علیؓ سب کے سب آپ ﷺ کے گرد آکر جمع ہو گئے اس عرصہ میں نماز کا وقت آ گیا۔ درد میں کسی قدر کمی معلوم ہوئی۔ غفلت جاتی رہی لیکن ضعف

Marfat.com

کی وجہ سے اُٹھ نہ سکتے تھے۔ لیکن آپ نے حاضرین سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ ابو بکرؓ سے نماز پڑھوانے کے لیے کہو، ام المؤمنین حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ وہ (ابو بکرؓ) ایک ضعیف و رقیق القلب ضعیف الصوت آدمی ہیں۔ آپ کی جگہ پر کھڑے ہو کر نماز پڑھا سکیں گے؟ حضرت عمرؓ کو اس امر پر مامور فرمایئے۔ آپ نے اس سے انکار کر کے حضرت ابو بکرؓ کو امامت پر مامور فرمایا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخری خطبہ:

ابو بکرؓ نماز پڑھا رہے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درد کے خفیف ہو جانے سے باہر تشریف لائے۔ حضرت ابو بکرؓ نے پیچھے ہٹنے کا قصد کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو بکرؓ کا مونڈھا پکڑ کر دبا دیا اور ان کو جگہ سے ہٹنے نہ دیا اور خود ان کے پہلو میں بیٹھ کر نماز پڑھنے لگے۔ یہاں تک کہ حضرت ابو بکرؓ نے نماز تمام کی۔ اس کے بعد حضرت ابو بکرؓ نے آپ کی علالت کی حالت میں تیرہ نمازیں پڑھائیں۔ حالت نزع میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک پیالہ پانی کا بھرا ہوا رکھا تھا۔ بار بار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دستِ مبارک اس سے تر فرما کر چہرہ انور پر پھیرتے اور فرماتے (اللھم اعنی علی سکرات الموت) یعنی ''اے خدا میری مدد کر سکراتِ موت پر''۔ پس جب پیر یعنی وفات کا دن آیا تو صبح کی نماز کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سر مبارک پر پٹی باندھے ہوئے باہر تشریف لائے۔ اس وقت حضرت ابو بکرؓ نماز پڑھا رہے تھے۔ حضرت ابو بکرؓ نے اس مرتبہ بھی نماز سے پیچھے ہٹنے کا قصد کیا۔ آپ نے ان کو پھر اپنے ہاتھ سے لوٹا دیا اور دائیں طرف بیٹھ کر نماز ادا کی۔ اس کے بعد لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا (ایھا الناس معرت النار و قبلت الفتن کقطع اللیل المظلم وا نی اللہ ماتمسکون علیٰ بشئی انی لم احل الاما احل القران و لم احرم الاما حرم القران) یعنی ''لوگو! آگ بھڑک اُٹھی اور اندھیری رات کے ٹکڑے کی طرح فتنہ آ گیا۔ خبردار! دین کے خلاف کوئی (خرابی) پیدا نہ کرنا۔ میں نے وہی چیز حلال و حرام کی ہے جو قرآن میں

Marfat.com

ہے''۔ جب آپ ﷺ نے اپنا سلسلہ کلام ختم کیا۔ تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ ''ہم دیکھتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اللہ کی عنایت سے نہایت خوشی سے صبح کی، جیسا کہ ہم چاہتے تھے''۔

وفات ۱۱ھ:

ابوبکرؓ یہ کہہ کر اپنے اہل کے پاس سخ چلے گئے اور آنحضرت ﷺ اپنے مکان پر تشریف لائے اور حضرت عائشہؓ کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گئے۔ اس اثناء میں عبدالرحمن بن ابی بکر ایک تر مسواک ہاتھ میں لیے ہوئے حاضر خدمت ہوئے۔ آپ ﷺ نے اس کی طرف غور سے دیکھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سمجھ گئیں کہ آپ مسواک چاہتے ہیں۔ پس جنابہ موصوفہ نے اپنے بھائی کے ہاتھ سے مسواک لے کر اپنے دانتوں سے خوب چبا کر کچلا۔ جب وہ نرم ہوگئی تو آنحضرت ﷺ کو دی۔ آپ نے وہ مسواک لے کر کی۔ پھر اس کو چھوڑ کر اپنے سر مبارک کو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سینہ پر رکھ کر پاؤں پھیلا دیے۔ رہ رہ کر آپ کا چہرہ متغیر ہوتا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ دوپہر کے قریب اس دارِ فانی سے آپ ﷺ نے انتقال فرمایا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا انتقال میرے سینہ وحلق کے درمیان میں ہوا ہے۔ پیر کے دن دوپہر کے وقت جب کہ گیارہ راتیں ربیع الاول کی گزر چکی تھیں اور اگلے دن منگل کو بعد دوپہر مدفون ہوئے۔

حضرت عمرؓ کی وارفتگی:

آنحضرت ﷺ کا وصال ہوتے ہی صحابہ رضی اللہ عنہم میں ایک عظیم پریشانی پھیل گئی۔ جو شخص اس واقعہ کو سنتا تھا حیران و ششدر رہ جاتا تھا۔ نہ تو ان کے ہوش وحواس باقی تھے جو اس وقت حجرہ شریفہ اور مسجد اقدس میں موجود تھے اور نہ وہ حیرت و پریشانی سے بری تھے جو یہ خبر سن کر جوق در جوق چلے آرہے تھے۔ ابوبکرؓ اس وقت اپنے اہل کے پاس سخ

Marfat.com

گئے ہوئے تھے۔ حضرت عمرؓ بن الخطاب اور اکثر جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم موجود تھے۔ حضرت عمرؓ بن الخطاب اس حادثہ ناگہانی سے متحیر سے ہو گئے۔ کچھ ہوش حواس نہ رہے۔ تلوار کھینچ کر کھڑے ہو گئے اور بلند آواز سے کہنے لگے۔ ((ان رجالا من المنافقین زعموا ان رسول اللہ ﷺ مات وانہ لم یمت وانہ ذھب الی ربہ کما ذھب موسی ولیرجعن فیقطعن ایدی رجال وارحلیم) ''کچھ منافقوں کا خیال ہے کہ اللہ کے رسول فوت ہو گئے حالانکہ آپ فوت نہیں ہوئے بلکہ موسیٰ کی طرح اپنے رب کے پاس تشریف لے گئے ہیں اور واپس کر آ کر ان لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹیں گے''۔ عمرؓ جوش وغضب میں یہ کہے جا رہے تھے لیکن کسی کی مجال نہ تھی کہ کوئی شخص ان سے یہ کہتا کہ تم تلوار نیام میں کر لو۔ آنحضرت ﷺ کا وصال ہو گیا۔

حضرت ابو بکر کا استقلال:

اس عرصہ میں یہ واقعہ جاں گداز سن کر حضرت ابو بکرؓ آ پہنچے اور سیدھے حجرۂ مبارک میں عائشہؓ کی گود سے سر مبارک لے کر بغور دیکھا۔ کہا میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں بے شک آپ نے موت کا ذائقہ چکھا جس کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے لکھا تھا اور اب ہرگز اس کے بعد آپ کو موت نہ آئے گی۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) کہتے ہوئے باہر آئے حضرت عمرؓ بن الخطاب لوگوں سے وہی باتیں کہہ رہے تھے کہ حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا چپ رہو۔ حضرت عمرؓ نے کچھ بھی خیال نہ کیا۔ حضرت ابو بکرؓ نے دوبارہ کہنا نامناسب سمجھ کر علیحدہ کھڑے ہو کر لوگوں سے مخاطب ہوئے جس قدر آدمی عمرؓ کے پاس جمع تھے وہ سب حضرت عمرؓ کو تنہا چھوڑ کر حضرت ابو بکرؓ کے پاس چلے آئے۔

حضرت ابو بکر کا خطبہ:

اس وقت انھوں نے حمد ثنا کے بعد خطبہ پڑھا (ایھا الناس من کان یعبد محمداً فان محمد قدمات ومن کان یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت ثم تلاو ما محمد الا

Marfat.com

رسول قد خلت من قبله الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم و من ینقلب علی عقبیه فلن یغمر شیئا و سیجزی اللہ الشاکرین) یعنی ''جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا پجاری تھا، تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فوت ہو گئے اور جو اللہ کا پجاری تھا، تو اللہ زندہ ہے اور اسے کبھی فنا نہیں۔ پھر آپؓ نے یہ آیت پڑھی محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک رسول ہی تو ہیں۔ آپ سے پہلے بھی تو رسول گزر گئے پھر اگر آپ مر جائیں یا قتل کر دیے جائیں تو کیا تم ایڑیوں کے بل پیچھے ہٹ جاؤ گے اور جو اپنی ایڑیوں پر لوٹ جائے گا وہ اللہ کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکے گا اور اللہ شکر گزاروں کو جزا دینے والا ہے''۔

خطبہ ابو بکر کا اثر:

حضرت ابو بکرؓ کی زبان سے ان آیات کا نکلنا تھا کہ دفعتہ لوگوں کے خیالات بدل گئے اور حیرت کا عالم ایسا دور ہو گیا کہ گویا اس پہلے وہ تھا ہی نہیں، اس فوری تغیر و تبدل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ اس آیت کے نزل کا حال ہی نہیں جانتے تھے۔ عمرؓ کہتے ہیں کہ پہلے میں نے حضرت ابو بکرؓ کے کہنے پر مطلق خیال نہیں کیا۔ لیکن جس وقت انھوں نے یہ آیت پڑھی تو مجھے یہ معلوم ہوا کہ یہ آیت ابھی نازل ہوئی ہے، مارے خوف کے میرے پاؤں تھرا گئے اور اس قدر کانپے کہ میں زمین پر گر پڑا اور میں نے یہ سمجھ لیا کہ آپ کا وصال ہو گیا۔

سقیفہ بنی ساعدہ:

یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ ایک شخص نے آ کر یہ خبر دی کہ انصار سقیفہ بنو ساعدہ میں جمع ہیں اور وہ سب سعدؓ بن عبادہ کی بیعت کیا چاہتے ہیں اور ان میں سے اکثر یہ بھی کہتے ہیں ((منا امیر و من قریش امیر) یعنی ''ایک ہمارا امیر ہو اور ایک اہل قریش کا''۔ حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ مع ایک گروہ مہاجرین صحابہ رضی اللہ عنہم کے اس شور و غل کی روک تھام کے لیے سقیفہ بنو ساعدہ کی طرف گئے اور حضرت علیؓ و عباسؓ اور ان کے دونوں لڑکے فضل و قثمؓ و اسامہؓ بن زید آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تجہیز و تکفین پر متعین ہوئے۔

Marfat.com

تجہیز و تکفین:

علیؓ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت مبارک کو ٹیک لگائے ہوئے غسل دے رہے تھے اور عباسؓ اور ان کے دونوں لڑکے کروٹ دلاتے جاتے اور اسامہؓ وشقرانؓ پانی ڈالتے تھے۔ ان لوگوں نے قبل غسل دینے کے اس امر میں اختلاف کیا تھا کہ آپ کو برہنہ کر کے نہلائیں یا کہ مع کپڑوں کے۔ ناگاہ مکان کے باہر سے یہ آواز آئی "کپڑے نہ اتارے جائیں آپ کو مع کپڑوں کے نہلاؤ"۔ پس ان لوگوں نے ایسا ہی کیا، غسل دینے کے بعد تین کپڑوں میں کفنایا دو تو سفید تھے اور ایک برد یمانیہ تھی، پھر قبر کھودنے والوں کو بلایا۔ ایک ان میں سے لحد بناتا تھا اور دوسرے بغلی کھودتا تھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کا اس میں بھی باہم اختلاف ہوا کوئی کہتا تھا کہ لحد (صندوقی) قبر کھودی جائے اور کسی کی رائے بغلی قبر بنانے کی تھی۔ حضرت عباسؓ نے دو شخصوں کو ان دونوں آدمیوں کو بلانے کو بھیجا اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی کہ جو قبر اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے پسند کرتا ہو اس کو بھیج۔ پس وہی شخص پہلے آیا جو قبر صندوقی بناتا تھا یعنی ابوطلحہؓ زید بن سہیل یہی اہل مدینہ کی قبر کھودا کرتے تھے۔ چناں چہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے صندوقی قبر بنائی۔

جب بروز منگل آپ کی تجہیز سے فراغت ہوئی اور آپ کو آپ کے مکان (تخت) پر رکھا۔ تو پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ کے مقامِ دفن میں اختلاف کیا۔ بعض کہتے تھے کہ مسجد مبارک میں دفن کیے جائیں اور بعض کہتے تھے کہ اپنے ہی مکان میں۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے، آپ فرماتے ہیں کہ کسی نبی کی روح نہیں قبض کی گئی مگر وہ وہیں دفن کیا گیا جہاں پر اس کی روح قبض کی گئی ہے۔ لوگوں نے یہ سنتے ہی آپ کے فرش کو (جس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہوا تھا) اٹھا دیا اور اسی جگہ پر قبر کھود دی گئی۔ اس کے بعد گروہ کے گروہ پہلے مردوں نے، ان کے بعد عورتوں نے، ان کے بعد لڑکوں نے اور پھر غلاموں نے نماز پڑھنی شروع کر دی۔ کوئی کسی کی امامت نہ کرتا تھا۔ پھر آپ نصف شب بدھ کے دن دفن کیے گئے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ یہ واقعہ ربیع

Marfat.com

الاول کی بارھویں شب کا تھا۔ اس حساب سے ہجرت کے دس سال پورے ہو گئے۔ تریسٹھ برس کی عمر میں آپ کا وصال ہوا لیکن بعض پینسٹھ، بعض ساٹھ بھی بتلاتے ہیں۔ واللہ اعلم![۹۰]

اختلافی مسائل (مترجم)

یہ واقعہ بھی اسلام کے ان واقعات میں سے ہے جن سے اسلام میں عظیم تفرقے اور اختلاف رونما ہوئے۔ لیکن اگر دیدہ بصیرت سے تعمق و غور کی عینک لگا کر دیکھا جائے تو نہ اختلاف باقی رہ جاتا ہے اور نہ پھر کسی بحث و کلام کا موقع ملتا ہے۔ اکثر معتبر و مستند کتب تواریخ و سیر کے مقامات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ چھبیس صفر بروز پیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں سے رومیوں کے خلاف جہاد کی تحریک اور تیاری کا حکم دیا اور ۲۷ صفر بروز منگل کو اسامہؓ بن زید امیر لشکر مقرر کیے گئے۔ ۲۸ صفر بروز بدھ باوجود اپنی علالت کے خاص اپنے دستِ مبارک سے ایک نشان درست کر کے اسامہؓ کو دیا اور فرمایا (غز بسم اللہ فی سبیل اللہ و قاتل من کفر باللہ) یعنی ''جہاد کر اللہ کے نام پر اور اللہ کی راہ میں اور لڑ اس سے جو اللہ کے ساتھ کفر کرے''۔ اسامہؓ یہ نشان لیے ہوئے باہر آئے اور بریدہ بن الحصیب اسلمی کو دے کر لشکر اسلام کا ان کو علم بردار بنا کر مدینہ سے کوچ کیا۔ بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس جہاد میں شریک ہونے کا حکم دیا تھا۔ منجملہ ان کے حضرت علی، عباس، ابوبکر، عمر، عثمان، سعد بن ابن وقاص، ابو عبیدہ بن الجراح، سعد بن زید، قتادہ بن النعمان اور سلمہ بن اسلم (رضی اللہ عنہم) شامل تھے۔ لیکن روانگی کے وقت چوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علالت شروع ہو چکی تھی۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اسامہؓ کی اجازت سے حضرت علیؓ و عباسؓ کو

Marfat.com

روک لیا۔ بقیہ جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت اسامہؓ کے ساتھ مدینہ سے نکل کر جرف میں خیمہ زن ہوئے۔ اس مقام سے کوچ کی نوبت نہ آئی تھی کہ آخر روز بدھ، جمعرات کی درمیانی شب کے اول وقت سے آپ کی علالت زیادہ ہوگئی جس سے ایک تہلکہ عظیم پیدا ہوگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی دن عشاء کے وقت سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بلا کر نماز پڑھانے پر متعین فرما دیا۔ اس وجہ سے حضرت اسامہؓ نے بھی جرف سے آگے بڑھنے کی جرأت نہ کی اور جو صحابہ رضی اللہ عنہم ان کے ہمراہ تھے۔ وہ ان سے اجازت لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دیکھنے کے لیے آتے رہے، یہاں تک کہ پیر کا دن آ گیا۔ اس دن گزشتہ دنوں کی بہ نسبت مرض کی شدت میں کمی رہی۔ بلکہ بعضوں کو خیال ہوا کہ آپ اچھے ہو گئے۔ اسامہؓ زید بن سن کر بقصدِ کوچ سوار ہو رہے تھے۔ کہ ام ایمنؓ مادر اسامہؓ نے کہلا بھیجا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حالتِ نزع میں ہیں، اسامہؓ اور کل صحابہ رضی اللہ عنہم اس خبر قیامت کے اثر کے سنتے ہی افتاں و خیزاں جرف سے مدینہ آ گئے۔ بریدہؓ نے نشان لا کر حجرہ کے دروازہ پر کھڑا کر دیا۔

وفاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر صحابہؓ کی وارفتگی:

جب دوپہر کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا تو اور زیادہ شور و غل برپا ہوگیا کسی کے ہوش و حواس بجا نہ رہے۔ ایک تہلکہ عظیم برپا ہوگیا۔ حضرت عمرؓ یہ کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ کا وصال نہیں ہوا، حضرت عثمانؓ ایک سکتہ کے عالم میں پشت بدیوار بیٹھے ہوئے تھے نہ

Marfat.com

کسی سے بولتے تھے نہ کسی کی بات کا جواب دیتے تھے۔ حضرت علیؓ روتے روتے بے ہوش ہو گئے۔ حضرت عباسؓ اِدھر اُدھر حیران پھر رہے تھے۔ حضرت عائشہؓ سر مبارک اپنے سینہ میں لیے ہوئے بیٹھیں تھیں۔ اس اثناء میں حضرت ابو بکرؓ کو خبر ہوئی اور وہ آ گئے۔ انھوں نے پہلے حضرت عائشہؓ کے سینہ پر سے سر مبارک اُٹھا کر روشنی کی طرف دیکھا۔ پیشانی پر بوسہ دے کر کہا ''اچھے زندہ رہے، اچھے مرے'' کہہ کر لٹا کر باہر آئے۔ حضرت عمرؓ برہنہ شمشیر ہوئے بار بار (مامات رسول اللہ علی وسلیہ وسلم) کہہ رہے تھے لوگوں کا ایک ہجوم لگا ہوا تھا۔

حضرت ابو بکرؓ کا غیر معمولی تدبر و فراست:

ایسے نازک وقت میں حضرت ابو بکرؓ کا ہی کام تھا کہ انھوں نے نہایت استقلال و دانائی سے حضرت عمرؓ کے جوش اور لوگوں کے شور وغل کو رفع کیا۔ یہ وہ وقت تھا کہ معمولی سی تحریک بڑے سے بڑے فتنہ کا دروازہ کھول سکتی تھی۔ جو پھر تا قیامت نہ بند ہوتا اور نہ کوئی اسلام کا نام جانتا۔ اس شور کے کم ہوتے ہی سقیفہ میں ایک دوسرا ہنگامہ شروع ہو گیا جو اس سے زیادہ خوفناک تھا جس میں انصار و مہاجرین ایک دوسرے سے گتھا چاہتے تھے۔ حضرت ابو بکرؓ نے اس موقع پر پھر نہایت سنجیدگی و عقل سے کام لیا اور در حقیقت یہ انھیں کا کام تھا کہ انھوں نے فوراً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت کے مطابق تجہیز و تکفین پر بنو ہاشم کو متعین کیا اور خود حضرت عمرؓ اور جلیل القدر صحابہ کے ساتھ سقیفہ پہنچ کر فتنہ و فساد کے اس دروازے کو بند کر دیا۔ جس کے کھلنے کے بعد عرب سے دینِ اسلام کمسنی ہی میں اجلا وطن ہو جاتا اور پھر اس کا نام لینے والا

Marfat.com

دنیا کے صفحہ پر نہ ملتا۔ الا ماشاء اللہ!

تجہیز و تکفین کے متعلق غلط فہمی:

حضرت ابوبکرؓ ان اہم امور سے جن کو دین کے ساتھ گہرا تعلق تھا۔ فراغت پاکر تجہیز و تکفین میں آکر شریک ہوئے اور منگل کے دن دوپہر کے بعد دفن کیا۔ جیسا کہ معتبر کتب تواریخ و سیر میں بالفاظ (دفن من الغد نصف النہار من یوم الثلثاء) ''اور دفن کیے گئے اگلے دن دوپہر کے وقت بروز منگل'' مرقوم ہیں اور یہی زیادہ صحیح روایت ہے بعض کہتے ہیں کہ آپ تین دن تک بے گور و کفن رہے۔ دفن نہیں کیے گئے اس طرح پر کہ آپ کا انتقال بروز پیر بوقتِ شب ہوا اور بدھ کی رات کو آدھی رات کے وقت دفن کیے گئے۔ میرے نزدیک اس روایت کی رو سے بھی تین دن نہیں ہوتے کیوں کہ پیر کا دن گزر کر رات کے وقت انتقال ہوا جو کہ منگل کی رات تھی، پھر منگل کو دن کے وقت آپ دفن کیے گئے بلکہ رات کے وقت (جو کہ بدھ کی رات تھی) مدفون ہوئے۔ اس حساب سے تقریباً دن اور رات کے بعد آپ دفن کیے گئے۔ لوگوں نے نافہمی سے ادھر منگل کی رات کے ساتھ دن کو بھی شمار کرلیا، جس دن درحقیقت آپ موجود تھے۔ لیکن علیل و حالتِ نزع میں تھے اور ادھر بدھ کی رات کے ساتھ دن کو بھی شامل کرلیا۔ جس کی رات ہی کو تجہیز و تکفین و تدفین سے فراغت ہوگئی تھی۔ منشاء اس غلطی کا شاید لیلۃ الاربعاء ہے، جس کے معنی بدھ کی رات کے ہیں۔ اہل عرب ہر رات کو اگلے دن میں شمار کرتے ہیں۔ مثلاً لیلۃ الاربعاء اس رات کو کہیں گے جس کے آگے بدھ کا دن آئے گا اور عجمی ہر

Marfat.com

رات کو موجود دن کا تابع جانتے ہیں مثلاً لیلۃ الاربعاء (بدھ کی رات) اس رات کو کہیں گے جو بدھ کے دن کے بعد آئے۔ جو عرب کے نزدیک درحقیقت لیلۃ الخمیس (جمعرات کی رات) ہے۔

قائم مقام کی ضرورت:

بعضوں کا خیال ہے کہ بیعت ابوبکرؓ کے بعد تجہیز و تکفین کا کام شروع ہوا تھا۔ اگر یہ روایت بجائے خود صحیح مان لی جائے تو بھی رسمایہ طریقہ نہایت درست معلوم ہوتا ہے۔ قاعدہ ہے کہ جب کسی جلیل القدر شخص کا انتقال ہو جاتا ہے۔ تو جب تک اس کا کوئی جانشین یا گھر کا پیشوا نہیں بن جاتا اس وقت تک کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ اس جلیل القدر شخص کے مرنے سے گھر یا خاندان یا ملک و حکومت و شہر بے سردار کے رہ جاتا ہے اور سب کے سب ایک مساوی درجہ میں ہو جاتے ہیں۔ نیز حیرت و سکتہ کی حالت ان پر طاری ہو جاتی ہے۔ لہٰذا دفن کفن سے پہلے ایک ذمہ دار قائم مقام کی ضرورت پوری کرنا مقتضائے فطرت ہے۔ پھر جیسے ہی کوئی شخص قائم مقام ہو گیا یا اس نے اس گھر یا خاندان یا ملک و حکومت یا شہر کا کام سنبھال لیا تو فوراً اس کے حکم سے کل کام ہونے لگیں گے۔

حضرت ابوبکرؓ کے راست اقدام:

اگر حضرت ابوبکرؓ ایسے ہنگامہ میں جس وقت کہ کسی کے ہوش و حواس بجا نہ تھے۔ پیش پیش نہ ہو گئے ہوتے تو حضرت عمرؓ کو ان کے پر جوش کلام سے کون روکتا۔ حضرت عائشہؓ کے سینہ پر سے سر مبارک کو ان اُٹھاتا سقیفہ میں انصارؓ و مہاجرینؓ کے جھگڑے کو کون ختم کرتا،

Marfat.com

مرتدین کا کون قلع قمع کرتا۔ ان واقعات کے دیکھنے والے بخوبی سمجھ لیں گے کہ یہ امور اہم تھے جنھیں حضرت ابوبکرؓ نے بخیر وخوبی انجام دیا۔ علاوہ بریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصیت فرمادی تھی۔ کہ مجھ کو میرے خاندان والے نہلائیں پھر کون سا موقع تھا کہ حضرت ابوبکرؓ وصیت کے خلاف غسل دینے میں مصروف ہو جاتے۔ جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان والے بموجب وصیت تجہیز وتکفین میں مصروف ہو گئے تھے۔ لہٰذا ایسے نازک وقت میں حضرت ابوبکرؓ صدیق کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دولت کدے پر صرف حاضری کی خاطر موجود رہنا مناسب تھا یا ان خطرناک ترین جھگڑوں کا رفع جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے خبر پر رونما ہوئے تھے۔ جنھیں بے کم وکاست بلا رورعایت نہایت صحیح ومستند کتابوں سے منتخب کر کے لکھ دیا گیا جس میں کسی کی طرف داری سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

حلیۂ مبارک:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ تو بہت طویل القامت تھے اور نہ بہت زیادہ پستہ قد۔ سر بڑا ابھری ہوئی داڑھی۔ دونوں بازو اور قد پر گوشت سرخی مائل گندمی رنگ، گول بڑی بڑی سیاہ پر رونق آنکھیں، سر کے بال سیدھے پیشانی چوڑی تھی۔ انسؓ کا بیان ہے کہ آپ کے بالوں پر پیری کے آثار نمایاں نہیں ہوئے تھے لیکن بعض کہتے ہیں کہ آپ کی داڑھی میں سامنے تقریباً بیس پچیس سفید بال تھے جن کو آپ نے کبھی کسی چیز سے نہیں رنگا۔ جابر بن سمرةؓ کہتے ہیں کہ آپ کے سر میں بھی چند سفید بال تھے جو تیل لگانے اور کنگھی کرنے سے چھپ

Marfat.com

جاتے تھے۔ سر کے بال کبھی کاندھوں تک اور کبھی کانوں تک بڑھے رہتے تھے۔ سر میں تیل بکثرڈالتے اور آنکھوں میں سرمہ لگاتے تھے، شجاع، خلیق، شیریں کلام، فصیح، خندہ رو، جمیع محاسن ظاہر و باطن سے مزین تھے تبسم کے سوا کبھی کھلکھلا کر آپ نہیں ہنسے۔

حضرت خدیجہؓ

ابن ہشام نے لکھا ہے کہ تیرہ عورتیں آپ کی زوجیت میں آئیں۔ جن میں سے انتقال کے وقت نو موجود تھیں سب سے پہلے ام المؤمنین حضرت خدیجہ آپ کے عقد میں آئیں۔ یہ خویلد بن اسد کی لڑکی تھیں ان کی پہلی شادی عتیق بن عابد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم سے ہوئی تھی۔ عتیق کے مرنے کے بعد ابو ہالہ بن زرارہ بن نباش بن عدی سے عقد ثانی ہوا۔ پھر جب ان کا بھی انتقال ہو گیا۔ تو اس کے بعد ان کا تیسرا عقد ان کے باپ خویلد یا بعض روایتوں کے بموجب ان کے بھائی عمرو بن خویلد نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیس اونٹ مہر ادا کیا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے آپ کے چار لڑکے قاسم، طیب، طاہر اور عبداللہ پیدا ہوئے اور چار لڑکیاں زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ پیدا ہوئیں۔ ان اولاد ذکور کا عالم طفلی میں انتقال ہو گیا لیکن چاروں لڑکیاں جوان ہو کر بیاہی گئیں اور صاحب اولاد ہوئیں۔

حضرت عائشہ بنتِ حضرت ابو بکرؓ:

حضرت خدیجہ کی حیات میں آپ نے دوسرا نکاح نہیں کیا۔ جب ان کا ہجرت سے تین برس پہلے انتقال ہو گیا۔ تب آپ نے سودہ بنت

Marfat.com

زمعہ یا عائشہ صدیقہؓ سے عقد کیا۔ عقد کے وقت حضرت عائشہ کی عمر سات برس کی تھی۔ مکہ میں آپ کے والد بزرگوار حضرت ابوبکرؓ نے آپ کے ساتھ عقد کیا اور مدینہ میں پہنچ کر جب کہ ان کا سن نو یا دس برس کا تھا۔ زفاف کیا اور جب اُٹھارہ برس کی تھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا۔ ان کا مہر چار سو درہم مقرر ہوا تھا جس کو آپ نے ادا کر دیا۔ ان کے سوا اور کوئی امہات المومنین میں سے باکرہ نہ تھیں انھوں نے ۵۸ھ میں وفات پائی۔ یہ آپ کی محبوب ترین ازواج میں سے ہیں۔

حضرت سودہؓ بنت زمعہ:

سودہؓ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس کی پہلی شادی سکران بن عمرو بن عبد شمس سے ہوئی تھی۔ جب یہ ہجرت کر کے حبشہ چلا گیا اور وہاں نصرانی ہو کر مر گیا تب ان کے باپ زمعہ نے چار سو درہم مہر پر ان کا عقد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کر دیا۔ آپ نے مہر ادا کر دیا۔

حضرت حفصہؓ بنت حضرت عمرؓ حضرت ام سلمہؓ بنت ابی امیہ:

پھر آپ نے حضرت حفصہؓ بنت حضرت عمرؓ الخطاب سے عقد کیا۔ یہ پہلے حنیس بن صدافہ کے عقد میں تھیں۔ جب ان کا انتقال ہو گیا تو آپ کے عقد میں آئیں۔ ان کا بھی مہر چار سو درہم تھا جو ادا کر دیا۔ پھر ام سلمہؓ بنت ابی امیہ بن المغیرہ سے نکاح کیا۔ ان کا نام ہند تھا یہ آپ سے پہلے سلمہ بن ابی سلمہ بن عبد الاسد کے عقد میں تھیں۔ یہ بدری صحابی ہیں جنگ احد میں زخمی ہوئے اور اسی زخم میں ان کا انتقال ہوا۔

Marfat.com

حضرت زینبؓ بنت خزیمہ:

پھر حضرت زینبؓ بنت خزیمہ سے چار سو درہم مہر پر عقد کیا۔ اس سے پہلے وہ عبیدۃ بن الحرث بن المطلب بن عبد مناف کے اور عبیدۃ سے پیشتر مبہم بن عمرو بن الحرث کی زوجیت میں تھیں۔ یہ طبعاً رحیم اور غریب ترس زیادہ تھیں اسی وجہ سے ان کو ام المساکین بھی کہا کرتے ہیں۔

حضرت جویریہؓ بنت الحرث:

پھر عام المریسیع میں جویریہؓ بنت ابی ضرار خزاعی (بنوالمصطلق) سے عقد کیا۔ یہ بنوالمصطلق کے قیدیوں میں سے تھیں۔ تقسیم کے وقت ثابت بن قیس بن شماس کے حصہ میں آئیں۔ انھوں نے اپنے کو مکاتبہ ذاتی مال دے کر (آزادی حاصل کرنا) کرلیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور یہ ارشاد کیا کہ کیا میں تجھ کو اس سے بہتر کوئی بات بتلاؤں۔ جویریہؓ نے عرض کیا کہ وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا میں تمھاری واجب الادا رقم ادا کیے دیتا ہوں۔ تم مجھ سے عقد کرلو، جویریہؓ نے اس کو منظور کرلیا آپ نے اسی وقت وہ رقم ادا کر کے ان کو اپنی زوجیت میں لے لیا۔ یہ پہلے سافع بن صفوان مصطلقی کے نکاح میں تھیں۔

حضرت امّ حبیبہؓ بنت ابی سفیان:

پھر ام حبیبہؓ بنت ابی سفیان بن حرث سے عقد کیا۔ ان کا نام رابلہ تھا ان کا عقد خالد بن سعید بن العاصی نے کیا۔ جس زمانہ میں یہ دونوں حبشہ تھے نجاشی نے آپ کی طرف سے ان کا مہر چار سو دینار ادا

Marfat.com

کیا۔ یہ پہلے عبداللہ بن جحش اسد کی زوجیت میں تھیں ان کا انتقال زمانہ خلافت معاویہ میں ہوا۔

حضرت زینبؓ بنت جحش:

پھر زینب بنت جحش آپ کی زوجیت میں داخل ہوئیں۔ پہلے یہ زید بن حارثؓ آپ کے آزاد کردہ غلام کے عقد میں تھیں۔ ان کا مہر بھی آپ نے چار سو درہم ادا فرمایا۔ انھیں کے قصہ میں (فلما قضی زید منها وطراً زوجناکها) نازل ہوئی ہے ان کا انتقال زمانہ خلافتِ حضرت عمرؓ بن الخطاب میں ہوا۔

حضرت صفیہ بنت حی ابن اخطب:

پھر عام خیبر میں صفیہ بنت حی ابن اخطب سے نکاح کیا۔ یہ پہلے سلام بن مشکم کی زوجہ تھیں۔ پھر کنانہ بن الربیع ان کے شوہر ہوئے۔ جنگ خیبر میں یہ گرفتار ہو کر آئی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے لیے ان کو منتخب فرمایا اور بعد نکاح ولیمہ کیا جس میں گوشت وغیرہ نہ تھا۔

حضرت میمونہؓ بنت الحرث:

پھر میمونہ بنت الحرث سے نکاح ہوا حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب نے آپ کی طرف سے انکا چار سو درہم مہر ادا کیا۔ یہ اس سے پہلے ابی رہم بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس کی زوجہ تھیں۔ یہ حضرت عباسؓ و خالدؓ بن ولید کی خالہ تھیں۔

حضرت اسماءؓ بنت نعمان اور حضرت عمرةؓ بنت یزید کلابیہ:

• پس یہ گیارہ امہات المؤمنین ہیں۔ جن سے آپ نے مقارنت

Marfat.com

(تعلق یا قربت) کی۔ ان میں سے دو آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں انتقال فرما گئیں (یعنی خدیجہؓ و زینبؓ بنت خزیمہ)۔ باقی نو امہات المؤمنین کو چھوڑ کر آپ ﷺ نے انتقال فرمایا دو بیویاں ایسی تھیں جن سے نوبت مقارنت نہیں آئی۔ ایک سلمہ بنت نعمان کندیہ ان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا۔ لیکن سفید داغ ہونے کی وجہ سے آپ نے ان کو ان کے خاندان کی طرف لوٹا دیا۔ دوسری عمرۃ بنت یزید بن کلابیہ ان کو تھوڑا زمانہ ہوا تھا۔ کہ یہ مسلمان ہوئیں تھیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے تو انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے طلاق کی خواہش ظاہر کی آپ ﷺ نے ان کو ان کے خاندان کی طرف لوٹا دیا۔

ان امہات المؤمنین میں سے چھ خدیجہؓ بنت خویلد بن اسد عائشہؓ بنت ابی بکرؓ بن ابی قحافہ وحفصہؓ بنت عمر بن الخطاب بن نفیل وام حبیبہؓ بنت ابی سفیان بن حرث وام سلمہؓ بنت ابی امیہ بن المغیرہ سودہؓ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدو بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی قرشیات اور باقی عربیات سوائے صفیہؓ بنت حی ابن اخطب کے تھیں۔ واللہ اعلم!

موالی:

آنحضرت ﷺ کے موالی (آزاد غلام) بھی تھے منجملہ ان کے زید بن حارثؓ اور ان کے لڑکے اسامہ بن زیدؓ اور ثوبان (ان کی کنیت ابو عبداللہ تھی) سرات کے رہنے والے تھے۔ آپ ﷺ کے انتقال کے بعد یہ حمص چلے گئے اور وہیں ۵۷ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

Marfat.com

شقران (یہ حبشہ کے رہنے والے تھے نام ان کا صالح تھا) ابورافع ابراہیم (یہ عباس ابن عبدالمطلب کے مملوک تھے۔ انھوں نے ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہبہ کردیا اور آپ نے آزاد کیا) اور سلمان فارسی (ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی یہ اصفہان کے رہنے والے تھے۔ بنوکلب میں سے ایک شخص ان کو کسی لڑائی سے گرفتار کرلایا اور ایک یہودی کے ہاتھ میں وادی ام القریٰ میں فروخت کرڈالا۔ یہودی مالک نے ان کو مکاتیب (وہ غلام جو مالک کی اجازت سے اپنی قیمت آپ محنت مزدوری کرکے مالک کو ادا کرکے آزاد ہوجائے) بنایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی مدد کی تا آنکہ آزاد ہوگئے سفینہ (یہ ام سلمہؓ کے غلام تھے ان کو جنابہ موصوفہ نے اس شرط سے آزاد کیا تھا کہ ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کیا کریں) اور ابوکبشہ سلیم (ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خرید فرما کر آزاد کردیا تھا۔ یہ کل لڑائیوں میں شریک ہوئے اور ۱۳ھ یوم خلافت حضرت عمر ابن الخطاب میں ان کا انتقال ہوا) اور ردیفع ابومہینہ (یہ بھی آپ کے زرخرید اور آزاد کیے ہوئے تھے) اور رباح وسود اور فضالہ اور مدعم (یہ وادی القریٰ میں شہید ہوئے تھے) اور ابوضمیرہ اور یسار رضی اللہ عنہم تھے۔

کاتبین:

علماء سیر وتواریخ نے لکھا ہے کہ حضرت عثمانؓ ابن عفان وحضرت علیؓ ابن ابی طالب گاہے گاہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لکھنے والوں میں سے تھے۔ ان کے علاوہ خالدؓ بن سعید واہان بن سعید وعلاء بن الحضرمی بھی لکھا کرتے تھے۔ اول جس کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شرف حاصل

Marfat.com

ہو اوہ ابی بن کعب ہیں انھیں کاتبین میں زید بن ثابت، معاویہ بن ابو سفیان اور حنظلہ اسید شمار کیے جاتے ہیں کسی زمانے میں عبد اللہ بن سعد ابی سرح بھی لکھا کرتے تھے۔ لیکن کچھ دن بعد مرتد ہو گئے پھر یوم فتح مکہ، اسلام کی طرف رجوع کیا۔

سقیفہ بن ساعدہ کا واقعہ:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال سے آپ کے جانثار صحابہ رضی اللہ عنہم پر جو کیفیت طاری ہوئی وہ قدرتی تھی اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ بعضوں کو یہ خیال پیدا ہو گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہی نہیں ہوا ان کا یہ کہنا فرطِ محبت کے سبب سے تھا نہ کہ نافہمی سے۔ اسی اثناء میں انصار، سقیفہ بنی ساعدہ میں سعد بن عبادہؓ کے ہاتھ پر بعیت کرنے کے لیے جمع ہو گئے۔ ان کا دعویٰ تھا کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد استحقاق انصارؓ کو حاصل ہے۔ کیوں کہ انھوں نے دین کی مدد کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے یہاں ٹھہرایا ان کے ساتھ ہو کر اعداء دین سے لڑے'' لیکن وہ مہاجرین جو سقیفہ بنی ساعدہ اسی وقت پہنچ گئے تھے، انھوں نے اس کی مخالفت کی۔ چناں چہ فریقین میں بحث و تکرار ہونے لگی۔ رفتہ رفتہ اس امر کی اطلاع حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کو ہوئی۔ یہ دونوں بزرگ مع ابو عبیدہ بن الجراحؓ سقیفہ روانہ ہوئے۔ اثناءِ راہ حضرت عاصم بن عدیؓ و حضرت عویم بن سامدہؓ سے ملاقات ہو گئی۔ عاصم و عویمؓ نے ان کو روکنے کا قصد کیا۔ لیکن وہ لوگ ان کے روکنے سے نہ رکے۔ جس قدر جلد ممکن ہو سکا، سقیفہ میں جہاں پر انصار جمع تھے جا پہنچے اور باہم مباحثہ ہونے لگا۔

مسئلہ خلافت پر بحث و تمحیص:

ابو بکرؓ سابقین اولین میں ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مکہ میں رہے کفار کے ہاتھوں سے ایذائیں اُٹھائیں۔ پھر انھیں کے ہمراہ ہجرت کی۔ تم لوگ اس بارے میں ہم لوگوں سے بحث نہ کرو۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تم کو حق و نصرت نیز سابق الاسلام

Marfat.com

ہونے کا شرف حاصل ہے۔ بایں لحاظ ہم لوگ امراء ہیں اور تم وزرا ہو۔

(بیان) حباب بن المنذر بن الجموع:

مناسب یہ ہے کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے یہ کہہ کر انصار کی طرف مخاطب ہو کر کہا ''اے گروہ انصارؓ اگر مہاجرینؓ اس سے انکار کریں تو ان کو تم اپنی تلواروں سے اپنے شہر سے نکل باہر کرو، دین کی اشاعت ہمارے ذریعہ سے ہوئی ہے، ہم لوگ خلافت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مستحق ہیں۔ لیکن بخیال رفع نزاع ہم کہتے ہیں کہ ان میں سے ایک امیر ہو اور ایک ہم میں ہے۔

(بیان) عمر بن الخطاب:

تم کو خوب یاد ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو تمھارے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کی ہے اور اگر تم کو استحقاق امارت ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم کو وصیت کرتے۔

عمرؓ بن الخطاب اس قدر کہنے پائے تھے کہ حبابؓ بن المنذر اُٹھ کر بحث کرنے لگے اور دونوں آدمیوں میں زور زور سے باتیں ہونے لگیں۔ حضرت عبیدہ ان دونوں بزرگوں کو روک رہے تھے اور یہ کہتے جاتے تھے اے گروہ انصارؓ اللہ سے ڈرو تم لوگ وہ ہو جنھوں نے سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کی۔ پس اب تم سب سے پہلے ان لوگوں میں سے نہ بنو۔ جنھوں نے اپنے طبائع کو متبدل و متغیر کر دیا ہو۔

بشیرؓ: بن سعد بن النعمان بن کعب بن الخزرج بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبیلہ قریش سے تھے ان کی قوم امارت وخلافت کی زیادہ مستحق ہے اور ہم لوگ اگرچہ انصارؓ دین اور سابق الاسلام ہیں۔ لیکن اس اسلام سے ہمارا مقصود اللہ تعالیٰ کا راضی رکھنا تھا اور اس کی اطاعت مدنظر تھی۔ اس کا معاوضہ ہم دنیا میں نہیں چاہتے اور نہ اس بابت ہم مہاجرین سے جھگڑا کرنا چاہتے ہیں۔

Marfat.com

حباب: اے بشیر تو نے واللہ بڑی بزدلی ظاہر کی تو نے، سارا کارخانہ ہی درہم برہم کر دیا۔

بشیر: نہیں، نہیں میں نے بزدلی سے اپنا خیال ظاہر نہیں کیا۔ بلکہ مجھے یہ بات ناگوار معلوم ہوئی کہ میں امارت وخلافت کے لیے ایسی قوم سے نزاع کروں جو اس کی مستحق ہے کیا تو نے نہیں سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (الایمۃ من قریش) ''کل امام قریش سے ہوں گے''۔

اس کلام کے تمام ہوتے ہی دو چار انصار ومہاجرین نے اس حدیث کی تصدیق کر دی، جس سے حباب بن المنذر کا خیال بدل گیا اور دفعتہ وہ شور وغل جو اس مجمع میں امارت کے سلسلے میں برپا تھا۔ بالکلیہ رفع ہو گیا سب کے سب ایک خاموشی کی حالت میں ہو گئے۔ حضرت ابوبکر نے حضرت عمر وابوعبیدہ کی طرف بیعت کا اشارہ کیا۔ حضرت عمر نے کہا کہ میں ہرگز بیعت نہ لوں گا جب تک ابوبکر موجود ہیں۔ حضرت ابوعبیدہ نے اس رائے سے اتفاق کیا۔

بیعتِ خلافت: تب بشیر بن سعد نے اُٹھ کر سب سے پہلے حضرت ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت کی۔ پھر حضرت عمر وابوعبیدہ نے پھر اوس نے، کیوں کہ یہ خزرج کی امارت سے کبیدہ خاطر تھے۔ انھیں لوگوں میں اسید بن حضیر بھی تھے۔ ان کے بعد بیعت کرنے والے چاروں طرف سے حضرت ابوبکر کی بیعت پر امنڈے چلے آتے تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے ایسی کثرت ہو گئی کہ تل رکھنے کی جگہ نہ ملتی تھی۔ سعد بن عبادہ ایک گوشہ میں بیٹھے ہوئے تھے کسی نے ان کے ہمراہیوں میں سے کہا دیکھو کہیں سعد اس کشمکش میں دب کر نہ مر جائے۔ حضرت عمر نے جواب دیا کہ اس کو اللہ تعالیٰ ہی نے مارا ہے۔ سعد یہ سن کر اُٹھ کر ان سے دست بگریباں ہو گئے۔ عمر کو بھی غصہ آ گیا لیکن حضرت ابوبکر کے روکنے سے رک گئے۔ جب سب لوگ بیعت کر چکے تو سعد سے بیعت کرنے کے لیے کہا گیا سعد نے بیعت سے انکار کیا۔ حضرت بشیر نے کہا یہ تن تنہا آدمی ہیں، ان سے درگزر کرو، ان کو ان کی حالت پر رہنے دو۔ پس حضرت سعد بن عبادہ اس واقعہ کے بعد نہ تو ان کے ساتھ نماز میں شریک

Marfat.com

ہوتے تھے اور نہ ان سے ملتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت ابو بکرؓ کا انتقال ہو گیا۔ علامہ طبری نے لکھا ہے کہ حضرت سعدؓ نے بھی تھوڑی دیر کے بعد اسی دن حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی اور بعضوں نے کہا کہ اس واقعہ کے بعد حضرت سعدؓ بن عبادہ شام کی طرف چلے گئے اور وہیں مقیم رہے یہاں تک کہ انتقال ہو گیا مشہور ہے کہ ان کو جن نے مارا ہے اس روایت کی تائید میں یہ بیتیں پڑھی جاتی ہیں:

نحن قتلنا سید الخزرج سعد بن عبادہ

فرمیناہ بسہمین فلم نخط فوادہ

''یعنی ہم نے سعد بن عبادہؓ سردارِ خزرج کو قتل کر دیا۔ ہم نے ان کے دو تیر مارے اور ان کے دل سے خطا نہیں کی''۔

(مترجم)

حضرت علیؓ اور حضرت ابو سفیانؓ:

یہ بیعت باجماع انصار و مہاجرین (رضی اللہ عنہم) ہوئی۔ اگر چہ ابتداً انصارؓ میں سے سعد بن عبادہؓ اور مہاجرین میں سے حضرت علیؓ و بنو ہاشم و زبیرؓ و طلحہؓ بیعت میں پیچھے رہے۔ لیکن واقعات و حالات قبل و بعد بیعت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان بزرگوں کا ابتداً بیعت سے تخلف (پیچھے رہنا) کرنا تقاضائے بشریت سے تھا نہ کہ کسی اور خیال و وجہ سے۔ جیسا کہ اس روایت سے ثابت ہوتا ہے۔ حضرت ابو بکرؓ کی بیعت کے بعد ایک روز حضرت ابو سفیانؓ مدینہ میں حضرت علیؓ کے پاس یہ کہتے ہوئے آئے کہ ''مدینہ میں میں ایک عجیب شورش دیکھتا ہوں، جس کو سوائے کشت و خون کے اور کوئی چیز نہیں فرو کر سکتی اے آلِ عبد مناف ابو بکرؓ تمھارے ہوتے ہوئے سرداری کا کیسے مستحق ہو سکتا ہے، کہاں ہیں وہ دونوں ضعیف و ذلیل۔

Marfat.com

حضرت علیؓ و عباسؓ، یہ عجیب بات ہے کہ حکومت و سلطنت قریش کے نہایت چھوٹے اور حقیر قبیلہ میں چلی جائے'' یہ کہہ کر علیؓ سے مخاطب ہو کر کہا (ابسط یدک ابایعک فو اللہ لئن شئت لاملأنھا علیہ خیلا و رجلا) ''ہاتھ بڑھاؤ میں تمھارے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں۔ بخدا اگر تم کہو میں ابوبکرؓ پر یہ میدان تنگ کردوں اور پلک جھپکنے میں اسے سواروں اور پیادوں سے بھر دوں''۔ علیؓ نے یہ سن کر اس کا جواب نہایت سختی سے دیا اور کہا واللہ تمھاری اس بات میں سوائے فتنہ و فساد کے اور کوئی بات نہیں ہو سکتی۔ بخدا تم نے اسلام میں آتشِ فتنہ روشن کرنے کی کوشش کی ہے۔ جاؤ مجھے تمھاری نصیحت کی ضرورت نہیں۔

حضرت علیؓ کی بیعت:

ابوسفیان اس جواب سے اپنے کہے پر پشیمان ہو کر اُٹھ گئے اور حضرت علیؓ سیدھے حضرت ابوبکرؓ کے پاس گئے۔ اتفاق سے اس وقت حضرت ابوبکرؓ کے پاس حضرت عمرؓ بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا: کہ میں آپ سے کچھ گفتگو کرنے آیا ہوں اور تخلیہ چاہتا ہوں''۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ کو ہٹا دیا۔ تب حضرت علیؓ نے فرمایا: ''آپ نے سقیفہ میں میری عدم موجودگی میں بیعت کیوں لی؟ آپ نے مجھ سے مشورہ تک نہ لیا۔ آپ مجھ کو بلوا لیتے''۔ حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا: ''کہ میں سقیفہ میں بیعت لینے کی غرض سے نہیں گیا تھا، بلکہ انصار و مہاجرین کا نزاع رفع کرنے گیا تھا۔ انصارؓ کہتے تھے کہ ہم میں سے امیر ہو اور مہاجرین کہتے تھے کہ ہم میں سے ہو، دونوں اس بات پر لڑنے پر تیار ہو رہے تھے۔ میں نے خود اپنی بیعت کی درخواست نہیں کی بلکہ حاضرین نے بالاتفاق خود میرے ہاتھ پر بیعت کی باقی رہا یہ امر کہ میں

Marfat.com

نے تم کو بلوایا نہیں اور میں نے مشورہ نہیں لیا۔ اس کا انصاف تم خود کر سکتے ہو کہ تم جب تجہیز و تکفین میں مصروف تھے تو میں تم کو کیسے محض اس کام کے لیے وہاں سے بلواتا اور اس سلسلے میں مشورہ کرتا۔ اگر میں ان لوگوں کے کہنے سے بیعت نہ لیتا تو بہت جلد اس قدر فتنہ و فساد برپا ہو جاتا کہ جس کا فرو کرنا امکان سے باہر تھا''۔ حضرت علیؓ یہ جواب سن کر تھوڑی دیر تک کچھ سوچتے رہے۔ اس کے بعد ہاتھ بڑھا کر حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ علامہ طبری نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے چالیس روز بعد حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی یہی صحیح ہے۔

خطبہ خلافت:

حضرت ابوبکرؓ بیعت سقیفہ کے دوسرے دن مسجد میں آئے اور ممبر پر بیٹھ کر لوگوں سے بیعت عامہ لی۔ اس کے بعد کھڑے ہو کر حمد و نعت کے بعد حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا:

((ایھا الناس قد ولیت علیکم و سلت بخیر کم فان احسنت فاعینونی و ان اساءت فقومونی الصدق امانۃ و الکذب خیانۃ والضعیف فیکم قوی عندی حتی اخذلہ حقہ و القوی ضعیف عندی حتی اخذمنہ الحق ان شاءاللہ تعالیٰ۔ لا یدع منکم الجھاد فانہ لا یدعہ قوم لا ضربھم اللہ با لذل اطیعونی ما اطعت اللہ ورسولہ فاذا عصیت اللہ ورسولہ فلا طاعۃ لی علیکم قوموا الی صلوٰاتکم رحمکم اللہ))

''یعنی لوگو! میں تمہارا حاکم بنادیا گیا ہوں حالانکہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں۔ اگر میں ٹھیک رہوں تو میری مدد کرو اور اگر بری راہ اختیار کر لوں تو مجھے سیدھا کر دو۔ سچ امانت ہے اور جھوٹ خیانت

Marfat.com

ہے۔ اور تم میں جو کمزور ہے، وہ میرے نزدیک قوی ہے۔ جب تک میں اس کا حق اسے نہ دلوادوں اور قوی میرے نزدیک کمزور ہے جب تک میں اس سے حق واپس نہ لے لوں کوئی شخص جہاد ترک نہ کرے کیوں کہ اللہ جہاد چھوڑنے والوں پر ذلت ڈال دیتا ہے۔ تم میری اطاعت کرو جب تک میں اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا رہوں اور جب نافرمانی کرنے لگوں تو میری اطاعت نہ کرو۔ اچھا اب نماز کے لیے کھڑے ہو جاؤ اللہ تم پر رحم فرمائے"۔

من گھڑت اور غلط روایتیں:

اس واقعہ کے دوران لوگوں نے خوب خوب قصے اختراع کیے ہیں کوئی کہتا ہے کہ (عیاذ اًباللہ) حضرت عمرؓ نے حضرت فاطمہؓ بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گھر جلا دیا اس وجہ سے کہ وہاں وہ لوگ جمع ہوتے تھے جنھوں نے بیعت سے تخلف (توقف) کیا تھا اور کوئی کہتا ہے کہ حضرت عمرؓ حضرت علیؓ کی مشکیں باندھ کر بیعت کرنے کو پکڑ لائے تھے اور حضرت فاطمہؓ کے ایک لات ماری تھی جس سے اسقاط حمل ہو گیا (الیٰ غیر ذلک) لیکن میرے نزدیک ان روایات کی اس کے سوائے کوئی اصلیت نہیں ہے کہ محبت کے پردے میں بھی لوگوں نے بزرگان دین کی ہر پہلو سے توہین کی ہے۔ ((واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم)

Marfat.com

حواشی

۱۔ سن ولادت میں اختلاف:

مؤرخین میں اس بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ عام الفیل کس سنہ عیسوی میں واقع ہوا تھا لیکن مابعد کے واقعات کے مطالعہ سے محقق امر یہی قرار پاتا ہے کہ عام الفیل ۵۷۰ء سے مطابق ہے کیوں کہ جمہور مورخین بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ۶۲۲ء میں مکہ سے نزول وحی سے تیرہ برس بعد ہجرت کی تھی اور وحی چالیس برس کی عمر میں نازل ہوئی تھی۔ پس جب ہم ان سنوں کو جمع کریں گے تو ترپن سال قمری برآمد ہوتے ہیں اور جب شمسی سال کی تطبیق کی غرض سے اس مدت میں سے ایک برس منہا کیا جائے گا تو باون برس باقی رہ جائیں گے اور پھر جب ان باون کو چھ سو بائیس میں سے منہا کر دیا جائے تو پانچ سو ستر باقی رہ جاتے ہیں۔ پس اس حساب سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ کی ولادت ۵۷۰ء میں ہوئی تھی اور اسی سنہ میں عام الفیل بھی ہوا تھا کیوں کہ مؤرخین کا اس امر میں اتفاق ہے کہ آپ عام الفیل کے پہلے برس میں پیدا ہوئے تھے واللہ اعلم!

۲۔ بچپن کا زمانہ:

ابتدأ بعد ولادت چند روز تک ثوبیہ نے آنحضرتؐ کو دودھ پلایا جو ابولہب بن عبدالمطلب کی آزاد کی ہوئی لونڈی تھیں۔ آنحضرتؐ کے چچا حمزہؓ کو بھی اسی ثوبیہ نے دودھ پلایا تھا اس سبب سے حمزہؓ مسروق ابن ثوبیہ آنحضرتؐ کے رضائی بھائی تھے۔ عبدالمطلب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام محمدؐ رکھا اور بی بی آمنہ نے احمدؐ کے نام سے موسوم کیا، اس وجہ سے کہ بی بی آمنہ نے خواب میں ایک فرشتہ کو دیکھا تھا۔ جس نے کہا تھا کہ آپ کا نام احمدؐ رکھنا۔ ولادت کے ساتویں روز عبدالمطلب نے قربانی کی اور تمام قبائل قریش کی دعوت کی۔ آٹھویں روز حسب دستور شرفاء عرب دودھ پلانے کی غرض سے آپ کو حلیمہ سعدیہ کے سپرد کر دیا وہ آپ کو اپنے گھر لے گئیں ہر چھٹے مہینے کو لا کر آپ کی والدہ اور دیگر اقربا کو دکھا جاتی تھیں۔ جب آپ

Marfat.com

دو برس کے ہوئے تو آپ کا دودھ چھڑایا گیا۔ لیکن بی بی آمنہ نے بخیال مخالف آب و ہوا آپ کو پھر حلیمہ سعدیہ کے سپرد کر دیا گیا۔ چار برس کی عمر تک آپ ان کے پاس رہے اس اثناء میں حلیمہ سعدیہ ہر چھٹے مہینے آپ کو آپؐ والدہ و اقربا سے ملا جاتی تھیں اس کے بعد بی بی آمنہ نے آپ کو اپنے پاس رکھ لیا۔ جب آپؐ کی عمر چھ برس کی ہوئی تو بی بی آمنہ آپؐ کو لے کر مدینہ منورہ گئیں۔ واپسی کے وقت مقام اہواز میں بی بی آمنہ کا انتقال ہو گیا آنحضرتؐ مکہ میں پہنچ کر اپنے دادا عبدالمطلب کے سایہ عاطفت میں پرورش پانے لگے۔

۳۔ شق صدر کا واقعہ:

علماء سیر اس واقعہ کو شقِ صدر کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اس باب میں بعض معتبر کتابوں میں بھی روایتیں نقل کی جاتی ہیں۔ لیکن وہ ایسی مختلف ہیں کہ جن کی مطابقت کسی قدر مشکل نظر آتی ہے قرآن مجید سے اس کی حقیقت اور اصلیت کا پتہ نہیں ملتا۔ البتہ شرح صدر کا قرآنِ مجید کے پارہ عم سورہ نشراح کی آیت اول الم نشرح لک صدرک (کیا ہم نے تیرے لیے سینہ نہ کھول دیا ہے) سے ثابت ہو سکتا ہے۔ ممکن ہے کہ ایک مدت کے بعد لوگ شرح صدر کو ''شق صدر'' کہنے لگے ہوں۔ لیکن قرآن مجید سے اس کی اصلیت اور حقیقت کی تصدیق نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ واقعہ سراسر غلط ہے کیوں کہ قرآن مجید احکام الٰہی کی کتاب ہے نہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بالکل سوانح عمری ہے' ہشامی نے ایک مقام پر حلیمہ سے واقعِ شق صدر کو اس طرح نقل کیا ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ اپنے رضاعی بھائی اور بہن کے ساتھ گھر کے قریب مویشی چراتے تھے تو وہ دونوں دفعتہ میرے پاس روتے دوڑتے ہوئے آئے اور یہ بیان کیا کہ دو سفید پوش آدمی ہمارے قریشی بھائی کو پکڑ کر لے گئے اور ان کا سینہ چاک کر ڈالا میں اور میرے شوہر اس مقام پر گئے دیکھا کہ آنحضرت کا رنگ مارے خوف کے فق تھا۔ میں نے ان کو اپنے گلے سے لگا لیا۔ ان سے اضطرار کا باعث دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ دو سفید پوش آدمی میرے پاس آئے اور مجھ کو چت لٹا کر میرا دل چیرا اور اس میں سے کوئی چیز نکال لی لیکن مجھے یہ معلوم نہیں کہ وہ کیا چیز تھی؟ مسلم میں حضرت انس بن مالک سے روایت نقل کی ہے۔ کہ ایک روز جب آنحضرت لڑکوں کے ساتھ مکہ میں کھیل رہے تھے کہ حضرت جبرائیلؑ

Marfat.com

ان کے پاس آئے اور ان کا دل چیرا اور ایک قطرہ نکال کر کہا، یہ حصہ شیطان کا تھا اس کے بعد اس کو سونے کے طشت میں آبِ زم زم سے دھویا اور پھر اس کو بجنسہ وہ جہاں رکھا ہوا تھا رکھ دیا۔ لڑکے یہ واقعہ دیکھ کر زہیرہ آنحضرتؐ کی کھلائی کے پاس بھاگ کر آئے اور کہا کہ محمدؐ کو ایک آدمی نے مار ڈالا۔ وہ فوراً آپ کے پاس آئیں تو حضور کا رنگ فق پایا (انس کہتے ہیں کہ) سیون کا نشان جو آپ کے سینہ پر تھا میں نے بچشم خود دیکھا ہے۔ ان دونوں روایتوں میں مطابقت معلوم نہیں ہوتی۔ پہلی روایت اس امر کو ثابت کرتی ہے کہ شقِ صدر مکہ کے باہر حلیمہ کے مکان کے قریب ہوا اور دوسری روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مکہ میں واقعہ ہوا ہے اور پھر ایک سونے کے طشت اور آبِ زم زم کا ذکر ہے اور ایک میں اس کا کچھ تذکرہ نہیں ہے پھر انھیں حضرت انس بن مالک نے ایک دوسری روایت میں شق صدر کا واقعہ شب معراج بیان کیا ہے کہ یہ زمانہ اس زمانے سے جو اس روایت میں ہے بالکل مختلف ہے ممکن ہے حضرت انس کے بعد راوی نے اس روایت میں سے جو انس کی معراج کے متعلق ہے ایک ٹکڑا کاٹ کر علیحدہ بیان کر دیا ہو علاوہ اس کے انس خود بروقت وقوع اس کے واقعہ کے موجود نہ تھے اور نہ انھوں نے ان راویوں کے نام بیان کیے جن کے ذریعہ سے ان کو یہ روایت پہنچی بہر کیف علاوہ ان کے دو بزرگوں کے اور علماء بھی اپنی اپنی کتابوں میں اس واقعہ کو مختلف طریقوں سے لکھا ہے۔

فمن شاء ظهير جع اليها

۴۔ اس خطبہ کی نسبت نقادین فن تاریخ کا یہ خیال ہے کہ یہ خطبہ ابو طالب کا نہیں ہے یہ الحاقی ہے کیوں کہ اولاً عرب جاہلیت کا یہ دستور نہ تھا بلکہ وہ اکثر اور ہمیشہ یوں کہا کرتے تھے کہ ہم ایسے ہیں ہم میں یہ شرافت ہے یہ بزرگی ہے ثانیاً عرب میں سب سے پہلے کلام الحمد سے ابتداء کرنے کا طریقہ آنحضرتؐ نے جاری فرمایا ہے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آنحضرت سے پہلے الحمد یا اللہ کا لفظ موجود نہ تھا۔ بلکہ مقصود یہ ہے کہ یہ طریقہ جاری کیا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ سب سے پہلے خدا کی تعریف کی جائے اور اس کے احسانات کا ذکر کیا جائے ثالثاً عرب جاہلیت میں اس وقت تک عرب میں مہر موجل کا رواج نہیں ہے پھر اس کے کیا معنی کہ اس نے میرے مال سے اس قدر مہر معجل اور اس قدر مہر موجل

Marfat.com

ادا کیا ہے۔

۵۔ حدیث تشریف میں حضرت عائشہ زوجہ مطہرہ آنحضرتؐ سے روایت ہے کہ ابتدا جو آپؐ پر از قسم وحی نازل ہوئی وہ رویا صادقہ تھے، جو مثل سفیدی صبح نمایاں ہوتے تھے ایک روز آپؐ غار حرا میں مصروف عبادت تھے کہ اس اثناء میں حضرت جرائیلؑ آئے اور کہا ''یا محمد انت رسول اللہ'' (اے محمدؐ تم خدا کے پیغمبر ہو) آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ میں اس آواز سے کسی قدر خائف ہو کر مکہ میں واپس آیا دوسرے روز جب پھر آپ تشریف لے گئے تو جرائیلؑ امین دوبارہ آئے اور وہی کلمہ ارشاد فرمایا آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ مجھ پر اس کلمہ سے ایسا خوف غالب ہوا اور جی میں آیا کہ میں اپنے کو پہاڑ سے نیچے گرادوں چناں چہ میں نے اس امر کی کوشش کی۔ لیکن حضرت جرائیلؑ نے آکر کہا (یا محمدؐ انا جبرئیل وانت رسول اللہ) یعنی ''اے محمدؐ میں جرائیلؑ ہوں اور تم خدا کے پیغمبر ہو'' پھر جرائیل نے کہا اقراء (پڑھ) آپؐ نے فرمایا: اقراء (کیا میں پڑھوں) حضرت جرائیلؑ نے یہ سن کر آپؐ کو تین بار سینے سے دبایا۔ یہاں تک کہ آپؐ کی قوت جاتی رہی۔ پھر جرائیلؑ نے (اقرا باسم ربک) الخ پڑھا اور آپکو پڑھایا اس کے بعد جب آپ مکہ میں واپس آئے تو پسینہ میں شرابور تھے چہرہ زرد تھا۔ حضرت خدیجہؓ سے آپؐ نے فرمایا (زملونی زملونی فانی خشیت) ''یعنی مجھ کو کچھ اڑھا دو بے شک میں ڈر گیا ہوں'' تھوڑی دیر کے بعد حضرت خدیجہؓ سے فرمایا کہ مجھ کو اپنی خیر نہیں معلوم ہوتی آج مجھ پر یہ واقعات گزرے ہیں حضرت خدیجہ نے تسکین دلائی اور آپکو اپنے ہمراہ ورقہ بن نوفل اپنے چچازاد بھائی کے پاس لے گئیں جو کتب آسمانی سے بخوبی واقف اور علماء نصاریٰ میں ایک سربرآوردہ شخص تھے۔ ورقہ بن نوفل نے ان واقعات کو آنحضرت کی زبان مبارک سے سن کر کہا یہ وہی ناموس ہے جو موسیٰ بن عمران کے پاس آتا تھا اگر میں اس وقت تک زندہ رہتا جب کہ تمھاری قوم تم کو یہاں سے نکالے گی تو میں تمھاری خاطر خواہ مدد کرتا۔ تم خائف نہ ہو تم کو خدا نے اپنی رسالت کے لیے برگزیدہ کیا آنحضرتؐ کو ان کلمات سے تعجب سا ہوا۔ آپ نے استفسار فرمایا، کیا مجھ کو میری قوم یہاں سے نکالے گی؟ ورقہ نے کہا بے شک آج تک تو ایسا ہی ہوا ہے کوئی آنے والا ایسا نہیں آیا جس کے ساتھ اس

Marfat.com

کی قوم نے دشمنی نہ کی۔ ہکذا فی کتب السیر والتواریخ۔

۶۔ علماءِ تاریخ نے اس امر پر اتفاق کر لیا ہے کہ بعد اقراء تعلیم وتوحید برأت۔ اوثان شرعی احکام سے جس کو اللہ تعالیٰ نے آپ پر فرض کیا تھا، وہ نماز تھی۔ پس جب وہ بعد نزول وحی آپؐ پر نماز فرض کی گئی تو حضرت جبرائیلؑ آپ کی خدمت میں آئے اور اس وقت آپؐ اعلیٰ مکہ میں تھے ان کو وہ وادی کی طرف لائے اور ٹھوکر زمین پر ماری جس سے اک چشمہ پیدا ہو گیا حضرت جبرائیلؑ نے اس سے وضو کیا اور آپؐ دیکھتے رہے بعد ازاں آنحضرتؐ نے بھی اسی طرح وضو فرمایا جس طرح سے حضرت جبرائیلؑ نے کیا تھا پھر حضرت جبرائیلؑ نے اُٹھ کر نماز پڑھی اور آپؐ نے ان کے ساتھ انہی کی پیروی میں نماز پڑھی نماز وضو کی تعلیم سے فارغ ہو کر آپؐ مکہ میں تشریف لائے اور حضرت خدیجہ کو وضو اور نماز کی تعلیم فرمائی واقدی کا بیان ہے کہ باتفاق علماء وسیر وتواریخ حضرت خدیجہؓ اول اہل قبیلہ ہیں جس نے آنحضرتؐ کے دعوتِ اسلام قبول کی اور آپ کے ہمراہ نماز پڑھی اور عہد کے معنی جس میں روح وجسم دونوں ہوں جسم بے روح، یا روح بے جسم کو عہد نہیں کہتے ہیں۔

۷۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ اس موقع پر ابولہب بھی موجود تھا اس نے یہ اعلان سن کر (یتالک اما جعلنا الاھذا) یعنی ''تجھ پر تف ہو کیا ہم کو اسی لیے جمع کیا تھا'' ابولہب کے اُٹھتے ہیں سورہ تبت یدا ابی لھب نازل ہوئی)

۸۔ اس جلسہ میں تقریباً چالیس آدمی تھی جس میں آنحضرتؐ کے خاص اعزا واقربا بھی تھے۔

۹۔ حضرت عمر بن الخطاب انتالیس مردوں اور تیئس عورتوں کے حبشہ ہجرت کرنے کے بعد اسلام لائے مسلمان اس وقت نہایت کمزور تھے۔ کعبہ میں نماز نہ پڑھتے تھے۔ مشرکین مکہ بے حد ایذاء وتکلیف دیتے تھے۔ جب آپ اسلام لائے تو آنحضرتؐ سے کعبہ میں نماز پڑھنے کی درخواست کی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ''ابھی مشرکین کا زور ہے اور مسلمان کم ہیں اور کمزور ہیں'' عمرؓ بن الخطاب نے عرض کیا کہ ہمارا دین (اسلام) سچا ہے یا ان کا؟ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ''ہمارا مذہب سچا ہے'' پھر حضرت عمرؓ بن الخطاب نے دریافت کیا کہ'' خدا ہماری مدد کرے گا یا ان کی؟'' آنحضرتؐ نے جواب دیا کہ ''خدا ہماری مدد کرے گا''

Marfat.com

تب حضرت عمرؓ بن الخطاب نے عرض کیا کہ ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ تو اپنے بتوں کی پرستش علانیہ کریں اور ہم خدا پرستی چھپ کر کریں اور پھر خدا ہماری مدد کرے گا چلیے کعبہ میں نماز ادا کیجیے۔ جب تک عمرؓ کے تن میں جان ہے کوئی شخص آپ کو کعبہ میں نماز پڑھنے سے روک نہ سکے گا۔'' چناں چہ حضرت عمرؓ بن الخطاب اور آنحضرتؐ مع صحابہؓ کے کعبہ میں تشریف لائے اور نماز پڑھی۔ پہلے تو مشرکین مکہ میں سے کسی نے دم نہ مارا اور پھر جس نے سر اُٹھایا اس سے عمرؓ بن الخطاب برسر جنگ ہوئے یہاں تک کہ کعبہ میں بلاخوف وخطر نماز ہونے لگی آپ کے ایمان لانے کی یہ روایت (جس کو مؤرخ ابن خلدون نے اختصار کے ساتھ ذکر کیا ہے) نہایت معروف ومشہور ہے۔ لیکن ابن اسحاق کا یہ بیان ہے کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی نجیح نے (بروایت عطا ومجاہد باسانید ان لوگوں کے جنھوں نے اسلام عمرؓ سے کی ہے) بیان کیا ہے کہ حضرت عمرؓ ابن الخطاب کہا کرتے تھے کہ میں ابتدا اسلام کا سخت مخالف تھا اور اس سے نفرت کیا کرتا تھا۔ ایام جاہلیت میں ہمارے ہم سنوں کا جلسہ آل عمر بن عمران مخزومی کے مکان کے قریب رات کو ہوا کرتا تھا۔ آپس میں سب لوگ کھاتے پیتے تھے ایک روز میں اپنے مکان سے نکل کر جلسہ گاہ پر گیا۔ اتفاق سے اس وقت میرے رفقاء میں سے وہاں کوئی موجود نہ تھا۔ مجبور ہو کر ایک شراب کی دکان کی طرف گیا جہاں پر مجھ کو اپنے دوستوں سے ملاقات ہو جانے کا خیال تھا لیکن وہاں بھی کسی کو نہ پایا دکان بند تھی اس وقت میرے دل میں یہ بات آئی کہ چل کر کعبہ کا طواف ہی کریں۔ چناں چہ اس خیال سے کعبہ میں داخل ہوا اس وقت جب کہ تقریباً نصف شب گزر چکی تھی۔ میں نے آنحضرتؐ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ ان دونوں آنحضرتؐ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے اکثر رکن اسود اور رکن یمانی کے درمیان کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تھے۔ جب میں نے آپؐ کو دیکھا تو میرے دل میں آیا کہ چھپ کر آنحضرتؐ کو دیکھوں کہ وہ کیا کرتے ہیں اور کیا پڑھتے ہیں اس خیال سے میں آہستہ آہستہ اس قدر آپؐ کے قریب جا پہنچا کہ آپؐ کے روبرو جا کھڑا ہو گیا میرے اور آپؐ کے درمیان صرف غلاف کعبہ حائل تھا پس جب میں نے قرآن سنا تو مجھے رقت طاری ہو گئی۔ میرے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ میں جھک کر کھڑا ہوا قرآن سنتا رہا۔ یہاں تک کہ آنحضرتؐ

Marfat.com

نماز ختم کر کے اپنے مکان کو واپس ہوئے اور میں آپؐ کے پیچھے پیچھے ہو لیا جس وقت آپؐ عباس وابن ازہر کے مکان کے درمیان پہنچے اور میرے پاؤں کی آہٹ معلوم ہوئی تو آپؐ نے مڑ کر دیکھا لیکن یہ خیال کر کے شاید آنے والا بغرض ایذا دہی آ رہا ہے۔ ارشاد فرمایا (ما جائیک یا ابن الخطاب ھذہ الساعتہ) اے عمرؓ تم اس وقت کس لیے آئے ہو؟ میں نے عرض کیا (جئت لاؤمن باللہ وبرسولہ وبما جاء من عند اللہ) یعنی میں اللہ پر اس کے رسول پر اور اللہ کے پاس سے آنے والی کتاب پر ایمان لانے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ آنحضرتؐ یہ سن کر ٹھہر گئے اور خدا کی تعریف وستائش فرمائی اور میرے سینہ پر آپؐ نے مسح کیا ور ایمان پر قائم رہنے کی دعا فرمائی اس کے بعد میں آنحضرتؐ سے رخصت ہو کر اپنے مکان پر چلا آیا اور آنحضرتؐ بھی اپنے مکان میں تشریف لے گئے ابن ہشام کا یہ بیان ہے کہ مجھ سے بعض اہلِ علم نے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے بعد اسلام حضرت عمر بن الخطاب سے دریافت کیا کہ ''اے باپ جب آپ اسلام لائے تھے تو کس نے آپ کی قوم کو آپ سے متنفر کیا تھا اور کس نے ان کو آپ سے لڑنے پر آمادہ کیا تھا'' حضرت عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ وہ عاص ابن وائل تھا (خدا اسے سمجھے) اور ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھ سے عبدالرحمن بن الحرث نے بعض آلِ عمرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب فرماتے تھے کہ جس شب کو میں ایمان لایا تھا اس رات کو مجھے یہ خیال پیدا ہوا کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زیادہ دشمن ہو اس سے جا کر میں اپنے اسلام لانے کا حال کہہ کر اس کو جلاؤں۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ سب سے زیادہ دشمن ابوجہل ہے چنانچہ صبح ہوتے ہی میں نے اس کے دروازے پر دستک دی اور ابوجہل نے مکان سے نکلتے ہیں مرحبا واہلاً کہہ کر آنے کی وجہ دریافت کی میں نے کہا کہ میں تجھ کو یہ خبر دینے آیا ہوں کہ بحمد اللہ میں مسلمان ہو گیا ہوں اور محمد ﷺ کو رسول اللہ سمجھتا ہوں۔ ابوجہل یہ سنتے ہی جھلا کر اندر چلا گیا میں بھی واپس چلا آیا۔ واللہ علم!

۱۰۔ ابوطالب کی حالت نزع آنحضرت ﷺ تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا کہ اے چچا جان اگر آپ اپنی زبان سے ایک بار بھی کلمہ شہادت پڑھ دیں تو کل بروز قیامت میں خدا سے آپ

Marfat.com

کی شفاعت کراؤں گا حضرت ابو طالب نے کچھ جواب نہ دیا بلکہ منہ پھیر لیا تو حضرت ابو طالب نے کہا (اختوت النار علی الحاد) یعنی میں نے آتش دوزخ شرم کی وجہ سے اختیار کر لی آنحضرتؐ یہ سن کر ملول خاطر ہو کر اُٹھ آئے اس کے بعد جس وقت حضرت ابو طالب کا انتقال ہوا تو اثناء راہ حضرت علیؓ ابن ابی طالب آنحضرتؐ سے ملے اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (امات عمک انصال) یعنی ''اے اللہ کے رسول آپ کا چچا گمراہ مر گیا'' آپ نے ان کو تسکین دی اور دفن کرنے کی ہدایت دی لیکن نہ تو آپؐ جنازہ کے ساتھ تشریف لے گئے اور نہ ان کے جنازے کی نماز پڑھی۔

۱۱۔ سیرۃ ابن ہشام میں لکھا ہے کہ ان میں سے ایک نے جواب دیا تھا کہ اگر تجھ کو خدا اپنا رسول کر کے بھیجتا تو یوں ہی پاؤں گھسیٹتا ہوا چلتا۔ دوسرے نے کہا کہ خدا نے کسی اور کو نہیں پایا جو تجھ کو رسول بنایا ہے تیسرے نے کہا بخدا میں تجھ سے ایک بات بھی نہ کروں گا کیوں کہ تو خود کو رسول کہتا ہے تو نہاتے خوفناک و قابل احتراز ہے۔ واللہ اعلم!

۱۲۔ علامہ ابنِ اثیر نے لکھا ہے کہ جس وقت آپ نے بنو عامر کو دعوتِ اسلام دی تھی اس وقت ان میں سے ایک شخص نے کہا تھا ''اگر ہم تمھاری متابعت کریں اور اللہ تعالیٰ تم کو تمھارے مخالفین پر فتح یاب کرے تو کیا تم ہم کو اپنے بعد اپنا خلیفہ بناؤ گے، آپ نے فرمایا کہ ''یہ کام اللہ تعالیٰ کے اختیار میں جیسا وہ چاہے گا کرے گا، اس شخص نے کہا کیا خوب اس وقت تو ہم تمھارے لیے اپنی گردنیں عرب کے سامنے کر دیں اور جب تم کامیاب ہو جاؤ تو دوسرے لوگ صاحب حکومت ہوں جاؤ ہم کو تمھاری ضروری نہیں۔

۱۳۔ حضرت اسید بن الحضیر کا قبولِ اسلام:

سعد بن معاذ و اسید بن الحضیر کے اسلام کی مفصل کیفیت یہ ہے کہ جس وقت مصعب ابن عمیر اور اسعد بن زرارہ بنو عبدالاشہل و بنو ظفر (کعب ابن الحرث) کو ایک کنویں کے چبوترے پر بیٹھے ہوئے دعوتِ اسلام دے رہے تھے، ان کے پاس وہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے جو اسلام لا چکے تھے۔ سعد بن معاذ نے یہ واقعہ دیکھ کر اسید بن الحضیر سے کہا کہ ''تم ان لوگوں کے پاس جاؤ اور ان کے مجمع کو منتشر کر دو یہ لوگ ہماری قوم کے ضعفاء اور عورتوں کو بے

Marfat.com

دینی (اسلام) سکھاتے ہیں اگر اسعد بن زرارہ میرا خالہ زاد بھائی نہ ہوتا تو میں ان کے دفعیہ کے لیے کافی ہوتا اس کے مقابلہ پر میں نہیں جا سکتا ہوں۔ اسید بن الحضیر یہ سن کر اُٹھے اور اپنی تلوار لیے ہوئے اسعد بن زرارہ کے پاس آئے مصعب بن عمیرؓ نے کہا کہ بھائی تم کیوں کھڑے ہو آؤ بیٹھ جاؤ میں تم سے کچھ گفتگو کروں گا''۔ اسید بن الحضیر نے جواب دیا کہ تم لوگ ہمارے یہاں اس غرض سے آئے ہو کہ کمزور عقیدے والوں کو بہکاؤ؟ لہٰذا میں تم سے کہتا ہوں کہ اگر تمھاری ضرورت ہو تو بیان کرو ورنہ یہاں سے فوراً چلے جاؤ۔ مصعب نے کہا تم بیٹھ تو جاؤ میں تم سے گفتگو کروں گا اگر تمھاری خاطر میں آئے تو جان لینا ورنہ جس سے تم کو نفرت ہوگی ہم اس کو تمھارے یہاں نہ بیان کریں گے اسید بن الحضیر یہ کہہ کر کہ ''یہ بات تم نے انصاف کی کہی'' بیٹھ گئے اور مصعب اسلام کے فضائل بیان کر کے قرآن سنانے لگے اسید بن الحضیر بار بار کہتے جاتے تھے (ما احسن هذا الكلام) یعنی یہ کلام کتنا اچھا ہے'' جب مصعبؓ قرآن پڑھ چکے تو اسید نے پوچھا اس دین میں داخل ہونے کا طریقہ تو بتاؤ۔ مصعبؓ نے کہا کہ تم اپنے جسم و کپڑوں کو پاک کرو اور اس طرح سے (ترکیب بتا کر) دو رکعتیں نماز پڑھو اور سچے دل سے کلمہ شہادت پڑھو۔ اسید بن الحضیر نے نہایت صداقت اور خوشی سے جسم و کپڑے پاک کر کے نماز پڑھی اور کلمہ شہادت علی الاعلان پڑھ کر مصعبؓ سے مخاطب ہو کر کہا کہ ''میرے سوا ایک شخص اور ہے اگر وہ مسلمان ہوگا تو پھر کوئی شخص تمھارا مخالف نظر نہ آئے گا۔ میں جاتا ہوں اور اس کو تمھارے پاس بھیجتا ہوں'' سعد بن معاذ نے اسید کو آتے ہوئے دیکھ کر اپنی قوم سے کہا'' واللہ اسید بن الحضیر جس حالت سے تمھارے پاس سے گیا تھا اس حالت پر نہیں آتا جب اسید سعد کے پاس پہنچے تو سعد نے کہا (ما فعلت) یعنی ''تو نے کیا کیا؟'' اسید نے جواب دیا کہ میں نے ان دونوں شخصیتوں سے باتیں کیں وہ اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے میں ان کو منع بھی کیا تو انھوں نے کہا جو ہمارے نزدیک بہتر ہے ہم کرتے ہیں اور کریں گے۔

حضرت سعدؓ بن معاذ اور اسعد بن زرارہؓ:

علاوہ اس کے بنو حارث نے یہ سن کر کہا سعد بن زرارہ تمھارا خالہ زاد بھائی ہے اس کے قتل کو آ

Marfat.com

رہے ہیں۔ سعد بن معاذ یہ سنتے ہی اُٹھ کھڑے ہوئے اور نہایت تیزی سے اسعد بن زرارہؓ کے پاس آ پہنچے اور نہایت غضب ناک ہو کر اسعد بن زرارہؓ سے کہا واللہ اگر میرے اور تیرے قرابت نہ ہوتی تو تجھ کو اسی تلوار سے قتل کر ڈالتا۔ تم لوگ ہمارے ہی محلات میں آ کر ہماری ہی قوم کو بہکاتے ہو''۔ اسعد بن زرارہ یہ تو سن کر خاموش ہو رہے۔ البتہ مصعبؓ نے ان کو نرمی سے بٹھایا بعد میں یہ بھی اسید کی صرح ایمان لے آئے اور جب لوٹ کر اپنے جلسہ میں آئے تو اپنی قوم سے مخاطب ہو کر کہا (کیف تعلمون امری فیکم) ''تم اپنے مجمع میں میرا حکم کیسا جانتے ہو'' سب نے متفق ہو کر کہا (سیدنا و افضلنا رایاً و یمینا) یعنی ''تم کو اپنا سردار صائب الرائے اور قول کا پکا سمجھتے ہیں'' اس کے جواب میں سعد بنؓ معاذ نے کہا واللہ تم میں سے کسی سے میں اس وقت تک کلام نہ کروں گا جب تک تم سب لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ لاؤ گے، اسید بن الحضیر نے بھی اس کلام کی تائید کی اور اسعد و مصعب کے ہمراہ اسعد بن زرارہ کے مکان پر چلے آئے اس کلام کے سنتے ہی کل بنو عبدالاشہل ان کے پیچھے پیچھے اسعد کے مکان پر آ گئے۔ اور جو ادھر اُدھر کسی ضرورت سے گئے تھے وہ بھی سن کر آتے جاتے ایک ہی دن میں ایک قوم کی قوم ایمان لائی حق تو یہ ہے کہ یہ شرافت سعد و اسید کے حصہ میں تھی۔ واللہ اعلم!

۱۴۔ ابو جہل نے عیاش بن ربیعہ سے مدینہ پہنچ کر یہ کہا تھا کہ تیری ماں نے قسم کھالی ہے کہ تیرے بغیر نہ وہ کھانا کھائے گی اور نہ آرام سے سوئے گی۔ چل تجھ کو تیری ماں نے بلایا ہے اس نے مجھ کو اسی غرض سے بھیجا ہے عیاش بن ربیعہ اس کے فریب میں آ گئے اور اس کے ہمراہ مکہ واپس چلے آئے۔

۱۵۔ النطاق کتاب نطاق بروزن کتاب ہے پہلے عرب کی عورتیں اس کو پہنا کرتی تھیں۔ یہ ایک کپڑا ہوتا تھا جس کا وسط باندھا جاتا تھا اور اوپر کا حصہ نیچے کی طرف زمین تک لٹکا دیا جاتا تھا اور نیچے کا حصہ زمین پر لوٹتا رہتا تھا اس میں پانجامہ کی طرح پائینچے نہیں ہوتے تھے۔ (اقرب الموارد) شمس اللغات میں نطاق کے معنی کمر بند لکھے ہیں۔ بہر کیف اسماء بنت ابی بکرؓ نے اپنے نطاق کو طول میں پھاڑ کر ایک حصہ میں ناشتہ باندھ دیا تھا اور ایک حصہ پہن لیا تھا۔

Marfat.com

۱۶۔ (اسماء بنت ابی بکرؓ کہتی ہیں کہ جب آنحضرتؐ کی روانگی کے بعد چند نفر قریش کے میرے باپ کے گھر آئے جن میں ابوجہل بھی تھا اس نے مجھ سے کہا (این ابوک) یعنی ''تیرا باپ کہاں ہے'' میں نے کہا (لا ادری) ''میں نہیں جانتی'' ابوجہل نے یہ سنتے ہی میرے ایک طمانچہ مارا میں کر اندر چلی گئی اور وہ بھی اپنا سامنہ لے کر چلا گیا۔

۱۷۔ ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ پیر کے دن پیدا ہوئے اور حجر اسود کو پیر کے دن اُٹھا کر رکھا۔ ہجرت بھی پیر کے دن فرمائی اور وصال بھی پیر ہی کے دن ہوا۔

نوٹ: عربی رسم الخط عہد نامہ ابھی ٹائپ کرنا باقی ہے۔

۱۸۔ آنحضرتؐ نے ہجرت سے تین سال قبل ام المؤمنین حضرت خدیجہؓ کے انتقال کے بعد ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کے ساتھ اپنا عقد کیا اس وقت ان کی عمر چھ برس کی تھی اور بعض کہتے ہیں کہ سات برس کی تھی۔

۱۹۔ مدینہ پہنچنے کے آٹھ مہینے بعد ماہ ذیقعدہ میں لیکن بعض کہتے ہیں کہ سات مہینہ بعد قدوم مدینہ شوال میں جس وقت حضرت عائشہؓ کی عمر نو برس کی تھی۔ آنحضرتؐ نے خلوت فرمائی۔ واللہ اعلم!

۲۰۔ اگرچہ نماز مکہ میں فرض ہوئی ہوئی تھی لیکن باستثناء مغرب اس کی تین رکعتیں تھیں اور باقی سب نمازیں دو دو رکعتیں پڑھی جاتی تھیں۔ مدینہ ہجرت کے ایک مہینہ بعد ظہرین وعشاء میں دو رکعتیں بڑھائی گئیں۔ جب نماز کے اوقات مقرر کیے گئے تو آپ کو یہ خیال پیدا ہوا کہ کوئی علامت ایسی مقرر کرنی چاہیے کہ جس سے مسلمان بغیر بلائے نماز کے لیے مسجد میں آیا کریں پہلے خیال گزرا کہ یہودیوں کی طرح ایک بوق (تیز مہیب آواز والا آلہ) رکھ دیا جائے جو نماز کے وقت بجادیا جائے لیکن آپ کو یہ امر پسند نہ آیا اس کے بعد آپؐ نے ناقوس رکھنے کے لیے ارشاد فرمایا مگر یہ بھی مرغوب طبع اقدس نہ ہوا اسی اثناء میں عبداللہ بن زید بن ثعلبہ بن عبداللہ برادر بنو الحرث بن الخزرج نے شب کو یہ خواب دیکھا کہ ایک شخص سبز پوش ہاتھ میں ناقوس لیے میری طرف سے گزرا عبداللہ بن زید نے اس سے کہا کہ کیا تم اس ناقوس کو فروخت کرو گے؟ اس سبز پوش نے کہا کہ تم اس کو خرید کے کیا کرو گے؟ عبداللہ بن زید نے

Marfat.com

جواب دیا کہ میں اس کو مسجد میں رکھ دوں گا نماز کے وقت نماز پڑھنے کے لیے یہ بجایا جائے گا اس سبز پوش نے کہا کہ میں تم کو نماز کے لیے بلانے کے واسطے اس سے اچھی تدبیر بتلائے دیتا ہوں۔ اس شخص نے یہ کہہ کر کلمات اذان کے بتلائے صبح ہوتے ہیں عبداللہ بن زیدؓ آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے اور یہ خواب بیان کیا آنحضرتؐ بہت خوش ہوئے اور یہ ارشاد فرمایا کہ یہ خواب تمہارا سچا ہے اور بلال کی چوں کہ آواز بلند تھی ان کو اس کام کے لیے منتخب فرمایا۔ الغرض جب بلال نے اذان دی۔ حضرت عمر بن الخطابؓ سن کر حاضر خدمت ہوئے اور یہ گزارش کی کہ اے نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخدا میں نے ایسا ہی خواب دیکھا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اللہ الحمد علی ذلک) ابن اسحاق کا بیان ہے کہ اس حدیث کی محمد بن ابراہیم بن الحرث نے محمد بن عبداللہ بن زید بن ثعلبہ بن عبدربہ سے روایت کی ہے امام نووی کہتے ہیں کہ اذان بحکم جدید الٰہی یا باجتہاد آنحضرتؐ شروع ہوئی ہے محض عبداللہ بن زید کے خواب دیکھنے پر عمل درآمد نہیں ہوا اس میں کوئی شک اور کسی کو اختلاف نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

۲۱۔ ابن اسحاق بعض اہل علم سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن سلام یہود کے بہت بڑے عالم تھے ان کا خود یہ بیان ہے کہ جب میں نے آنحضرت کا تذکرہ اور آپؐ کی صفت و نام و زمانہ بعثت کو دریافت کیا اس وقت سے آپؐ سے ملنے کا اشتیاق ہوا یہاں تک کہ آپ تشریف لائے اور قبا میں بنو عمرو بن عوف میں مقیم ہوئے ایک روز میں باغ میں کھجور کے درخت پر چڑھا ہوا تھا اور میری پھوپھی خالدہ بنت الحرث نیچے بیٹھی ہوئی تھیں اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خبر سنائی میں نے سنتے ہی تکبیر کہی۔ میری پھوپھی نے سن کر کہا ''خدا تجھ کو بدنصیب کرے واللہ اگر میں موسیٰ بن عمرانؑ کے آنے کی خبر سنتی تو بھی میں کوئی بات جدید نہ کرتی'' میں نے جواب دیا ''اے پھوپھی یہ واللہ موسیٰ بن عمران کا بھائی ہے اور اسی کے دین پر مبعوث ہوا ہے'' میری پھوپھی نے کہا ''اے میرے بھتیجے کیا یہ وہی نبی ہیں جن کے مبعوث ہونے کا انتظار ہم کرتے تھے'' میں نے کہا ہاں اس کے بعد میں آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایمان لایا پھر لوٹ کر اپنے مکان پر آیا میرے کل متعلقین میرے کہنے سے مسلمان ہو گئے میں نے مصلحتاً اپنے اسلام کو اپنی قوم سے چھپایا۔ لیکن آنحضرتؐ

Marfat.com

سے عرض کیا کہ ''قوم یہود نہایت حاسد ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ مجھے کسی گوشہ مکان میں چھپا دیں اور یہود کو جمع کر کے ان سے میری کیفیت دریافت فرمائیں اس سے قبل کہ وہ میرے اسلام لانے سے واقف ہوں کیوں کہ اسلام کے بعد وہ مجھ پر بہتان لگائیں گے اور میرے عیب بیان کریں گے آنحضرتؐ نے میرے کہنے سے ایسا ہی کیا اور یہود کو جمع کر کے فرمایا اے (رجل الحصین بن سلام فیکم) یعنی حصین (عبداللہ) بن سلام تم میں کیسا شخص ہے؟ یہود نے کہا (سیدنا و ابن سیدنا و جبرنا و عالمنا) ''یعنی ہمارا سردار اور ہمارے سردار کا بیٹا ہے اور ہمارا علامہ اور ہمارا عالم ہے'' عبداللہ بن سلام یہ سنتے ہی نکل آئے اور یہود سے مخاطب ہو کر کہا (یا معشر الیہود و اتقو اللہ و اقبلو اما جاء کم بہ فو اللہ انکم لتعلمون انہ لرسول اللہ یحدونہ مکتوباً عند کم فی التورتہ با سمنہ و صفۃ فانی اشہد انہ رسول اللہ و او من بہ و اصدقہ و اعرفہ) ''یعنی اے یہودیو! اللہ سے ڈر جاؤ اور جو کچھ اللہ کے نبی تمھارے پاس لائے ہیں اسے مان لو کیوں کہ تمھیں اچھی طرح معلوم ہے کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں توریت میں جو تمھارے پاس ہے آپ کا نام مع آپؐ کے اوصاف کے لکھا ہوا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں، میرا آپؐ پر ایمان ہے اور میں آپؐ کو پہچانتا اور مانتا ہوں۔ یہود یہ سنتے ہی یک زبان ہو کر چلا اُٹھے (کذبت) یعنی ''تو نے جھٹلایا'' اور عبداللہ بن سلام کو سخت وشت کہہ کر چلے گئے میں نے آنحضرتؐ سے عرض کا کہ کیا میں نے آپ کو اس قوم کی غداری اور فجور اور کذابی کی خبر نہ دی تھی؟ اس کے بعد میں نے اپنا اور اپنے اہل بیت کا اسلام ظاہر کر دیا اور میرے اہل بیت کے ساتھ میری پھوپھی خالدہ بنت الحرث بھی مسلمان ہو گئیں۔

۲۲۔ اس مہینہ میں آنحضرتؐ نے اپنی لڑکی حضرت فاطمہؓ کا عقد حضرت علیؓ بن ابی طالب سے کیا حضرت علیؓ نے مہر کی رقم کی ادائیگی کے لیے اپنی زرہ فروخت کر دی جس کو حضرت عثمان ابن عفانؓ نے ساڑھے چار سو درہم میں خرید کر پھر انھیں کو واپس دے دی۔ علیؓ بن ابی طالب ان درہموں کو ایک چادر میں باندھ کر آنحضرتؐ کے پاس لائے آنحضرتؐ نے اپنی عزیز بیٹی کا یہی مہر مقرر فرمایا اور اس سے خوشبو کی چیزیں اور کپڑے خرید کر انصار و مہاجرین کو بلا کر

Marfat.com

نکاح کر دیا۔

۲۳۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ آپؐ مدینہ سے نکل کر بنو دینار کے عقب سے گزر کرتے ہوئے فیضاء خبار پہنچے اور بطحاء ابن ازہر میں ایک درخت کے نیچے اُترے وہیں آپؐ نے نماز ادا فرمائی آپؐ کے لیے کھانا پکایا آپ نے اور کل ہمراہیوں نے کھایا۔ یہاں سے پھر کوچ فرمایا اور عام راستہ کو بائیں بازو چھوڑ کر شعبہ عبداللہ پر چلے شاد و یلیل کو طے کرتے ہوئے مجتمع الضبوعہ میں جا اُترے چاہ الضبوعہ سے آپؐ نے پانی پیا۔ پھر اس مقام سے چل کر صحیرات یمام میں عام اور مشہور راستہ کو پایا یہاں سے آپ اسی راستہ سے روانہ ہوئے یہاں تک کہ بطن منیع سے نکل کر مقام عشیرہ میں قیام فرمایا۔ یہاں پر بقیہ ماہ جمادی الاول اور چند راتیں جمادی الثانی تک مقیم رہے۔ بنو مدلج اور ان کے حلفاء بنو ضمرہ سے عہد و پیمان لے کر بلا لڑائی مدینہ واپس ہوئے اسی غزوہ میں آپؐ نے علیؓ ابن ابی طالب کو ابوتراب کی کنیت سے یاد فرمایا۔ واللہ اعلم۔

۲۴۔ بعض علماء کا گمان ہے کہ آنحضرتؐ نے غزوہ ابواء سے واپسی کے وقت مدینہ میں ورود سے قبل اثناء راہ میں حمزہ بن عبدالمطلبؓ کو سیف البحر کی طرف عیص کی جانب روانہ فرمایا تھا ان میں مہاجرین کے سوا انصار میں سے کوئی نہ تھا۔ ابوجہل ابن ہشام سے ساحل پر سامنا ہوا تھا مجدی بن عمرو الجہنی نے (جو فریقین کے معاہدہ میں شریک تھا) بیچ بچاؤ کرا دیا لڑائی نہیں ہوئی ان کے جھنڈے کا رنگ سفید تھا اور اس کو ابومرثد لیے ہوئے تھے (سیرۃ ابن ہشام و ابن اثیر)

۲۵۔ کتب سیر و تواریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سریہ میں لڑائی نہ ہونے پر مؤرخین و علماء سب اتفاق کرتے ہیں لیکن بعض معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت سعد بنؓ ابی وقاص نے ایک تیر مارا اسی وجہ سے یہ مشہور ہے کہ سب سے پہلے اسلام میں براہ خدا حضرت سعدؓ ہی نے تیر اندازی کی تھی۔

۲۶۔ مقدادؓ بن عمرو بہرانی بنو زہرہؓ کے اور عتبہ بن غزوانؓ بن جابر مازنی بنو نوفل کے حلیف تھے یہ دونوں بے چارے مسلمان تھے لیکن مجبوری سے ہجرت نہ کر سکتے تھے۔ اس مرتبہ جب کفار مکہ مسلمانوں سے مقابلہ کرنے کو چلے تو یہ بھی سوچ کر چلے کہ بوقت جنگ مسلمانوں سے جا ملیں گے چناں چہ ایسا ہی کیا رضی اللہ عنہم و رضو عنہ

Marfat.com

۲۷۔ ابن اسحاق کا یہ بیان ہے کہ آنحضرتؐ نے غزوہ عشیرہ ہی کے دوران حضرت سعد کو روانہ فرمایا تھا اور یہ خرار (ارض حجاز) تک چلے گئے تھے اور مدینہ پہنچ کر خود بھی دوسری طرف روانہ ہو گئے تھے۔ واللہ اعلم۔

۲۸۔ اس آیت کے شان نزول میں لکھا ہے کہ جس وقت حضرت عبداللہ بن جحشؓ مال غنیمت اور قیدیوں کو لے کر مدینہ تشریف لائے تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں نے تم کو شہر حرام میں قتال کرنے کا حکم نہیں دیا تھا خیر قیدیوں اور مال غنیمت کو حفاظت سے رکھو لیکن یہود و مشرکین مکہ نے کہنا شروع کیا کہ محمد رسولؐ اور ان کے اصحابؓ نے شہر حرام میں لڑائی اور خون ریزی کی، مال کو لوٹ کر قافلہ والوں کو قید کر لیا لیکن جو مسلمان مکہ سے آئے تھے وہ کہتے تھے کہ یہ واقعات ماہ شعبان کے ہیں جب لوگوں نے زیادہ چھیڑ چھاڑ شروع کی تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (یسئلونک عن الشھر الحرام قتال فیہ قل قتال فیہ کبیر و صد عن سبیل اللہ و کفر بہ و المسجد الحرام و اخراج اھلہ منہ اکبر عند اللہ و الفتنۃ اکبر من القتل ولا یزالون یقاتلونکم حتی یردو کم عن دینکم ان ستطاعوا) آنحضرتؐ نے خمس لے لیا اور مال غنیمت تقسیم کر دیا اہل مکہ نے عثمان بن عبداللہ و حکم بن کیسان کا فدیہ بھیجا لیکن آپؐ نے فرمایا کہ میں ان دونوں کو فدیہ لے کر نہ چھوڑوں گا جب تک میرے اصحاب سعدؓ و عتبہؓ نہ آ جائیں۔ مجھ کو اندیشہ ہے کہ تم ان کو قتل کر ڈالو گے۔ پس اگر تم نے ایسا ہی کیا تو میں تمھارے ان دونوں آدمیوں کو قتل کروں گا اس اثناء میں سعدؓ و عتبہؓ آ گئے آپ نے عثمان و حکم کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا۔ عثمان تو مکہ چلا گیا۔ لیکن حکمؓ مسلمان ہو گئے اور مدینہ ہی میں رہے یہاں تک کہ واقعہ بیئر معونہ میں شہید ہوئے۔ بعد نزول آیت مذکورہ عبداللہ بن جحشؓ اور ان کے ہمراہیوں نے آنحضرتؐ سے عرض کیا کہ ہم کو اس واقعہ میں مجاہدین کا ثواب ملے گا؟ آنحضرتؐ جواب دینے کو تھے کہ ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

(ان الذین امنوا و الذین ھاجروا و جاھدو فی سبیل اللہ اولئک یرجعون رحمۃ اللہ غفور الرحیم)

"یعنی ایمان لانے والے، ہجرت کرنے والے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہی اللہ کی

Marfat.com

رحمت کے امیدوار ہیں اور اللہ بڑا ہی بخشنے والا اور انتہائی مہربان ہے''۔

اس واقعہ کے حدیث کی روایت زہری ویزید بن رومان نے عروۃ بن الزبیر سے کی ہے۔ واللہ اعلم!

۲۹۔ اونٹ ستر تھے اور آدمی تین سو دس یا بارہ تھے اس وجہ سے آنحضرتؐ وعلی بن ابی طالبؓ و مرثد بن ابی مرثد عنویؓ کے درمیان ایک اونٹ تھا اور ابوبکر وعمر عبدالرحمنؓ بن عوف ایک اونٹ تھا۔ غرض اسی طرح تین تین چار چار آدمیوں میں ایک ایک اونٹ تھا۔

۳۰۔ ان میں ایک کا نام اسلم تھا جو بنو حجاج سے تھا اور دوسرے کا نام عریض ابو یسار تھا یہ بنو عاص بن سعید سے تھا۔ جب ان سے دریافت کیا گیا تو انھوں نے کہا کہ ہم اہل قریش کے لیے پانی لانے کو نکلے ہیں جب مارا گیا تو کہنے لگے کہ ہم ابوسفیان کے ہمراہیوں میں سے ہیں یہ سن کر ان لوگوں نے مارنا چھوڑ دیا۔ آنحضرتؐ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ جب انھوں نے سچ کہا تو تم نے مارا اور جب جھوٹ کہا تو چھوڑ دیا۔ واللہ یہ اہلِ قریش سے ہیں، آؤ لڑکو تم مجھے بتلاؤ کہ قریش کہاں ہیں انھوں نے جواب دیا کہ یہ ٹیلہ جو دکھائی دیتا ہے اس کے پیچھے ہیں پھر آپ نے دریافت کیا کتنے لوگ ہیں لڑکوں نے جواب دیا کہ کثیر التعداد ہیں جن کا ہم کو شمار نہیں معلوم تب آپ نے استفسار کیا روزانہ کس قدر اونٹ کھانے کے لیے ذبح کیے جاتے ہیں لڑکوں نے کہا کبھی دس کبھی نو۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ غالباً ان کی تعداد نو سو یا ہزار ہے۔ پھر آپؐ نے سرداران قریش کی بابت دریافت فرمایا۔ لڑکوں نے عتبہ شیبہ پسران ربیعہ ابو البختری بن ہشام، حکیم بن حزام، نوفل بن خویلد، حرث بن عامر بن نوفل طعیمہ بن عدی بن نوفل، نضر بن الحرث زمعۃ بن الاسود، ابوجہل، امیہ بن خلف، نبیہ ومنیہ پسران حجاج، سہیل بن عمرو، عمرو بن عبدود وغیرہم کو بتلایا۔ (سیرۃ ابن ہشام)

۳۱۔ ان لوگوں سے پہلے جیسا کہ آگے چل کر خود علامہ لکھتا ہے انصار کے تین شخص ومعوذ پسران عفراء وعبداللہ بن رواحہ مشرکین مکہ کے مقابلہ پر آئے تھے۔ مشرکین مکہ نے کہا ((من انتم)) ''تم لوگ کون ہو'' ان لوگوں نے جواب دیا ((رھط من الانصار)) ''ہم انصار کے گروہ سے ہیں'' یہ سن کر مشرکین مکہ نے چلا کر کہا (منا لنا بکم بن حاجة) ''تم سے لڑنے کی

Marfat.com

ہم کو کوئی ضرورت نہیں ہے'' یہ سن کر انصار خاموش ہو گئے اور مشرکین کی طرف سے ایک شخص نے باواز بلند کیا۔ (یا محمد اخرج الینا اکفاء نا من قومنا)'' (اے محمدؐ) ہماری طرف یعنی ہم سے لڑنے کو ہماری قوم سے ہماری ذات والوں کو بھیج'' تب آنحضرتؐ نے حضرت عبیدہ بن الحرثؓ و حضرت حمزہؓ و حضرت علیؓ کو نام بنام اُٹھا کر میدان میں بھیجا۔ جب یہ لوگ میدان جنگ میں آئے تو پھر مشرکین نے دریافت کیا حضرت عبیدہؓ نے کہا میں عبیدہ ہوں اور حضرت حمزہؓ نے کہا میں حمزہؓ ہوں اور حضرت علیؓ نے کہا میں علیؓ ہوں۔ مشرکین نے کہا ہاں تم لوگ ہماری قوم و برادری کے ہو اس کے بعد باہم لڑائی شروع ہو گئی۔

۳۲۔ صفوں میں ترتیب کے بعد آنحضرت جس وقت اپنی قیام گاہ پر آنے لگے اس وقت مسلمانوں کو حملہ کرنے سے منع فرما آئے تھے لیکن مشرکین تیر پر تیر مار رہے تھے اور صحابہؓ اپنے کو بچاتے جاتے تھے لیکن ایک تیر مجمع مولیٰ حضرت عمر بن الخطابؓ کے لگا جس سے یہ شہید ہو گئے ان کے بعد حارثہ بن سراقہ بخاری کے تیر لگا اور یہ بھی شہید ہو گئے اس اثناء میں آنحضرتؐ مکان سے باہر آئے اور لوگوں کو لڑائی پر آمادہ کر کے فرمایا جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے اس کی قسم ہے کہ جو شخص آج مشرکین سے لڑے گا اور صبر و تحمل سے سینہ سپر ہو کر مارا جائے گا تو اس کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کرے گا۔ عمیر ابن الحام اس وقت ہاتھ میں دو چار کھجوریں لیے ہوئے کھا رہے تھے۔ یہ سنتے ہی بول اُٹھے واللہ ہم سے اور جنت سے اب دوری کیا رہ گئی یہی نہ کہ یہ لوگ مجھ کو قتل کر ڈالیں۔ یہ کہہ کر کھجور کو پھینک دیا اور تلوار لے کر میدان میں چلے گئے اور لڑ کر شہید ہوئے (رضی اللہ عنہ) سیرۃ ابن ہشام

۳۳۔ یہ غزوہ ماہ شوال سنہ ۲ھ میں ہوا ہے علی بن ابی طالبؓ کے ہاتھ میں لواء اسلام تھا دس راتیں شوال کی گزری چکی تھیں تب آپ اس غزوہ سے واپس ہوئے تھے۔

۳۴۔ اس مقابلہ میں مسلمانوں کے تین آدمی شہید ہوئے تھے اور نصف شوال میں یہ سریہ واپس ہوا تھا۔

۳۵۔ یہ واقعہ عریض میں ہوا تھا ان دو شخصوں میں سے ایک معبد بن عمروؓ انصاری تھے اور دوسرا ان کا حلیف تھا۔

Marfat.com

۳۶۔ یہی غزوہ ۲ھ کو ختم ہوتا ہے اسی سنہ کے آخری مہینہ میں عثمان بن مظعونؓ کا انتقال ہوا۔ بقیع میں دفن کیے گئے اور ان کی قبر کے سرہانے ایک پتھر علامت کے لیے کھڑا کر دیا گیا بعض کہتے ہیں حسنؓ ابن علیؓ اسی مہینہ میں پیدا ہوئے اور بعض کہتے ہیں کہ ہجرت کے بائیسویں مہینہ علی بن ابی طالبؓ کا فاطمہؓ بنت رسول اللہؐ کے ساتھ عقد ہوا، پس اگر یہ صحیح ہے تو پہلی بات یقینا باطل ہے۔ واللہ اعلم

۳۷۔ اسی ۳ھ کے ماہ ربیع الاول میں عثمان بن عفانؓ کا عقد ام کلثوم بنت رسول اللہؐ کے ساتھ ہوا اور ماہ جمادی الثانی میں ان کی رخصتی ہوئی۔

۳۸۔ حویصہ بن مسعود کے اسلام لانے کا ماجرا یہ ہے کہ قتل کے بعد کعب بن اشرف ــــ یہودی کے آپؐ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ تم لوگ جہاں کہیں یہودیوں پر قابو پاؤ قتل کر دو۔ اتفاق سے ایک روز محیصہ ابن مسعود (حویصہ کے بھائی نے) ابن شبینہ یہودی پر حملہ کر کے اسے قتل کر ڈالا (ابن شبینہ تجارت پیشہ آدمی تھے حویصہ ومحیصہ اور اہل مدینہ اس کے یہاں سے داد سند کیا کرتے تھے) حویصہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے اور محیصہ سے بڑے تھے انھوں نے محیصہ کو پکڑ کر مارنا شروع کیا اور کہنے لگا کہ اے دشمن خدا تو نے اس کو قتل کیا ہے جس کے مال سے تو شکم سیر ہوتا رہا ہے۔ مُحَیصَہ سے بڑے تھے انھوں نے محیصہ کو پکڑ کر مارنا شروع کیا اور کہنے لگا کہ اے دشمنِ خدا تو نے اس کو قتل کیا ہے جس کے مال سے تو شکم سیر ہوتا رہا ہے۔ محیصہ نے کہا واللہ مجھ کو اس کے قتل کا ایسے شخص نے حکم دیا ہے کہ اگر وہ تیرے قتل کا حکم دیتا تو بے شک میں تجھ کو بھی قتل کر ڈالتا۔ حویصہ نے کہا کیا تو سچ کہتا ہے کہ اگر محمدؐ میرے قتل کا حکم دیتے تو مجھ کو قتل کر دیتا؟ محصہ نے کہا واللہ اگر مجھ کو تیری گردن مارنے کا حکم دیا جاتا تو بے شک میں تیری گردن مارتا اور ذرا بھی بھائی ہونے کا خیال نہ کرتا حویصہ یہ سن کر متعجب ہو گیا اور بے ساختہ کہہ اُٹھا کہ جس دین کی محبت دلوں میں اس درجہ ہو جائے وہ بلاشبہ حق ہے۔ اس کے بعد حویصہ آنحضرتؐ کے پاس آئے اور سچے دل سے مسلمان ہو گئے۔

۳۹۔ ابن اسحاق بہ چند سلسلہ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آیہ کریمہ (قل الذین کفرو استغلبون و تحشرون الی جہنم و بئس المہاد قد کان لکم اية فی فئتین التقتا فئة

Marfat.com

تقاتل فی سبیل اللہ و اخری کافرۃ یرونھم مثلیھم لای العین و اللہ یؤید بنصرہ من یشاء ان فی ذلک لعبرۃ الاولی الابصار) یعنی آپ کافروں سے کہہ دو جلد ہی تم شکست کھاؤ گے اور جہنم کی طرف جمع کیے جاؤ گے اور وہ بدترین بچھونا ہے تمھارے لیے بھڑ جانے والی جماعتوں میں نشانی ہے ایک جماعت تو اللہ کی راہ میں لڑ رہی ہے اور دوسری کافر ہے۔ مسلمان اپنی آنکھوں سے کافروں کو دگنا دیکھ رہے ہیں اور اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی مدد سے تائید فرما دیتا ہے بلاشبہ اس میں آنکھوں والوں کے لیے بڑی عبرت ہے'' بنوقینقاع کی بابت نازل ہوئی ہے یہی فاض بروایت عاصم بن عمر بن قتادہ بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے یہود قینقاع نے عہد شکنی کی اور اثناء بدر و اُحد میں لڑے۔ ابن ہشام کہتے ہیں کہ عبداللہ بن جعفر بن السمو در بن مخرمہ نے ابوعون سے روایت کی ہے کہ دشمن دین اسلام سے اس وجہ سے جنگ کی گئی کہ ایک مسلمان عورت بنوقینقاع کے بازار میں گئی اور جو کچھ اس کو بیچنا تھا اس کو فروخت کر کے زرگر کی دکان پر جا کر بیٹھی یہودیوں نے اس کے چہرہ کو کھولنا چاہا عورت نے اس سے انکار کیا۔ زرگر نے اُٹھ کر چپکے سے اس کے کپڑے کے دونوں کنارے اس کی پشت کی طرف باندھ دیئے جب وہ غریب کھڑی ہوئی تو اس کا ستر کھل گیا۔ یہ لوگ ہنسنے لگے عورت نے شور مچایا چناں چہ ایک مسلمان مرد پہنچ کر اس زرگر کو مار ڈالا۔ یہودیوں نے اس غریب مسلمان کو تنہا پا کر قتل کر دیا۔ جب اس کی اطلاع مسلمانانِ مدینہ کو ہوئی تو وہ سخت برہم ہوئے اور آنحضرتؐ نے نقض عہد کی وجہ سے ان سے غزوہ (مذہبی لڑائی) کا اعلان کر دیا۔ واللہ اعلم

۴۰۔ اس غزوہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لواء مبارک حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب کے ہاتھ میں تھا۔

۴۱۔ ابن ہشام نے اس واقعہ کو یوں بیان کیا ہے کہ جس وقت فریقین کی صفیں مرتب ہو گئیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تلوار کو ہاتھ میں لے کر فرمایا ((من یاخذ ھذا السیف بحقہ) یعنی ''ہے کوئی جو یہ تلوار لے کر اس کا حق ادا کرے'' یہ سن کر کئی صحابیوںؓ نے استدعا کی لیکن آپ نے کسی کو نہ دی اس اثناء میں ابودجانہ سماک بن خرشہؓ نے عرض کیا (وما حقہ یا رسول اللہ) یعنی ''اے اللہ کے رسول اس کا کیا حق ہے'' آپ نے فرمایا ((ان تضرب بہ العدو حتی ینحنی) یعنی ''اس کا حق یہ ہے کہ تم اس سے دشمنوں کو مارتے جاؤ، یہاں تک

Marfat.com

کہ یہ ختم ہو جائے''۔ ابو دجانہ نے یہ سن کر عرض کیا (انا اخذہ یا رسول اللہ یحقہ) یعنی ''میں اس کو اس کا حق ادا کرنے کے لیے لیتا ہوں۔'' آنحضرت ﷺ نے یہ سنتے ہی تلوار ابو دجانہؓ کو دے دی۔ ابو دجانہؓ نے تلوار آپ کے ہاتھ سے لے کر سرخ عمامہ نکالا (جس کو وہ لڑائیوں میں باندھا کرتے تھے) اور سر پر باندھ کر اکڑ کر لشکر کی صفوں میں ٹہلتے ہوئے یہ اشعار پڑھ رہے تھے انا الذی عاهد فی خلیلی) و نحن بالسفح الدی النخیل) ان لا اقوم الدهر فی الکبول) اضرب بسیف اللہ و الرسول) ''یعنی میں وہی ہوں جس سے میرے دوست نے جب کہ ہم باغ کے قریب میدان میں تھے اس بات کا پکا اقرار کر لیا ہے کہ میں کسی حال بھی میں پچھلی صفوں میں نہ رہوں گا اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تلوار سے دشمنوں کو کاٹتا رہوں گا''۔ آنحضرتؐ نے ابو دجانہ کو اکڑتے ہوئے دیکھ کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس رفتار کو پسند نہیں کرتا مگر ایسے وقت میں۔ واللہ اعلم

وحشی بن حرب قوم کا حبشی جبیر بن مطعم کا غلام تھا جس وقت قریش مکہ کے ارادے سے مدینہ کو روانہ ہونے لگے جبیر ابن مطعم نے وحشی کو بلایا اور کہا کہ اگر تو حمزہؓ عم محمد (ﷺ) کو بعوض میرے چچا طعیمہ بن عدی کے قتل کر ڈالے گا تو تجھ کو میں آزاد کر دوں گا۔ (جبیر بن عدی کا چچا طعیمہ بن عدی جنگ بدر میں مارا گیا تھا) وحشی اس اقرار وعدہ پر روانہ ہوا جس وقت فریقین میں لڑائی ہو رہی تھی حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب کفار کی صفیں چیرتے ہوئے ارطاۃ بن عبد شرحبیل بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار علم بردار مشرکین تک پہنچ گئے اور اس کو قتل کر کے سباع بن عبدالعزیٰ غبشانی کی طرف هلم انی یا ابن مقطعة العظور یعنی ''اے ختنہ کرنے والی عورت کے بیٹے ادھر آ'' کہہ کر بڑھے وحشی آپ کو آتے ہوئے دیکھ کر پتھر کی آڑ میں چھپ گیا جب حضرت حمزہؓ جوش میں آگے بڑھ گئے اور اس کو ایک وار میں مار ڈالا تب وحشی نے تیر مارا حضرت حمزہؓ اس کی طرف لوٹ پڑے لیکن زخم کاری لگنے سے وحشی تک نہ پہنچ سکے وحشی نے دوبارہ ایک تیر اور مارا حضرت حمزہؓ تو شہید ہو گئے اور وحشی نے آ کر ہند بنت عتبہ سے یہ ماجرا بتایا اور ایک گوشہ میں جا کر بیٹھ گیا کیوں کہ یہ محض اسی کام کے لیے آیا تھا۔ ہند بنتِ عتبہ مع چند عورتوں کے آئی اور ان کی ناک اور کان کاٹے اور ابو سفیان نے شہادت کے بعد نیزہ

Marfat.com

سے کئی مزید زخم دیئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

۴۳۔ عتبہ بن ابی وقاص ابن قمیہ لیثی اور می وابی بن خلف جمحی و عبداللہ بن حمید اسدی و عبداللہ بن شہاب زہری نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کا باہم عہد و پیمان کیا تھا۔ چناں چہ ابن شہاب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ مبارک کو زخمی کیا اور عتبہ نے پتھروں سے مارا جس کی زد میں آ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دانت ٹوٹ گئے لب پھٹ گئے اور ابن قیمیہ نے اس زور سے حملہ کیا کہ لوہے کے دو حلقے چہرہ میں گھس گئے آپ زمین پر گر پڑے گھٹنوں میں چوٹ آئی اتنے میں ابی بن خلف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف دوڑا آپ نے اس کا نیزہ یا زبیرؓ یا حرب نب الصمۃ کا لے کر ابی کو مارا اور ابو دجانہ نے عبداللہ بن حمید کو قتل کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چہرہ مبارک سے خون پونچھتے جاتے تھے اور فرماتے تھے (کیف یفلح القوم خضبو او جہ نبیھم الدم و ھو یدعوھم الی اللہ) ''وہ قوم کیسے فلاح پا سکتی ہے جس نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ کو خون سے رنگا ہو اور وہ ان کو اللہ کی طرف بلاتا ہے'' اس کے بعد ابن قمیہ نے مصعب بن عمیرؓ علمبردار اسلام پر حملہ کیا دونوں میں لڑائی ہوئی جب حضرت مصعب بن عمیرؓ شہید ہو گئے اور ابن قمیہ اپنے گروہ میں آ کر چلا اُٹھا (قد قتلت محمد) یعنی ''بے شک میں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مار ڈالا'' نعوذ باللہ۔ یہ سن کر کفار کا دل بڑھ گیا اور صحابہ پریشانی کی حالت میں متحیر ہو کر لڑائی سے رک گئے حضرت ابو بکرؓ نے صحابہؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا واللہ یہ خبر غلط ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اشاعت دین کے لیے آئے تھے اور ابھی دین اسلام کہاں پھیلا ہے۔ ڈھونڈو انھیں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں گے اور لڑو یہاں تک کہ کفار کو پیچھے ہٹا دو حضرت ابو بکر کے کہنے پر صحابہؓ کے دل میں یہ بات آ گئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ڈھونڈنے اور لڑنے لگے یہاں تک کہ کعب بن مالک نے آپ کو سب سے پہلے پہچانا جیسا کو مؤرخ ابن خلدون نے لکھا ہے۔

۴۴۔ ابن اسحاق لکھتا ہے کہ جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منادی نے یہ حکم سنایا کہ سوائے ان لوگوں کے جو شریک معرکہ احد ہوئے ہیں اور کوئی شرکت نہ کرے جابر بن عبداللہ بن عمرو بن حرام خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شریک احد

Marfat.com

نہیں ہوالیکن میرے والداحد میں شریک ہوئے تھے در مجھے گھر میں اسی وجہ سے چھوڑ گئے کہ گھر میں اور میری سات بہنوں کے سوا کوئی اور نہ تھا اور انھوں نے بھی یہی کہا تھا کہ ابھی تجھ پر جہاد فرض نہیں ہے۔ میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ جاتا ہوں چناں چہ وہ گئے اور شہادت پائی۔ میں اپنے مکان پر اپنی بہنوں کے پاس رہ گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سن کر ان کو اس غزوہ میں شرکت کی اجازت مرحمت فرمادی۔

۴۵۔ ابن اثیر وابن ہشام لکھتے ہیں کہ ابوسفیان مع اپنے ہمراہیوں کے جس وقت مدینہ کو واپس ہونے کو تھا اس وقت معبد خزاعی مدینہ کی طرف آتا ہوا دکھائی دیا خود ابوسفیان نے معبد خزاعی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حال دریافت کیا معبد خزاعی نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمھارے تعاقب میں ایسی جمعیت سے نکلے ہیں کہ اس سے پیشتر میں نے نہیں دیکھی تھی۔ اور اس مرتبہ انھوں نے ان لوگوں کو بھی ہمراہ لیا جو اُحد میں چھوٹ گئے تھے ابوسفیان نے کہا و یحک ماتقول فو اللہ قد احمعنا الرحمۃ لنستاصل ھنتیھم ''تف ہو تجھ پر تو کیا کہتا ہے خدا کی قسم ہم نے لوٹنے پر ان کے بقیہ آدمیوں کی بیخ کنی پر اتفاق کر لیا تھا'' معبد نے کہا میں تجھ کو اس فعل سے منع کرتا ہوں' کیا تو اسی قوت یہاں سے روانہ ہوگا جب ان کے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سنے گا۔ ابوسفیان یہ سن کر اپنے ارادے سے باز آیا اور عبدالقیس کے سواروں سے جو مدینہ کو جا رہے تھے یہ کہلا بھیجا کہ ہمارا قصد تمھارے استیصال کا تھا لیکن ہم قوم ہونے کی وجہ سے درگزر کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ پیغام حمراء الاسد میں پہنچا۔ آپ نے سن کر (حسبنا اللہ ونعم الوکیل) فرمایا اور مدینہ واپس ہوئے۔ راستے میں ابوعزہ عمرو بن عبیداللہ جمحی مل گیا اسے مسلمانوں نے گرفتار کر لیا۔ مشرکین قریش اس کو حمراء اس کو بلافدیہ چھوڑ دیا تھا اور یہ اقرار لیا تھا کہ آئندہ مسلمانوں کے خلاف ہتھیار نہ اُٹھائے گا لیکن اس نے خلاف وعدہ جنگ احد میں لوگوں کو لڑائی پر ابھارا اور خود بھی لڑنے آیا جب اس مرتبہ گرفتار ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر کیا گیا تو پھر خوشامد ومنتیں کرنے لگا۔ لیکن آپ نے اس کے قتل کا حکم دے دیا اور فرمایا ''کہ مُومن دو مرتبہ دھوکا نہیں کھا سکتا''۔ معاویہ بن المغیرہ بن ابی العاص بھی مشرکین مکہ کے ساتھ لڑنے کو آیا تھا لیکن روانگی کے وقت عجلت میں راستہ بھول کر

Marfat.com

اپنے گروہ سے علیحدہ ہوگیا۔ مجبور ہوکر مدینہ میں حضرت عثمانؓ بن عفان کے مکان پر آ کر روپوش ہوگیا۔ صبح کو عثمانؓ بن عفان نے اس کو دیکھ کر کہا ''تو نے مجھ کو اور اپنے کو بھی ہلاک کر لیا'' معاویہ نے کہا میں تمھارے پاس اس وجہ سے آیا ہوکہ تم بہ نسبت اوروں کے میرے زیادہ عزیز وقریب ہوتم مجھ کو اپنی پناہ میں لے کر حضرت عثمانؓ بن عفان چوں کہ رحیم اور کنبہ پرور تھے۔ لہٰذا اس کو اپنے گھر میں بٹھا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے لیکن ان کے پہنچنے سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ہوگئی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے تھے ''کہ اگر اس کے بعد مدینہ کے قریب بھی کہیں دکھائی دیا تو قتل کر دیا جائے گا''۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے گھر پر تشریف لائے اور اس کو کچھ کھانا وغیرہ دے کر رخصت کر دیا۔ مگر معاویہ شامتِ اعمال سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات دریافت کرنے کی غرض سے مدینہ میں روپوش رہا۔ چوتھے روز آپ نے زید بن حارثہؓ وعمار بن یاسر کو حکم دیا کہ معاویہ مدینہ کے قرب وجوار میں ہے جاؤ قتل کر ڈالو یا گرفتار کر لاؤ''۔ زید عمارؓ حکم ملتے ہی روانہ ہوئے اور اس کو حماۃ میں گرفتار کر کے قتل کر دیا۔ اس معاویہ نے حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب کو پامال کیا تھا اور ان کی ناک کاٹی تھی۔ یہ عبدالملک بن الحکم کے دادا کا وہ سوتیلا بھائی تھا جن کی ماں ایک اور باپ مختلف تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اسی سال نصف رمضان میں حضرت حسنؓ بن علیؓ پیدا ہوئے ان کی ولادت کے پچاس دن کے بعد حضرت فاطمہؓ بنت رسول اللہ پھر حاملہ ہوئے اور بعد انقضاء مدت حمل حضرت حسینؓ بن علیؓ پیدا ہوئے۔ واللہ اعلم!

۴۶۔ ابن ہشام نے لکھا ہے کہ قریش نے مکہ کے قیدی خبیب وزید کو ہذیل کے عوض خرید لیا۔ خبیب کو حجیر ابن ابی اہاب تمیمی حلیف بنونوفل نے اور زید کو صفوان بن امیہ نے لیا چوں کہ صوان کا باپ امیہ بن حلف واقعہ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھ سے مارا گیا تھا اس نے باپ کے خون کے بدلے میں زید کو قتل کرنے کی غرض سے غلام نسطاس کے حوالہ کیا اور وہ ان کو حدود حرم سے باہر متنعم کے ہاتھ سے مارا گیا تھا۔ قتل کے وقت قریش کے اکثر لوگ موجود تھے ان میں سے ابوسفیان نے کہا اے زید کیا تم اس کو پسند نہ کرو گے کہ بجائے تمھارے اس وقت محمد

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے اور ہم ان کی گردن مارتے اور تم اپنے اہل وعیال میں ہوتے ؟ زید نے ترش روئی سے جواب دیا'' واللہ ہم اس کو ہرگز پسند نہ کریں گے کہ ان کو کسی قسم کی اذیت پہنچے اور ہم اپنے اہل وعیال میں ہوں'' ابوسفیان نے یہ سن کر کہا'' میں نے آج تک کسی کا ایسا دوست نہیں دیکھا جیسے کہ محمد رسول اللہؐ کے دوست، محمدؐ کو دوست رکھتے ہیں'' اس کلام کے ختم ہونے کے بعد نسطاس نے ان کو شہید کیا (رضی اللہ عنہ) خبیب تا انقضاء ماہ حرام حجیز کے قید خانہ میں رہے جب انکو متنعم میں قتل کرنے کے لیے لائے تو انھوں نے مشرکین سے کہا'' اگر تم مناسب سمجھو تو مجھ کو اس قدر مہلت دو کہ میں دو رکعتیں نماز پڑھ لوں'' مشرکین نے جواب دیا'' اچھی تھوڑی دیر تک تم اپنی جان اور بچالو خبیبؓ نے باطمینان تمام وضو کر کے دو رکعتیں نماز ادا کر کے مشرکین سے مخاطب ہو کر کہا'' بخدا اگر مجھ کو تمھاری بدگمانی کا خیال نہ ہوتا تو میں بہت طویل نماز پڑھتا اس کے بعد خبیب سولی پر لٹکائے گئے اسی وقت سے یہ طریقہ جاری ہوا کہ مسلمان قتل کے وقت دو رکعتیں نماز پڑھا کرتے ہیں۔

۴۷۔ ان چالیس آدمیوں میں سے صرف کعب بن زید برادر بنو دینا بن نجار میں کچھ دم باقی تھا جو معرکہ سے جانبر ہوئے اور جنگ خندق میں شہید ہوئے۔

۴۸۔ ابن ہشام نے لکھا ہے کہ منذرؓ کے باپ کا نام محمد تھا اور وہ عتبہ بن احیہ بن جلاح کے بیٹے تھے۔ انھوں نے جب اپنے ہمراہیوں کو بستر شہادت پر سوتا ہوا پایا تو عمرؓ بن امیہ سے کہا تمھاری کیا رائے ہے؟ عمرو بنؓ بن امیہ نے جواب دیا کہ ہمارے نزدیک مناسب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چل کر اس کی اطلاع دیں منذرؓ نے کہا میری طبیعت اس کو پسند نہیں کرتی کہ اس مقام پر کو چھوڑ کر چلا جاؤں جہاں پر کہ منذر بن عمرو خاک وخون پر لیٹا ہو میں تو اسی جگہ شہید ہونا چاہتا ہوں تم جا کر اس واقعہ کی اطلاع کردینا منذر نے یہ کہہ کر قاتلین کو للکارا اور لڑ کر شہید ہو گئے (رضی اللہ عنہ)

۴۹۔ اسی ۴ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہؓ المؤمنین سے اپنا عقد کیا اور اسی سنہ میں زید بن ثابت کو کتب یہود کے پڑھنے کا حکم دیا ور اسی سنہ کے ماہ جمادی الاول میں عبداللہ بن عثمان بن عفانؓ بن علیؓ بن ابی طالب پیدا ہوئے۔ واللہ اعلم

Marfat.com

۵۰۔ ابن اثیر بھی اس غزوہ میں لڑائی نہ ہونے پر اتفاق کرتا ہے کہ مسلمانوں نے کفار کے کچھ اونٹ اور بکریوں پر قبضہ کر لیا تھا۔

۵۱۔ حذیفہ بن الیمان کہتے ہیں کہ جس وقت میں قریش کے لشکر میں گیا اس وقت اس قدر تیز ہوا کے جھونکے چل رہے تھے کہ پاؤں رکھتے تھے کہیں، پڑتے تھے کہیں ہوا کہ جھونکوں کے ساتھ تاریکی بھی ایسی چھائی ہوئی تھی کہ ایک کو دوسرے کا چہرے دکھائی نہیں دیتا تھا۔ ابوسفیان نے یہ حالت دیکھ کر کہا ''اے گروہ قریش تم ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ لو تا کہ ہوا اور تاریکی کے صدمہ سے محفوظ رہ سکو'' حذیفہ کہتے ہیں کہ میں نے بھی ایک شخص کا ہاتھ پکڑ لیا جو میرے قریب تھا تھوڑی دیر کے بعد پھر ابوسفیان نے کہا کہ بنو قریظہ نے ہم سے بدعہدی کی اور ہم لوگوں کو ایسی حالت میں چھوڑ دیا ہے لہٰذا اب میں مکہ کو واپس ہوتا ہوں تم لوگ بھی لوٹ چلو اس فقرہ کے تمام ہوتے ہی سب کے سب پھر ہو گئے حذیفہ کہتے ہیں کہ میرے جی میں آیا کہ واپسی کے وقت میں اس کو مار ڈالوں جو میرا اس تاریکی میں ہم نشین تھا لیکن چوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی سے چھیڑ کرنے سے منع فرما دیا تھا اس وجہ سے خاموش رہا۔ (سیرۃ ابن ہشام)

۵۲۔ ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ خندق سے صبح کی نماز کے بعد واپس آئے آپ نے اور مسلمانوں نے ہتھیار کھول کر رکھ لیے لیکن ظہر کے وقت جیسا کہ زہری نے روایت کی ہے جبرائیل علیہ السلام ایک خچر پر سوار سبز عمامہ باندھے ہوئے آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخاطب ہو کر فرمایا کیا آپ نے ہتھیار کھول ڈالے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں! پھر حضرت جبرئیلؑ نے فرمایا ہنوز ملائکہ نے ہتھیار نہیں کھولے اور نہ وہ اپنے دشمنوں کے مقابلہ سے واپس ہوئے ہیں اللہ جل شانہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بنو قریظہ کی طرف جانے کا حکم دیتا ہے میں خود انھیں کی طرف جاتا ہوں اور ان کی بناء کو متزلزل کیے دیتا ہوں'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سنتے ہی ندا کرا دی کہ کوئی شخص سوائے بنو قریظہ کے اور کہیں نماز عصر نہ پڑھے۔ ابن اسحاق ہی نے یہ بھی لکھا ہے کہ بعض اصحاب جو کسی ضرورت سے باہر چلے گئے تھے انھوں نے عشاء کے وقت بہ نظر تعمیل حکم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنو قریظہ میں آ کر نماز عصر پڑھی اس پر نہ

Marfat.com

اللہ جل شانہ نے اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ ناراضگی ظاہر فرمائی تھی۔ واللہ اعلم

۵۳۔ ابن اسحاق نے اس واقعہ کو تفصیل سے لکھا ہے جو دلچسپی سے خالی نہیں ہے وہو ہذا۔ ثابت بن قیس جیسا کہ ابن شہاب زہری نے ذکر کیا ہے زبیر بن باطا قرضی کو پکڑ لائے۔ زبیر بن باطا ایک مسن و معمر آدمی تھا اس نے ایام جاہلیت میں ثابت بن قیس کے ساتھ کچھ سلوک کیا تھا رستے میں زبیر نے ثابت سے کہا کیا تم مجھ کو پہچانتے ہو؟ ثابت نے جواب دیا کیا مجھ جیسا آدمی تجھ جیسے شخص کو بھول جائے گا میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کا بدلہ میں اپنے ہاتھ سے تجھ کو دوں۔ زبیر نے یہ سن کر کہا بے شک کریم کو کریم نیک جزا دیتا ہے اس کے اور ثابت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جا کر عرض کیا کہ زبیر کا مجھ پر احسان ہے میں چاہتا ہوں کہ اس کا معاوضہ میں اس کو دوں آپ اس کا خون مجھے دے دیجیے یعنی جان بخشی کیجیے۔ آپ نے فرمایا (ہو لک) ''وہ تیرے واسطے ہے'' ثابت یہ سن کر خوش ہوئے اور زبیر کے پاس آئے اور یہ بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو تیری جان بخش دی ہے میں اس کو تجھے دیتا ہوں زبیر نے کہا ایک بوڑھا شخص جس کے اہل و عیال بھی نہ ہوں وہ زندگی لے کر کیا کرے گا؟ ثابت یہ سن کر پھر خدمتِ اقدس میں آئے اور عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ زبیر کی عورت اور لڑکوں کو بھی مجھے مرحمت فرمائیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (ہو لک) ''وہ تیرے واسطے ہیں'' ثابت نے یہ سنتے ہی زبیر سے آ کر کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے تیرے لڑکے اور بیوی کو بھی مرحمت فرما دیا اب میں ان کو تجھے دیتا ہوں۔ زبیر نے جواب دیا کہ سرزمین حجاز میں وہ خاندان جس کے مال نہ ہو کیسے باقی رہ سکتا ہے؟ ثابت نے اسی طرح حاضر ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ نے وہ بھی ثابت کو دے دیا اور ثابت نے زبیر کو دے دیا اس کے بعد زبیر نے کعب بن وحی بن اخطب وعزال بن سمول وکعب بن قریظہ و بنو عمرو بن قریظہ کا حال نام بنام دریافت کیا ثابت نے کہا یہ سب مارے گئے زبیر نے یہ سن کر ایک آہ سرد کھینچی اور کہا کہ اے ثابت ان لوگوں کے بعد زندگی کا کچھ لطف نہیں ہے تم مجھ کو بھی ان کے پاس پہنچا دو ثابت یہ سن کر اپنے فعل پر شرما گئے اور آگے بڑھ کر ان کی گردن مار دی۔

۵۴۔ ریحانہ بنت عمرو سے آپ نے عقد کرنا چاہا تھا لیکن ریحانہ نے کہا مجھے اس حالت میں رہنے

Marfat.com

دیجیے اس میں آپ کو اور مجھ کو آسانی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سن کر ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دیا چوں کہ انھوں نے قید ہونے کے وقت یہودیت کے چھوڑنے سے انکار کیا تھا اس وجہ سے آپ کو ان کی طرف خیال لگا رہتا تھا۔ ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ میں تشریف رکھتے تھے کہ پیچھے سے کسی کے پاؤں کی آہٹ معلوم ہوئی آپ نے فرمایا کہ یہ ثعلبہ بن سعد ہے ریحانہ کے اسلام کی خوشخبری سنانے آیا ہے اتنے میں ثعلبہ بن سعید آئے اور عرض کیا کہ ''ریحانہ مسلمان ہوگئی'' یہ سن کر آپ خوش ہو گئے اور آپ کے زمانہ وفات تک یہ آپ ہی کی ملک میں رہیں۔

۵۵۔ بن اسحاق نے لکھا ہے کہ جنگ خندق میں سوائے چھ آدمیوں کے اور کوئی شریک نہیں ہوا اور وہ یہ ہیں تین آدمی بنوعبداللہ الاشہل سے (۱) سعد بن معاذؓ (۲) انس بن اوس بن عتیک بن عمرو (۳) عبداللہ بن سہیل۔ دو آدمی بنو سلمہ سے (۱) طفیل بن نعمان (۲) ثعلبہ بن غنمہ۔ ایک آدمی بنو دینار سے کعب بن زید (رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ) مشرکین کی طرف سے تین نضر منبہ بن عثمان بن عبید (عبدالداری) ونوافل بن عبداللہ بن المغیرہ بن عبدود مارے گئے۔ منبہ بن عثمان کے تیر لگا تھا جس کے زخم سے مکہ میں جا مرا اور پچھلے دو عین معرکہ میں مرے۔

۵۶۔ شعبان ۶ھ بروز پیر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ سے روانہ ہوئے اس مرتبہ غزوات سابقہ کے خلاف منافقین کا بھی ایک گروہ آپ کے ہمراہ تھا جو اس سے بیشتر کبھی کسی غزوہ میں شریک نہیں ہوا تھا۔

۵۷۔ اس لڑائی میں مہاجرین کا علم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں اور انصار کا رایت سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا مشرکوں کے مقتولوں کی تعداد معلوم نہیں ہوئی البتہ مسلمانوں کی طرف سے صرف ایک شخص شہید ہوا وہ بھی دھوکہ میں۔

۵۸۔ یہ واقعہ اس غزوہ میں مراجعت کے وقت پیش آیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان بیویوں میں سے تھیں جن سے آپ کو بہتر زیادہ انس تھا۔ لیکن اس واقعہ میں وحی نہ نازل ہونے سے آپ بھی سخت متردد و متحیر تھے۔ قصہ مختصر اس کا یہ ہے کہ غزوہ بنو

Marfat.com

المصطلق سے واپسی کے وقت ایک مقام پر آپ نے قیام فرمایا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا قضاء حاجت کے لیے لشکر سے باہر گئیں۔ جب لوٹ کر آئیں تو اپنے گلے کو تو اپنے گلے کو ہار سے خالی پایا جس کی وہ اپنی بہن سے روانگی کے وقت عاریتاً لے کر آئی تھیں۔ ناچار ہار کی تلاش میں جہاں قضائے حاجت کو گئی تھیں پھر گئیں۔ اتنے میں لشکر نے کوچ کر دیا اور جو لوگ آپ کی محمل کو اونٹ پر رکھا کرتے تھے انھوں نے بھی محمل کو اُٹھا کر اونٹ پر رکھ دیا۔ چوں کہ عائشہ صغیرہ سن تھیں۔ بدن میں گوشت نہیں بھرا تھا ان لوگوں کو کچھ خیال پیدا نہ ہوا۔ جب حضرت عائشہ لشکر گاہ میں ہار لے کر آئیں تو لشکر کو نہ پایا۔ یہ خیال کر کے جب یہ لوگ کسی مقام پر قیام کریں گے اور مجھ کو نہ دیکھیں گے تو ضرور میری تلاش میں آئیں گے۔ ایک چادر لپیٹ کر لیٹ رہیں تڑکے کا وقت تھا نیند آ گئی۔ صفوان بن معطل ؓ کثیر النوم ہونے کی وجہ سے ہمیشہ سب سے پیچھے کوچ کیا کرتے تھے اس میں یہ مصلحت تھی کہ یہ چھوٹی چیزوں اور آدمیوں کو با آسانی لشکر تک پہنچا دیتے تھے انھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو زمین پر لیٹے ہوئے دیکھ کر (انا للہ وانا الیہ راجعون) پڑھا۔ صفوان کی آواز سن کر حضرت عائشہ جاگ اُٹھیں صفوان نے اپنا اونٹ بٹھا دیا حضرت عائشہ اس پر سوار ہو گئیں۔ صفوان ؓ نے اونٹ کی مہار پکڑ لی اور روانہ ہو گئے تا آنکہ لشکر میں پہنچ گئے لشکر اس وقت ظہیرہ میں تھا۔ عبداللہ بن ابی منافق اور منافقین کا ایک گروہ لشکر میں موجود تھا اس نے اس واقعہ کو دیکھتے ہی جو کچھ کہنا تھا کہنا شروع کر دیا۔ اپنے حسد و نفاق کو ظاہر کرنے لگا۔ لیکن آنحضرت ﷺ خاموش تھے۔ جب لشکر اسلام مدینہ پہنچا تو آپ نے اپنے صحابؓ سے اس واقعہ کے بارے میں مشورہ طلب فرمایا۔ حضرت اسامہ نے عرض کیا کہ یہ واقعہ بالکل غلط ہے۔ دشمنوں کے کہنے پر خیال نہ فرمایئے۔ ہرگز آپ حضرت عائشہؓ سے علیحدگی نہ کیجیے لیکن حضرت علیؓ نے کہا کہ آپ حضرت عائشہؓ کو کر دیجیے۔ دوسری عورت سے عقد کیجیے لیکن جب علیؓ نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس واقعہ میں پس و پیش فرماتے ہیں تو حضرت علیؓ نے دوبارہ عرض کیا کہ آپ شک و شبہ کو چھوڑ دیجیے ناحق کا صدمہ نہ اُٹھایئے۔ ان کے علاوہ اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی اس واقعہ کو سن کر کہا (سبحانک ھذا بھتان عظیم) چوں کہ مدینہ پہنچ حضرت عائشہ بیمار ہو گئی تھیں۔ اور ان کو

Marfat.com

ان واقعات سے کچھ آگاہی نہ تھی۔ البتہ آنحضرت ﷺ ان سے مخاطب کم ہوتے تھے اس وجہ سے آنحضرت ﷺ سے اجازت لے کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے میکے چلی آئیں چند دنوں کے بعد ایک روز رات کو ام مسطح بنت ابی رہم بن المطلب کے ہمراہ قضاء حاجت کو باہر جا رہی تھیں۔ رستے میں ام مسطح نے مسطح کو برا کہا۔ عائشہ نے ام مسطح سے کہا تم نے کیا کیا یہ شخص مہاجرین میں سے ہے بدر میں شریک ہوا ہے۔ ام مسطح نے جواب دیا کہ کیا تم کو اس واقعہ کی اطلاع نہیں ہوئی؟ حضرت عائشہؓ نے کہا کون سا واقعہ؟ ام مسطح نے سارا واقعہ بیان کر دیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سن کر پریشان ہو گئیں۔ قضاء حاجت بھی نہ کر سکیں روتی ہوئیں واپس چلی آئیں شب و روز رونے کے سوا کچھ کام نہ تھا۔ ایک تو بیماری دوسرے یہ صدمہ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے لوگوں کو جمع کر کے یہ خطبہ پڑھا جس میں حمد و ثناء بیان فرمایا ''کہ اے لوگو! ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جنھوں نے میرے اہل بیت کی بابت مجھے ایذا پہنچائی ہے اور ان پر افترا اور بہتان باندھتے ہیں اور ایسے شخص کی نسبت کہتے ہیں جس سے میں نے نیکی کے سوا کچھ نہیں دیکھا اور وہ کبھی کسی میرے مکان میں میرے ساتھ کے سوا داخل نہیں ہوا''۔ اسید بن حضیر یہ سن کر اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے'' اے رسول اللہ اگر وہ لوگ اس کے قبیلہ کے ہیں تو ہم ان کی برادری کے ہیں انھیں ہم اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں اور اگر ہمارے بھائی خزرج سے ہیں تو ہم آپ کے حکم کے منتظر ہیں۔'' اس پر حضرت سعد بن عبادؓ نے اٹھ کر کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تمھارا خیال یہ ہے کہ اہل افک خزرج سے ہیں اور اگر آپ کی قوم سے ہوتے تو یہ نہ کہتے۔ باتوں باتوں میں دونوں میں نزاع بڑھ گئی۔ آنحضرت ﷺ منبر سے اتر آئے۔ یہ قول صاحب زاد المعاد فی ہدی خیر العباد کا تھا۔ لیکن ابن اثیر و ابن ہشام لکھتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد آنحضرت ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم مشورہ کیا تھا اور حضرت اسامہؓ اور علیؓ نے جو کچھ ان کے دل میں آیا مشورہ دیا تھا جیسا کہ ابھی مذکور ہوا بہر کیف اس خطبہ کے بعد آنحضرت ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اس وقت ان کے پاس ان کے ماں باپ اور انصارؓ کی ایک عورت تھی یہ بیٹھی ہوئی رو رہی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے حمد و ثنا کی اس کے بعد ان

Marfat.com

سے مخاطب ہو کر فرمایا ''اے عائشہؓ تم کو کچھ معلوم ہے تمھاری نسبت لوگ کیا کہتے ہیں؟ اگر فی الحقیقت تم سے کوئی لغزش ہوگئی ہے تو اللہ سے رجوع کرو''۔ یہ سنتے ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے آنسو تھم گئے اور اس انتظار میں رہیں کہ ان کے ماں باپ کچھ جواب دیں جب ان لوگوں نے کچھ جواب نہ دیا تو انھوں نے اپنے ماں باپ سے کہا تم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دو ان لوگوں نے کہا ہم کیا جواب دیں ہماری سمجھ میں کچھ نہیں آتا۔ تب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں ہرگز توبہ نہیں کروں گی اللہ اس کو خوب جانتا ہے کہ میں اس سے بری ہوں، وہ بے شک میری تصدیق کرے گا، باقی رہے تم لوگ اگر میں اس سے انکار کرتی ہوں تو مجھے تم لوگ سچا نہ جانو گے اس لیے میں بھی وہ کہتی ہوں جو پدر یوسف نے کہا تھا یعنی (فصبر جمیل و اللہ المستعان علی ما تصفون) حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ اس وقت میں نے یعقوبؑ کا نام بہت یاد کیا لیکن یاد نہیں آیا۔ تب مجبور ہو کر میں نے ان کو پدر یوسف سے تعبیر کیا۔ میرے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ تھی کہ اللہ جل شانہ میری بریت کے لیے وحی نازل ہونے کے آثار نمایاں ہو گئے۔ آپؐ ایک چادر اوڑھ کر لیٹ رہے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مجھ کو اس مطلق علم نہ تھا کہ وحی کیا نازل ہوگی کلیتہ میں بے جرم و بے گناہ تھی جب سلسلہ وحی ختم ہوا تو آپ اُٹھ کر بیٹھ گئے پشیمانی سے پسینہ پونچھتے جاتے اور فرماتے تھے (ابشری یا عائشة فقد انزل اللہ برأتک) یعنی ''اے عائشہ مبارک ہو اللہ جل شانہ نے تمھاری برأت نازل فرمادی ہے''۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے سن کر خدا کا شکر ادا کیا۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے خطبہ پڑھ کر ان آیات کو جو بارۂ تطہیر جو عائشہ رضی اللہ عنہا پر نازل ہوئی تھی (ان الذین جاو ا بالافک عصبة منکم لا تحسبوہ شرا لکم بل ھو خیر لکم لکل امرء منھم ما اکتسب من الاثم و الذی تولی کبرہ منھم لہ عذاب عظیم) یعنی ''الزام لگانے والی تمھاری ہی ایک جماعت ہے اس الزام کو اپنے لیے برا نہ سمجھو بلکہ تمھارے لیے اچھا ہے ہر آدمی پر اس کی کمائی کے برابر گناہ ہے اور جو اس جماعت کا سرغنہ ہے اس کے لیے سنگین عذاب ہے'' اس کے بعد اہل افک پر حد قذف (حرام کاری یا زنا کی تہمت لگانے کی سزا) جاری کرنے کا حکم دیا چناں چہ مسطح بن اثاثہ و حسان بن ثابت و حمنة بنت

Marfat.com

جحش کو جو کہ اس واقعہ میں زور و شور مچا رہے تھے۔ اسی اسی درے مارے لیکن عبداللہ بن ابی باوجودیکہ ان کا سردار تھا روپوش ہو جانے کے سبب سے بچ گیا۔

۵۹۔ ابن ہشام نے لکھا ہے کہ اس خبر کا پہنچانے والا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک بشر بن سفیان کعبی ہے وہ آپ سے غسفان میں ملا اور یہ کہا ''اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قریش تمھاری روانگی کو سن کر گھروں سے نکل کھڑے ہوئے ہیں اور انھوں نے یہ عہد کیا ہے کہ تم مکہ میں ہرگز نہ جانے پاؤ گے اور خالد بن ولید سواروں کو لے کر کراع النعیم کی طرف جلوہ گری کے غرض سے روانہ ہوا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا کہ قریش پر افسوس آتا ہے کہ دماغ کو لڑائی کے خیال نے چرالیا ہے۔ ان کا کیا نقصان تھا اگر آج مجھ کو نہ چھیڑتے اور آئندہ وہ مجھ پر وہ فتح یاب ہو جاتے تو ان کا یہی مقصد تھا اور اگر اللہ تعالیٰ مجھ کو ان پر غالب کر دیتا تو وہ اسلام داخل کر لیے جاتے بخدا میں ان سے اس وقت تک لڑتا جاؤں گا۔ جب تک مردان خدا غالب نہ ہوں گے۔

۶۰۔ ازاں جملہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے اپنی بیوی قریبہ بنت ابی امیہ بن المغیرہ اور ام کلثوم بنت عمرو بن جرول خزاعی کو طلاق دے دی۔ پہلی نے معاویہ بن ابی سفیان سے عقد کر لیا اور دوسری نے ابوجہم بن حذیفہ بن غانم سے۔

۶۱۔ ابوسفیان اس وقت تک ایمان نہیں لائے تھے ان کے ساتھ قریش کی ایک جماعت تھی جس وقت یہ لوگ قیصر کے دربار میں آئے ہرقل نے قریشیوں کو ابوسفیان کے پیچھے بٹھایا اور کہا کہ میں ان سے کچھ دریافت کروں گا اگر یہ کچھ جھوٹ کہیں تو ان کو تم جھٹلانا'' ابوسفیان کہتے ہیں کہ اگر مجھ کو اس کا خوف نہ ہوتا تو میں ضرور جھوٹ بولتا۔ مجھ سے ہرقل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات دریافت کیے میں نے ان کو تحقیر کے ساتھ بیان کرنا شروع کیا۔ لیکن ہرقل نے میرے کہنے پر غور نہ کیا اور پہلا سوال اس نے یہ کیا کہ تم میں اس کا (محمدؐ) نسب کیسا ہے؟ میں نے کہا وہ نسبتاً اچھا ہے۔ پھر اس نے سوال کیا کیا اس کے خاندان میں کوئی ایسا گزرا ہے اس جیسا دعویٰ کیا ہو؟ اس نے کہا نہیں! پھر اس نے دریافت کیا کیا اس کی حکومت تھی اور اس کے پاس ملک تھا جس کو تم لوگوں نے چھین لیا؟ میں نے کہا نہیں! پھر اس نے پوچھا تم میں

Marfat.com

سے اس کے مطیع کس قسم کے آدمی ہیں؟ میں نے کہا کمزور غریب نو عمر۔ پھر اس نے کہا کیا وہ لوگ جو اس کے مطیع ہوتے ہیں اس کو دوست رکھتے ہیں اور اس کے ساتھ رہتے ہیں یا اس سے علیحدہ بھی ہو جاتے ہیں؟ میں نے جواب دیا اس کے متبعین میں سے کسی نے آج تک اس سے علیحدگی نہیں اختیار کی۔ پھر اس نے سوال کیا تمھاری اور اس کی لڑائیاں کیسی ہوتی ہیں؟ میں نے کہا کبھی وہ ہم پر غالب آ جاتا ہے اور کبھی ہم اس پر۔ پھر اس نے کہا کیا کبھی وہ تم سے بد عہدی بھی کرتا ہے؟ میں نے اس کے جواب دینے میں بہت کچھ سوچا لیکن اس کے سوا کوئی دوسرا جواب نہ دے سکا۔ ہرقل یہ سن کر تھوڑی دیر تک خاموش بیٹھا رہا۔ اس کے بعد پھر ابو سفیان سے مخاطب ہو کر کہنے لگا اے شخص میں نے تجھ سے پہلے اس کا نسب دریافت کیا۔ تو نے کہا وہ اوساط الناس سے ہے۔ بلاشبہ انبیاء ایسے ہی نسب کے ہوتے ہیں۔ میں نے پھر تجھ سے دریافت کیا کہ اس کے خاندان میں سے کسی نے اس جیسا دعویٰ کیا ہے۔ تو نے کہا نہیں پھر میں نے سوال کیا تم میں سے کسی نے اس کا ملک چھین لیا ہے جس کے حاصل کرنے کے لیے اس نے یہ فعل اختیار کیا؟ تو نے کہا نہیں! میں نے اس کے متبعین کا حال دریافت کیا تو نے بیان کیا کہ ضعفاء و مساکین اس کا اتباع کرتے ہیں۔ بے شک انبیاء و رسل کا اتباع ایسے ہی لوگ کرتے ہیں۔ پھر میں نے تجھ سے سوال کیا کہ جو شخص اس کا اتباع کرتا ہے اس سے جدا ہو جاتا ہے؟ یا اس کو ہمیشہ دوست رکھتا ہے۔ تو نے کہا اس کے متبعین اس کو دوست رکھتے ہیں اس سے کبھی جدا نہیں ہوتے۔ بلاشبہ حلاوت ایمان کی یہی صفت ہے جس قلب میں ایمان داخل ہوتا ہے اس سے پھر کبھی نہیں نکلتا۔ پھر میں نے تجھ سے اس کے عہد و اقرار کی نسبت دریافت کیا تو نے کہا کہ وہ کبھی بد عہدی نہیں کرتا۔ اگر تو نے یہ سب باتیں سچ بتلائی ہیں تو بلاشبہ وہ اس چیز پر غالب آئے گا جو میرے ان دونوں قدموں کے نیچے ہے یعنی (تختِ قیصری یا سلطنت روم) اور اگر میں اس کے پاس موجود ہوتا تو میں اس کے پاؤں دباتا اس کے بعد اس نے مجھے رخصت کیا۔ میں کف افسوس ملتا ہوا دربار سے یہ کہتا ہوا باہر آیا "افسوس ابن ابی کبشہ (کفار مکہ آنحضرتؐ کی توہین و اہانت کے لیے یہ الفاظ استعمال کرتے تھے) کا یہ حال ہے کہ ملوک اس سے باوجود اس سلطنت کے ڈرتے ہیں"۔

Marfat.com

۶۲۔ بعض معتبر مورخین کہتے ہیں کہ اس سے پہلے ہرقل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بابت ایک شخص کو لکھا جو رومہ میں رہتا تھا اور کتب آسمانی سے بخوبی واقف تھا۔ اس شخص نے رومہ سے لکھا کہ یہ وہی شخص ہے جس کا ہم لوگ انتظار کرتے تھے تو اس کی اتباع کر اور اس کی نبوت کی تصدیق کر اس پر ہرقل نے بطارقہ روم کو ایک مکان میں جمع کیا اور دروازہ بند کرا کے کہنے لگا۔ میرے پاس اس شخص کا نامہ آیا ہے جو اپنے دین کی دعوت دیتا ہے اور بے شک وہ نبی ہے جس کا ذکر ہم اپنی کتاب میں پاتے ہیں پس آؤ ہم سب اس کا اتباع کریں۔ تا کہ ہماری دنیا اور دین کی بھلائی ہو بطارقہ روم یہ سنتے ہی چلا اٹھے اور نکلنے کی غرض سے دروازہ کی طرف بھاگے ہرقل نے ان کی برہمی اور جان کے خوف سے ان کو پھر واپس بلایا اور کہا کہ میں تم کو آزمارہا تھا۔ اب مجھ کو تمھاری مضبوطی دیکھ کر خوشی ہوئی ان لوگوں کے چلے جانے بعد ہرقل نے وحیہؓ سے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ تمھارے دوست (محمد) نبی مرسل ہیں لیکن مجھ کو اس اظہار سے اپنی جان کا خوف ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو میں اس کا اتباع کرتا اس کے بعد ہرقل نے وحیہؓ کو اسقف اعظم روم کے پاس بھیجا اسقف اعظم نے حال سن کر کہا کہ تمھارا دوست نبی مرسل ہے اس کا ذکر ہم کتب آسمانی میں پاتے ہیں۔ یہ کہہ کر اس نے اپنا عصا لیا اور کلیسہ میں پہنچ کر علماء نصاریٰ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا میرے پاس احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نامہ ہے۔ وہ ہم کو دین خدا کی طرف بلاتا ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندہ اور رسول ہیں یہ سنتے ہی اس پر ٹوٹ پڑے اور اس کو قتل کر ڈالا۔ وحیہؓ نے یہ حال لوٹ کر ہرقل سے کہا مجھ کو بھی اس کا خوف ہے تب اس واقعہ کے بعد ابوسفیان تلاش کر کے بلائے گئے اور ان سے باتیں ہوئیں۔ واللہ اعلم!

۶۳۔ بعض مورخوں نے لکھا ہے کہ عبداللہ بن حذافہؓ سہمی (جو کسریٰ کے پاس آنحضرت کا خط لے کر گئے تھے) کمبل کا ایک ٹکڑا کفنی کی صورت پھاڑ کر پہنے ہوئے تھے جو کہ دونوں بغل سے نیچے تک ببول کے کانٹوں سے سلی ہوئی تھی کمر میں ایک رسی بندھی ہوئی تھی۔ جس میں ایک ٹوٹی پھوٹی نیام میں تلوار لٹک رہی تھی، سر پر عمامہ تھا لیکن پاؤں میں جوتا نہ تھا ایک مدت تک سے ادھر اُدھر پریشان پھرتے رہے دربار تک رسائی نہ ہوئی جب شاہ فارس کو کسی ذریعہ سے معلوم

Marfat.com

ہوا کہ ایک عربی نژاد شخص محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سفیر ہو کر آیا ہے جو عرب میں ان دنوں ظاہر ہوا ہے تب اس نے ان کو بلا بھیجا دربار میں داخل ہوتے ہی چوب داروں نے سجدہ کرنے کو کہا عبداللہ بن حذافہ نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا ایک طویل تقریر میں سجدہ غیر اللہ کے شرک ہونے کے بیان کیا چوب داروں نے اجنبی سمجھ کر زیادہ باز پرس نہیں کی۔ تخت کسریٰ کے قریب جب پہنچے تو پھر سجدہ کرنے کی ہدایت کی گئی عبداللہ نے پھر اس کے ممنوع وخلاف شرع ہونے کا ایک اور وعظ کہہ دیا اور اسلامی طریقہ کے موافق نہ تو کسریٰ کو سجدہ کیا اور نہ اس کے آگے جھکے۔ کسریٰ نے ان غضب کی تیز نگاہوں سے دیکھ کر سجدہ نہ کرنے اور زمین بوس نہ ہونے کا سبب دریافت کیا۔ عبداللہ نے کہا ہماری شریعت میں یہ سب حرام ہے کسریٰ ان کے جواب سے برہم ہو گیا اور اس نے خط کو پڑھے بغیر چاک کر کے حکم دیا کہ اس بے ادب کے کان وناک کاٹ کر دربار سے نکال دو۔ چوب داروں نے یہ حکم پاتے ہی کشاں کشاں عبداللہ کو دربار سے نکالا اور کان وناک کاٹ کر چھوڑ دیا۔ بچارے عبداللہ بن حذفہ اسی پریشانی کی حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسریٰ کی سختی اور خط پھاڑ ڈالنے کا حال سن کر اس کے ملک کی تباہی کی بددعا کی اور ان کے ناک اور کان سونے بنا کر لگا دینے حکم دیا۔ واللہ اعلم

۶۴۔ محرم کو ۶ ھ کا آخری مہینہ اس خیال سے تحریر کیا ہے کہ حقیقتاً سنہ ہجری کا آغاز ماہ ربیع الاول سے ہوتا ہے جیسا کہ مالک سے منقول ہے اور بہ لحاظ شہرت ابتدا سنہ ہجری محرم سے ہوتا ہے۔ اس اعتبار سے یہ غزوہ ۷ ھ میں ہوا۔ کمافی الواہب۔

۶۵۔ ابن اسحاق نے بروایت بریدہ بن سفیان یہ بیان کیا ہے کہ آنحضرت (صلعم) نے ایک سفید نشان لے کر حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو خیبر کے ایک قلعہ کی طرف روانہ کیا۔ انھوں نے اس کے فتح کرنے کی کوشش کی۔ لڑے جب دن تمام ہو گیا اور وہ قلعہ فتح نہ ہوا تو واپس چلے آئے۔ دوسرے دن آپ نے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس نشان کو حضرت ابن الخطاب ؓ کو مرحمت فرمایا۔ یہ بھی لڑ کر بغیر فتح کیے ہوئے لوٹ آئے۔ تیسرے دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں یہ نشان اس شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ سے اس کے فتح ہونے کو اللہ اور اس کا رسول دوست رکھتا ہے'' سلمہ

Marfat.com

بن عمرو کہتے ہیں کہ آنحضرت (صلعم) نے یہ کہہ کر حضرت علی بن ابی طالبؓ کو بلایا۔ حضرت علی کی آنکھیں اس وقت دُکھ رہی تھیں۔ آپ نے ان پر دم کر دیا تو وہ اچھی ہوگئیں اور وہ نشان مرحمت فرما کر ارشاد کیا کہ یہ نشان لے کر جاؤ تا آں کہ اللہ تعالیٰ تمھارے ہاتھ سے اس کو فتح کرے۔'' حضرت علی ابن ابی طالبؓ یہ حکم پاتے ہی نشان لے کر صحابہ کے ایک گروہ کے ساتھ قلعہ پر گئے اور اس کو فتح کر لیا۔

۶۶۔ اس مرتبہ مدینہ سے آپؐ نے روانگی کے وقت بجائے اپنے عویف بن الاضبط الدیلی کو مقرر فرمایا تھا۔

۶۷۔ ابن اسحاق کی روایت ہے کہ تین یوم مقررہ ختم ہونے پر قریش مکہ نے خویطب بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس کو مع چند نفر قریش کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واپس چلے جانے کے لیے خدمت اقدس میں بھیجا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خویطب سے کہا کہ ''اگر تم مجھے مہلت دے دیتے تو میں میمونہ بنت الحرث رضی اللہ عنہا سے عروسی کر لیتا اور تم لوگوں کی دعوت کرتا''۔ خویطب نے ترش روئی سے جواب دیا کہ ہم کو تمھارے کھانے کی ضرورت نہیں ہے تم حسب وعدہ فوراً چلے جاؤ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سنتے ہی مع صحابہؓ کے مکہ سے روانہ ہو گئے اور ابو رافع کو میمونہ بنت الحرثؓ ام المومنین کے پاس چھوڑ گئے۔ یہ ان کو مقام سرف میں خدمت اقدس میں لائے ہیں۔ وہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے خلوت کی اور ذی حجہ میں داخل مدینہ ہوئے۔

۶۸۔ ابن ہشام نے علاوہ زید بن حارثہ وجعفر بن عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کے شہداء غزوہ موتہ میں نو آدمیوں کے نام لکھے ہیں وہو ہذا۔ بنو عدی بن کعب سے مسعود بن الاسود بنو مالک بن حسل سے وہب بن سعد۔ بنو حرث بن الخزرج سے عبادہ بن قیس، بنو غنم بن مالک بن نجار سے حرث بن النعمان بن اساف بنو مازن بن نجار سے سراقہ بن عمرو بن عطیہ و ابو کلیب و جابر پسران عمرو بن زید بنو مالک بن افصی سے عمرو عامر پسران سعد بن الحرث بن عباد رضی اللہ عنہم ورضوعنہ

۶۹۔ ابن اسحاق نے روایت کی ہے کہ جس روز غازیان اسلام پر مقام موتہ میں یہ حادثہ پیش آیا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہ الہام الٰہی کل واقعات کی اطلاع ہوگئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

Marfat.com

مسلمانوں کو جمع کیا اور ممبر پر چڑھ کر فرمایا تمھارے لشکر کی یہ خبر آئی ہے کہ ان لوگوں نے دشمنوں کا مقابلہ کیا پس زید شہید ہوا۔

۷۰۔ اس مضمون کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جداگانہ خطبہ میں (جو آئندہ نقل کیا گیا ہے) بیان فرمایا تھا جیسا کہ ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ فتح مکہ کے دوسرے دن ایک خزاعی نے ایک ہذیلی مشرک کو مار ڈالا۔ آنحضرت ﷺ نے یہ سن کر صحابہؓ کو جمع کر کے یہ خطبہ پڑھا:

(یاایہا الناس ان اللہ حرم مکۃ یوم خلق السموات والارض فھی حرام الی یوم القیمۃ فلا یحل لامری یومن باللہ والیوم الاخران یسفک فیھا ولا بعضد فیھا شجر الم تحلل لاحد کان قبلی ولا تحل لاحد یکون بعدی ولم تحلل لی الا ھذا الساعۃ غضبا علی اھلھا الاثم قد رجعت کحرمتھا بالامس فلیبلغ الشاھد منکم الغائب فمن قال لکم ان رسول اللہ ﷺ قاتل فیھا فقولوا ان اللہ قد احلھا لرسولہ ولم یحللھا لکم یا معشر خزاعۃ ارفعوا ایدیکم عن القتل فلقد کثر القتل لقد قتلتم قتیلا لا دیتیہ فمن قتل بعد مقامی ھذا فاھلہ بخیر النظرین ان شاؤا اقدم قاتلہ وان شاؤا فعقلہ)

''اے لوگوں اللہ نے جس روز آسمان زمین پیدا کیے تھے اسی روز مکہ حرم فرمادیا تھا لہٰذا مکہ قیامت تک حرام رہے گا۔ لہٰذا اللہ اور قیامت پر ایمان لانے والے کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اس میں خون ریزی کرے یا اس کا کوئی سرسبز درخت کاٹے مکہ نہ مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال ہوا اور نہ میرے بعد حلال ہوگا اور میرے واسطے بھی بجز اس ساعت کے حلال نہیں کیا گیا۔ اب اس کی حرمت حسب سابق (لوٹ آئی میرا یہ پیغام موجود غیرہ موجود کو پہنچا دے۔ اگر کوئی تم سے یہ کہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں جنگ کی ہے تو اس سے کہنا کہ اللہ نے مکہ اپنے رسول ﷺ کے واسطے حلال کر دیا تھا مگر تمھارے لیے حلال نہیں کیا۔ اے بنی خزاعہ قتل سے اپنے ہاتھ روک لو بہت کچھ خون ریزی ہو چکی تم نے ایک شخص کو مار ڈالا جس کی دیت (خون بہا) میں دوں گا اگر کوئی آج کے بعد کسی کو قتل کرے گا تو مقتول کے وارثوں کو اختیار ہوگا چاہے خون کے بعد قتل کر دیں یا دیت لیں''۔ درحقیقت یہ دو خطبے ہیں لیکن مورخ

Marfat.com

نے سلسلہ کلام میں اس امر پر نظر نہیں کی۔ واللہ اعلم۔

۷۱۔ ان لوگوں میں مہاجرین و انصار (رضی اللہ عنہم) نہیں شریک تھے۔ صرف وہی لوگ تھے جو بوقت فتح یا بعد فتح مکہ ایمان لائے تھے جیسا کہ ابن اسحاق نے حرث بن مالک سے روایت کیا ہے۔

۷۲۔ ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ جب مسلمانوں کو خلاف توقع اس اچانک حملہ سے شکست ہوئی تو اہل مکہ جو آپ کے ہمراہ اس غزوہ میں گئے تھے آپس میں اس سلسلے میں گفتگو کرنے لگے۔ ابو سفیان نے کہا یہ شکست دریا کے اس طرف تو نہیں تھمتی۔ کلدہ بن الجنبل چلا کر خوشی کے لہجہ میں بول اُٹھا واہ واہ آج سحر کا خاتمہ ہو گیا پھر آخر جھوٹ کہاں تک اصوفان ابن اُمیہ نے جواب دیا (حالانکہ یہ اس وقت مشرک تھا) خاموش! اللہ تیرے منہ کو بند کرے بخدا میرے نزدیک یہ زیادہ عزیز ہے کہ مرا مربی کوئی قریشی ہو اس سے کہ ہوازن کے کسی شخص کے پالے پڑوں۔ شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ نے جوش میں آ کر کہہ دیا کہ آج میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بدلہ لوں گا (اس کا باپ جنگ احد میں مارا گیا تھا اور یہ اس غزوہ میں اور اہل مکہ کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ گیا تھا) چناں چہ یہ اس قصد سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف چلا لیکن بحکم باری عز اسمہ بے ہوش ہو کر گر پڑا اور آپ اور آپ تک نہ پہنچ سکا۔ سیرۃ ابن ہشام۔

۷۳۔ یہ ہوازن اور ثقیف کا علم بردار تھا جب یہ مارا گیا تو عثمان بن عبداللہ نے علم لے لیا اور لڑنے لگے جب یہ بھی تیغ اجل کے نذر ہوا تو اس وقت مشرکین کو شکست ہوئی۔

۷۴۔ بروایت ابن اسحاق یہ احلاف کا علم بردار تھا جب جنگ کا پانسہ پلٹتا دیکھا تو اپنا علم ایک درخت سے لگا کر بھاگ گیا اس کے دیکھا دیکھی اس کے چچازاد بھائی اور اس کی کل قوم بھاگ نکلی۔

۷۵۔ صاحب زاد المعاد نے لکھا ہے کہ چھ ہزار قیدی اور چوبیس ہزار اونٹ، چالیس ہزار سے زیادہ بھیڑ بکریاں اور چار ہزار اوقیہ چاندی واقعہ حنین میں مسلمانوں کے ہاتھ آئی۔ واللہ اعلم!

۷۶۔ جس وقت ان کو چالیس اوقیہ چاندی اور ایک سو اونٹ دیے گئے تو انھوں نے کہا میرے لڑکے یزید کا حصہ لاؤ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا چالیس اوقیہ اور ایک سو اونٹ اور دو۔ پھر انھوں نے

Marfat.com

کہا معاویہ کا حصہ دو تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس اوقیہ چاندی اور سو اونٹ دینے کا حکم فرمایا۔

۷۷۔ ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ واپسی کے بعد طائف سے مدینہ پہنچ کر بجیر بن زہیرؓ بن ابی سلمہ نے اپنے بھائی کعب ابن زہیر شاعر کو اس مضمون کا خط لکھا کہ جو لوگ آنحضرت ﷺ کی ہجو یا کو اذیت دیتے تھے ان کو آپ ﷺ نے قتل کر ڈالا ہے اور شعراء قریش سے ابن الزبعری و ہیرہ ابی وہب بخوف جان کسی طرف بھاگ گئے ہیں اگر تجھ کو اپنی جان عزیز ہے تو آنحضرت ﷺ کے پاس چلا آ۔ وہ کسی کو جو تائب اور مسلمان ہو کر آتا ہے قتل نہیں کرتے اور اگر تو یہ نہیں کر سکتا تو ایسی سرزمین پر چلا جا جہاں تیری جان بچ سکے۔ کعب ابن زہیر نے اس خط سے پیشتر ایک قصیدہ آنحضرت ﷺ کی شان کے خلاف لکھ کر اپنے بھائی بجیر کے پاس بھیج دیا تھا۔ بجیر نے اس قصیدے کا جواب کعب کے پاس بھیج دیا اور اس قصیدہ کو خدمت اقدس میں پیش کر دیا۔ جب کہ مکہ فتح ہوا تو آپ نے اس کا بھی مباح کر دیا لیکن اتفاق سے یہ اس وقت نہیں ملا۔ پھر جب بجیر کا اس نے خط پایا اور اپنے احباب سے مشورہ کیا تو مجبور ہو کر ایک قصیدہ لکھ کر مدینہ روانہ ہوا جس میں آنحضرت ﷺ کی مدح تھی۔ مدینہ میں یہ شب کو پہنچا اور اپنے ایک پرانے رفیق کے مکان پر اترا اور اس سے اپنا ارادہ ظاہر کیا صبح کو بعد نماز حاضر خدمت اقدس ہوا اور آپ کے روبرو بیٹھ کر آپ ﷺ کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لے کر کہنے لگا۔ یا رسول اللہ کعب ابن کعب ابن زہیر مسلمان تائب ہو کر آپ ﷺ سے امن مانگنے آیا ہے۔ کیا آپ اس کو امن دے سکتے ہیں اگر میں اس کام کو آیا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ''ہاں'' کعب ابن زہیر نے عرض کیا وہ گنہگار میں ہی ہوں''۔ ایک انصاری شخص یہ سن کر بول اُٹھا ''یا رسول اللہ ﷺ یہ عدو اللہ ہے، اجازت دیجیے کہ میں اس کی گردن ماردوں''۔ آپؐ نے فرمایا ''اس سے درگزر کرو یہ مسلمان و تائب ہو کر آیا ہے''۔ اس کے بعد کعب نے اپنا قصیدہ پڑھا اور مسلمان ہونے کے بعد انصارؓ کی تعریف میں بھی قصیدہ لکھا۔ یہ قصائد اور دونوں بھائیوں کے مراسلات کتب سیر میں مرقوم ہیں۔

۷۸۔ صاحب زادالمعاد نے لکھا ہے کہ پہلا وفد ماہ صفر ۹ھ میں بنو عذرہ وفد آیا۔ جس میں بارہ آدمی

Marfat.com

تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تم لوگ کس برادری کے ہو۔ بنوعذرہ کے متکلم نے کہا ہم وہ ہیں جن کا آپ انکار نہ کر سکیں گے۔ ہم لوگ بنوعذرہ برادر اخیائی (ایسے سوتیلے بھائی ہیں جن کی ماں ایک ہو اور باپ مختلف) قصی ابن کلاب کے ہیں جنھوں نے قصی کو بڑھایا اور بطن مکہ سے خزاعہ و بنوبکر کو نکالا۔ ہماری تم سے قرابت اور رشتہ داری ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (مرحبابکم و اھلا ماعرفنی بکم) ''تم پر مرحبا ہو خوش ہو تم کو کس چیز نے مجھ سے متعارف کرایا؟'' بنوعذرہ کے متکلم نے جواب دیا اسلام نے۔ آنحضرتؐ نے یہ سن کر ان کو مبارکباد دی اور فتح شام کی بشارت سنائی۔ کاہنوں سے حالات دریافت کرنے اور غیر اللہ کے ذبیحہ کو منع فرمایا اور یہ بتلا دیا کہ ان پر سوائے قربانی کے اور کوئی چیز فرض نہیں ہے اور دوسرا وفد بلی کا تھا جو ماہ ربیع الاول میں آیا اور رویفع بن ثابت کے مکان پر اترا دوسرے دن رویفع ان کو ہمراہ لیے ہوئے آپ کی خدمت میں لائے اور عرض کیا کہ یہ میری برادری ہے۔ آپؐ نے فرمایا تجھ کو اور تیری برادری کو خوشی نصیب ہو۔ رویفع نے عرض کیا کہ یہ لوگ سچے دل سے ایمان لائے اور مسلمان ہوئے آپؐ نے ان سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا۔ (الحمد للہ الذی ھدا کم الاسلام فکل من مات علی غیر السلام فھو فی النار) ''یعنی اللہ کا شکر ہے کہ اس نے تمھیں اسلام کی ہدایت عطا فرمائی یاد رکھو غیر اسلام پر مرنے والا جہنمی ہے''۔ اس کے بعد شیخ الوفد ابوالضبیب نے چند مسئلے دریافت کیے اور تیسرے دن رخصت ہو کر اپنے شہر واپس چلے گئے۔

۷۹۔ وہ غریب صحابہؓ جن کے پاس سواری نہ تھی جن کا واقعہ مؤرخ کتاب نے بیان کیا ہے یہ ہیں سالم بن عمیر و علیہ بن یزید و ابولیلی المازلی و عمرو بن عمہ و سلمہ بن صخر و عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہم۔ بعض روایات میں بجائے ان کے عبداللہ بن معقل اور معقل بن یسار ہیں ابن اسحاق نے انھیں میں عمرہ بن الحمام بن الجموع کو بھی شمار کیا ہے۔

۸۰۔ کتب تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک کے لیے صلح نامہ علیحدہ علیحدہ لکھا گیا تھا لیکن تلاش کرنے سے صرف ایک صلح نامہ ملتا ہے جس میں یحسینہ والی ایلہ کا نام درج ہے غالباً یہی رعایتیں اور لوگوں کو بھی دی گئی ہوں، وہ صلح نامہ جو والی ایلہ کو لکھا گیا تھا یہ ہے۔

Marfat.com

(بسم اللہ الرحمن الرحیم ھذا امنۃ من اللہ و محمد النبی ﷺ لیحینۃ بن رویہ و اھل ایلہ شفتھم و سیارتھم فی البر و البحر لھم ذمۃ اللہ و محمد النبی و من کان معھم من اھل الشام و اھل الیمن و اھل البحر فمن احدث منھم من اھل الشام و اھل الیمن و اھل البحر فمن اھد منھم حدثا فانہ لا یحول مالہ دون نفسہ و انہ لن اخذہ من الناس و انہ لا یحل ان یمنعوا امایر دونہ و لا طریقا یر دونہ من بحر او بر)

''یعنی یہ اللہ کی اور محمد رسول اللہ کی طرف سے یحینہ بن رویہ کے لیے اور ایلہ والوں کے لیے امن نامہ ہے کہ ان کی کشتیاں اور قافلہ خشکی اور تری میں اللہ کی اور اللہ کے رسول کی ذمہ داری میں ہیں اور ان کے ساتھی بھی جو شام، یمن اور سمندری علاقہ کے ہیں۔ لیکن اگر ان میں سے کوئی نئی بات پیدا کردے تو اس کا مال اور اس کی جان کے درمیان حائل نہ ہوگا اور جو لے لے گا اسی کا ہے اور کسی کو یہ روا نہیں کہ انھیں دریا یا خشکی کے راستے سے روک دے۔''

۸۱۔ ابن سعید نے لکھا ہے کہ ایکدر والی دومۃ الجندل سے آنحضرتؐ نے دو ہزار اونٹ آٹھ سو گھوڑے چار سو زرہیں چار سو نیزے لے کر صلح کی تھی۔ واللہ اعلم!

۸۲۔ اصل یہ ہے کہ اس مسجد کو بارہ منافقین نے مل کر بنوایا تھا اس میں بیٹھ کر آنحضرت ﷺ کے خلاف مشورہ کرتے اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کا منصوبہ بناتے تھے اس کا ذکر کلام پاک ربانی میں بھی کیا گیا ہے۔

۸۳۔ وہ دو آدمی جو احلاف لیے گئے تھے یہ تھے (۱) حکم بن عمرو بن وہب (۲) شرجیل بن عیلان اور بنو مالک سے یہ تین اشخاص عثمان بن ابی العاص واوس بن عوف و میز بن خرشہ تھے۔

۸۴۔ عرب کا دستور تھا جس جگہ ان کا وفد جاتا اس کے ہمراہ ایک خطیب (لیکچرر) اور ایک شاعر ہوتا تھا۔ چناں چہ دستور کے موافق بنو تمیم کے وفد کے ہمراہ بھی خطیب و شاعر آئے۔ بنظر دلچسپی ناظرین بنو تمیم اور آنحضرت کے خطیبوں کے خطبہ اور شاعروں کے ایک ایک شعر درج کیے جاتے ہیں۔ ابن ہشام لکھتے ہیں کہ جب ان کے خطیب کو اجازت ہوئی تو ان میں سے عطارد بن حاجب کھڑے ہو کر کہنے لگے۔ (الحمد للہ الذی لہ علینا الفضل و المن و ھو اھلہ الذی جعلنا ملوکا و وھب لنا اموالا عظاما نفعل فیھا المعروف و جلعنا

Marfat.com

اغراهل المشرق واکثرہ عدداوایسرہ عنسۃفمن مثلنا فی الناس السنابروس الناس واولی فقلھم فمن فاخر فافلیعدو مثل عددناوا نا لو نشاءلا کثر ناالکلام ولکن نحیامن الاکثار وانا العرف بذلک اقول ھذاالان تاتوابمثل قولناو امر افضل من امرونا) یعنی "اللہ کا شکر ہے کہ جس کا ہم پر احسان وفضل ہے اور وہ اس کا اہل ہے اسی نے ہمیں بادشاہ بنایا اور بہت سامال دیا جس سے ہم خیرات کرتے ہیں اور ہمیں اس نے معززین اہل مشرق سے بنایا اور تعداد میں زیادہ اور قوت میں زیادہ قوی بنایا ہم جیسا لوگوں میں کون ہے؟ کیا ہم سردار نہیں اور لوگوں میں افضل نہیں؟ اگر کوئی ہم پر فخر کرے تو اسے چاہیے کہ وہ ہماری طرح اپنی تعداد گنوائے اگر ہم چاہیں تو اس سے بھی زیادہ تقریر کرسکتے ہیں لیکن افراط ومبالغہ سے شرم آتی ہے۔ حالانکہ ہمیں سب کچھ معلوم ہے میں کہتا ہوں ہماری تقریر کی طرح کوئی تقریر پیش کرو اور ہمارے کارناموں سے افضل کوئی کارنامہ دکھائی"۔ اس قدر کہنے کے بعد بنو تمیم کا خطیب بیٹھ گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت بن قیس بن الشماس کی طرف مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا (قم فاجب الراجل فی خطبۃ) یعنی "اُٹھ پس اس شخص کے خطبہ کا جواب دے" ثابت حکم پاتے ہی اُٹھ کر گویا ہوئے۔ ((الحمد اللہ الذی السموات والارض خلقہ قضی فیھن امرہ ووسع کرسیہ علیہ ولم یک و شی قط الامن فضلہ بم کان من قدر تہ ان جعل ناملوکاً و اصطفی من خیر خلقہ رسولا اکرمہ نسباً و اصدقہ حدیثاً و افضلہ حسباً فانزل علیہ کتابہ وائمۃ اکرم الناس حساباً و احسن الناس وجوھاو خیر الناس فعالا ثم کان اول الخلق اجابہ و استجابۃ اللہ حین دعاہ رسول اللہ نحن فنحن انصار اللہ و زراءر سولہ نقاتل الناس حتی یومنوا باللہ فم امن باللہ ورسولہ منع مناما لہ ود مہ و من کفر جا ھدناہ فی اللہ ابدا و کان قتلہ علینا یسیر اقول ھذا و استغفر اللہ لی وللمومنین والمومنات و السلام علیکم) "یعنی" اس اللہ کا شکر ہے جس نے زمین وآسمان بنائے ان میں اپنا علم جاری کیا اللہ کا علم اس کی کرسی سے بھی زیادہ وسیع ہے اور ہر چیز اللہ کے فضل کا نتیجہ ہے اس نے اپنی قدرت سے ہمیں بادشاہ بنایا اور اپنی بہترین مخلوق میں سے ایک رسول چنا جس کا

Marfat.com

حسب و نسب اعلیٰ و افضل ہے اور جو انتہائی سچا ہے پھر اللہ نے آپ پر کتاب اتاری اور آپ کو لوگوں میں امین بنایا۔ آپ تمام دنیا والوں میں سب سے زیادہ نیک ہیں پھر آپ نے لوگوں کو ایمان کی دعوت دی اور آپ پر آپ کی قوم میں سے مہاجرین ایمان لائے۔ جو آپ عزیز بھی تھے۔ یہ شریف النفس تھے اور اچھے کاموں کی شہرت میں بھی ممتاز تھے اور شاندار کارنامے انجام دینے والے تھے پھر رحمت عالم کی دعوت پر ہم انصار سب سے پہلے لبیک کہنے والے تھے اس لیے ہم اللہ کے دین کے مددگار اور اللہ کے رسول کے وزیر ہیں اور لوگوں سے لڑتے رہیں گے۔ جب تک وہ اللہ پر ایمان نہ لائیں پھر جو اللہ پر ایمان لے آئے گا وہ ہم سے اپنا خون اور اپنا مال محفوظ کرلے گا اور جو کفر پر اڑا رہے گا ہم اس سے ہمیشہ جہاد کرتے رہیں گے اور اس کا قتل ہم پر آسان ہوگا اللہ مجھے اور تمام مومن مردوں اور عورتوں کو بخش دے آمین۔ والسلام''۔

اس خطبہ کے ختم ہونے پر ثابت بن قیس خطیب اسلام بیٹھ گئے اور زبرقان بن بدر شاعر بنو تمیم اُٹھ کر قصیدہ پڑھنے لگا جس کا مطلع یہ تھا۔

نحن الکرام فلاحی معاولنا
منا الملوک وفینا تنصب البیع

یعنی ''ہم وہ شرفاء ہیں کہ کوئی قبیلہ ہمارے مقابلہ کا نہیں ہم میں بادشاہ بھی ہیں اور ہم میں عبادت خانے بھی بنائے جاتے ہیں'' اتفاق سے حسان اس وقت موجود نہ تھے جب انھیں معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شاعر بنو تمیم کے جواب دینے کو بلایا ہے تو اپنے مکان سے اشعار پڑھتے ہوئے نکلے جس کا مطلع یہ تھا۔

منعنا رسول اللہ اذ حل وسطنا   علی انف راض من معدو راغم

یعنی ''ہم نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جب آپ ہمارے پاس تشریف لے آئے۔ مدافعت کی خواہ معبد والے راضی ہوں یا ناراض'' جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور آپ کے حکم سے جواب دینے کو کھڑے ہوئے تو اپنے کلام کو اس شعر سے شروع کیا۔

ان الذوائب من فھر واخوتھم

Marfat.com

فِــدبینو اســنة للنــاس تتبــع

یعنی ''نہرو اور اس کے ہم مثل خاندان لوگوں کے لیے ایسی سنتیں جاری کر گئے جن کی پیروی کی جاتی ہے'' ابن ہشام نے لکھا ہے کہ بعض اہل علم کا یہ خیال ہے کہ بنو تمیم کے شاعر نے میمیہ قصیدہ پڑھا تھا جس کا مطلع یہ تھا۔

اتیناک کمایعلم الناس فضلنا　　اذا احتلفوا اعندا احتصار المواسم

یعنی ''ہم آپ کے پاس آئے ہیں جب لوگ ایامِ حج میں مجلسوں میں جمع ہوتے ہیں تو انھیں ہماری فضیلت معلوم ہے'' اور حسان بن ثابت نے اس کا جواب دیا تھا۔ مطلع یہ تھا۔

ھل المجد الا السود العود والھدی　　وجاء الملوک واحتمال العظایم

یعنی ''بزرگی طاقت و ہدایت سے، شاہانہ عزت وجاہ اور بڑے بڑے مصائب برداشت کرنے سے پیدا ہوتی ہے'' بنو تمیم کے شاعر کے اشعار پہلی روایت کے اعتبار سے آٹھ اور دوسری روایت کے مطابق چار اور حسان بن ثابت کے اشعار اٹھارہ باعتبار روایت سابق اور پچھلی روایت کے لحاظ سے گیارہ تھے (کمافی سیرۃ ابن ہشام)

۸۵۔ سورہ براءت اور حضرت علیؓ کے متعلق مختلف آرا:

ابن خلدون و ابن اثیر کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ صدیق کو آیات سورۂ براءت دے کر ایام حج میں بھیجا تھا مگر جس وقت یہ ذوالحلیفہ میں پہنچے۔ تو آپ نے حضرت علیؓ ابن ابی طالب کو بھیجا اور انھوں نے حضرت ابوبکرؓ صدیق سے سورۂ براءت کی آیات لے لیں اور حضرت ابوبکرؓ خائف ہو کر مدینہ واپس آئے پھر وہاں سے حسب حکم آنحضرت ﷺ امیرِ حج ہو کر گئے لیکن کتب سیر سے اس کی شہادت کافی نہیں ملتی۔ سیرۃ ابن ہشام میں لکھا ہے کہ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ۹ھ میں حضرت ابوبکرؓ صدیق کو امیر حج مقرر کر کے روانہ فرمایا۔ چناں چہ حضرت ابوبکرؓ صدیق مسلمانوں کو لے کر مدینہ سے روانہ ہوئے اور سورۂ براءت کی آیات کو اس عہد نامہ میں ترمیم کی بابت نازل ہوئیں جو آنحضرت ﷺ اور مشرکین میں ہوا تھا کہ کوئی شخص بیت اللہ کی زیارت سے نہ روکا جائے۔ یہ کہ شہر حرام میں لڑائی نہ کی جائے۔ یہ کہ مشرکین اور مسلمانوں میں یہ معاہدہ

Marfat.com

عام سمجھا جائے۔

ابوجعفر محمد بن علی روایت:

اس کے بعد سورۂ براءت کی آیات بالتفصیل لکھتے ہیں کہ ابن اسحاق نے یہ کہا ہے کہ مجھ سے حکیم بن حکیم بن عباد بن حنیف نے ابوجعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب براءت کی آیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئیں اور اس سے پیشتر حضرت ابوبکرؓ صدیق بغرض ادائے حج ہو کر روانہ ہو گئے تھے لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ حضرت ابوبکرؓ صدیق کی معرفت اس کو آپ نے بھیج دیا ہوتا آپ نے فرمایا اس کو کوئی شخص میرے یا میرے خاندان والوں سے نہیں پہنچا سکتا ہے، یہ کہہ کر آپ نے علیؓ ابن ابی طالب کو بلا کر فرمایا کہ لو ان آیات کو لے کر جاؤ اور جس وقت لوگ یوم النحر منیٰ میں جمع ہوں تو ان آیات کو سنا کر کہہ دینا کہ جنت میں کوئی کافر نہیں داخل ہو سکے گا اور اس سال کے بعد سے کوئی مشرک حج نہ کرنے پائے گا اور بیت اللہ کا طواف برہنہ ہو کر نہ کریں اور جس کا جو عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہے وہ اپنی مدت تک پورا کیا جائے گا بعد انقضائے معیاد اللہ و رسول کے عہد سے وہ بری ہے''۔

چناں چہ حضرت علیؓ ابن ابی طالب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناقہ پر سوار ہو کر روانہ ہوئے یہاں تک کہ حضرت ابوبکرؓ صدیق تک پہنچ گئے۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق نے ان کو آتے ہوئے دیکھ کر دریافت کیا تم امیر ہو یا مامور؟ حضرت علیؓ ابن ابی طالب نے کہا مامور اس کے بعد دونوں آدمی ساتھ ساتھ گئے حضرت ابوبکرؓ صدیق نے لوگوں کو حج کرایا اور حضرت علیؓ ابن ابی طالب نے یوم النحر کھڑے ہو کر آیات براءت سنا کر جو پیام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھیجا تھا علی الاعلان کہہ دیا۔

ابن قیم جوزی:

ابن قیم جوزی دمشقی نے زاد المعاد میں لکھا ہے کہ بعد واپسی غزوہ تبوک بقیہ رمضان و شوال' ذیقعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں مقیم رہے اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ صدیق کو مسلمانوں

Marfat.com

کے ہمراہ امیر مقرر کر کے حج کرنے کے لیے روانہ فرمایا، ابن سعد نے کہا کہ ابوبکرؓ صدیق تین سو مسلمانوں اور بیس قربانی کے جانوروں کو لے کر روانہ ہوئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف سے تھے اور پانچ انھوں نے اپنی طرف سے لیے ان کی روانگی کے بعد سورۂ براءت کی آیات نازل ہوئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان آیات کو سنانے کے لیے علیؓ ابن ابی طالب کو روانہ کیا حضرت ابوبکر صدیقؓ جس وقت عرج یا بروایت ابن عائذ کو یا بروایت مشہور ذوالحلیفہ میں تھے حضرت ابن ابی طالب پہنچے حضرت ابوبکرؓ نے ان کو دیکھ کر دریافت فرمایا تم امیر ہو یا حضرت علیؓ نے جواب دیا مامور ہوں۔ ابن سعد کہتے ہیں کہ اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے دریافت فرمایا (استعملک رسول اللہ علی الحج) ''تم کو رسول اللہ نے حج کا امیر بنایا ہے''۔ ((قال علی لا ولکن بعثنی اقراہ براءۃ علی الناس و ابنذالی کل ذی عھد عھدہ) یعنی ''حضرت علی نے کہا نہیں لیکن آپ نے مجھے لوگوں کو براءت کی آیتیں سنانے کے لیے ہر ایک حلیف کے سامنے سے ایک عہد پھینک دینے کے لیے بھیجا ہے''۔ اس کے بعد پھر حضرت ابوبکر و علی رضی اللہ عنہما مکہ گئے حضرت ابوبکرؓ نے حج کیا اور کرایا اور علیؓ نے یوم النحر کو کھڑے ہو کر سورۂ براءت کی آیات پڑھ کر کہا ''اے لوگو جنت میں کوئی کافر نہیں جائے گا اس سال کے بعد مشرکین حج نہ کرنے پائیں گے اور بیت اللہ کا برہنہ ہو کر کوئی طواف نہ کرنے پائے اور جس کا جو عہد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ ہے وہ اپنی مدت تک پورا کیا جائے گا۔ اصل واقعہ اس بیان سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکرؓ محض امیر حج ہو کر روانہ ہو گئے تھے اس کے بعد حضرت علیؓ سورۂ براءت کی آیات سنانے اور پیام رسانی کی غرض سے بھیجے گئے اور یہ کہ حضرت علیؓ سے ملنے کے بعد حضرت ابوبکرؓ مدینہ نہیں آئے بلکہ وہیں ان سے جو دریافت کرنا ضروری تھا دریافت کر لیا اور دونوں بزرگ ساتھ ساتھ مکہ گئے اور اپنے اپنے منصبی کاموں کو انجام دیا، مورخین کو اس واقعہ میں ان الفاظ ((ثم اردف النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابابکر بعلی بن ابی طالب فامرہ ان یوذن براءۃ) یعنی ''پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ابوبکر کے پیچھے علی ابن ابی طالب کو بھیجا اور انھیں لوگوں کو سورۂ براءت سنانے کا حکم دیا اور انھوں نے یہ سمجھ لیا کہ پہلے حضرت ابوبکرؓ کو آیات براءت دے کر بھیجا اس کے بعد حضرت

Marfat.com

علی کو ان کے پیچھے روانہ کیا اور ان کو اس کے سنانے کا حکم دیا حالانکہ یہ واقعہ ایسا نہیں ہے۔ بلکہ مطلب اس کا یہ ہے کہ حضرت ابوبکر کے پیچھے حضرت علی کو اس غرض سے بھیجا کہ وہ لوگوں کو سورہ براءت کی آیات سنا دیں حضرت ابوبکرؓ کے بھیجنے کی غرض اور تھی اور علی کے بھیجنے کی غرض اور اولاً مورخین کی فاش غلطی دوسرے نافہمی سے یہ اعتراض کرنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو پیام رسانی کے قابل نہ سمجھ کر حضرت علی کو مامور کیا بازیچہ اطفال سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ واللہ اعلم!

۸۶۔ واقدی نے لکھا ہے کہ حبیب بن عمروؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا تھا کہ افضل الاعمال کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وقت پر نماز کا پڑھنا۔ واللہ اعلم!

۸۷۔ مسند ابوداؤد طیالسی میں بروایت ابووائیل عبداللہ سے مروی ہے کہ مسیلمہ کذاب کا خط النواحہ و ابن اثال لے کر آئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں آدمیوں سے فرمایا کہ تم لوگ اس امر کی شہادت دو کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ ابن النوحہ وابن اثال نے اس کے جواب میں کہا کہ ہم مسیلمہ کے رسول ہونے کی شہادت دیتے ہیں۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا کہ میں اس کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اگر میں قاصد کو قتل کرنا پسند کرتا تو میں ضرور تمھارے قتل کا حکم دیتا۔ واللہ عالم

۸۸۔ کتب سیر وتواریخ میں لکھا ہے کہ آپ نے اس لڑائی میں چھوٹے بڑے سب صحابہؓ کو روانگی کا حکم دیا تھا۔ حضرت ابوبکر وعباس وعمر وعثمان علی رضی اللہ عنہم بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ اسامہؓ بن زید ہی کے ماتحت روانہ کیے گئے تھے۔ لیکن علالت کی وجہ سے آپ نے بہ اجازت اسامہ علی وعباس رضی اللہ عنہما کو تیمارداری کی غرض سے اپنے پاس روک لیا۔ باقی اور جلیل القدر صحابہ حضرت اسامہؓ کے ہمراہ مدینہ سے روانہ ہوئے اسامہ مدینہ سے ایک کوس چل کر جوف میں مقیم ہوئے اور وہاں سے حضرت ابوبکر وعمر وغیرہ رضی اللہ عنہا حضرت اسامہ سے اجازت لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھنے آتے تھے اور واپس چلے جاتے تھے اس مقام سے اسامہ کوچ نہ کرنے پائے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا۔

۸۹۔ یہ قصہ بخاری و مسلم میں بروایت ابن عباسؓ مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی وفات

Marfat.com

سے چار روز پہلے بروز جمعرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا جس وقت کہ وہ حجرہ مبارک میں حاضر تھے تم لوگ میرے پاس دوات اور کاغذ قلم لاؤ تا کہ میں تمھارے لیے لکھ دوں۔ جس سے تم لوگ میرے بعد گمراہ نہ ہو لوگوں نے دوات قلم کے لانے میں اور نہ لانے میں اختلاف کیا۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ ہمارے لیے قرآن مجید کافی ہے جو ہمارے پاس ہے اور بے شک اس وقت آپ کے درد زیادہ ہو رہا تھا۔ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے قولِ عمر کی تائید کی اور بعض نے کہا کہ قلم و دوات لانا چاہیے اسی اثناء میں کسی نے یہ بھی کہہ دیا کہ ان کو اختلاط کلام ہو گیا ہے۔ پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کلام کا اعادہ کرنا چاہا تو آپ نے فرمایا کہ میرے پاس سے چلے جاؤ۔ پیغمبروں کے پاس شور و شغب کا کام نہیں ہے۔ اس روایت سے مسلمانوں کے دو فرقوں میں ایک عظیم تفرقہ ڈال رکھا ہے ایک گروہ کہتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے بے جا کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلافت کی بابت ضرور کچھ لکھتے، مسلمانوں کے اختلاف کا کل بار حضرت عمرؓ کی گردن پر ہے۔ دوسرا فریق کہتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے بہت صحیح اور درست کیا، عام قاعدہ ہے کہ لوگ اپنے اعزاء و اقارب کو علالت کی حالت میں تکلیف میں دیا کرتے علاوہ اس کے حضرت عمرؓ نے یہی کہا کہ قرآن مجید ہمارے لیے کافی ہے اور یہ بہت درست ہے جو ضروری امور اور ارکان دین ہیں وہ قرآن مجید میں مذکورہ ہیں۔ جیسا کہ اس واقعہ سے تین مہینہ پیشتر آیہ (الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا) سے ظاہر ہوتا ہے کہ بلاشبہ اس سلسلے میں عمرؓ پر کوئی الزام لگانا اپنے مبلغ علم و استعداد کو ظاہر کرنا ہے۔ عجیب یہ بات ہے کہ قرآن مجید میں غیبت کی برائی ہو چھوٹے بڑے قصہ مذکور ہوں اور مذکور نہ ہوتا خلافت کا بیان جو نمازِ ایمان ہے۔

۹۰۔ علماء سیر و تواریخ نے لکھا ہے کہ پہلے قبر میں حضرت علیؓ اور فضل و قثم پسران عباس و سقران اترے تھے۔ اس کے بعد اوس بن خولی انصاریؓ نے حضرت علیؓ سے کہا خدا تم کو سمجھائے ہمارا بھی حصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہے حضرت علیؓ نے یہ سن کر اوس بن خولیؓ کو قبر میں اترنے کی اجازت دی بس یہی چار بزرگ تھے جنھوں نے آپ کو قبر میں اُتارا۔

Marfat.com